

تاریخ مرکش و مغرب الاقصی

حصہ دوم و سوم

جسے کارپروازان کا رخانہ وطن لاہور نے مسٹر میکینس
کی کتاب سے ترجمہ و تالیف کیا

9 19.4

۴۲ گیم ۱۹ سباق ۲۳ م ۱۳

مطبع خیرالدین احمدی
کتابخانہ اسلامیہ
لاہور

طبع اول

رحیب صاحبزادہ شہسپری کراچی گئی ۱

عرض حال

محرم ناظرین۔ حصہ اول اس کتاب کا خود میں نے مولانا احمد زندہ مورخ مرکش
وسٹر سیکینس کی کتب سے تالیف کیا تھا۔ جو ۱۹۷۱ء میں شائع ہو گیا۔ حصہ دوم سرورم ہی
میں اسی انداز سے لکھنا چاہتا تھا۔ مگر وجہ عدم الفرعتی سال پر سال گزرتے گئے۔ اور
میں اس کار کے لئے وقت نہ نکال سکا۔ اور جو چند اجزاء حصہ دوم پہلے لکھ چکا تھا۔ ان پر کچھ
ایزادہ کر سکا۔ چونکہ ایک طرف اس عدم الفرعتی کے کم سہونے کی امیدوں بدلتی یاد ہو رہی
ہوتی جاتی تھی۔ دوسری طرف خریداران حصہ اول تکمیل کتاب کی واسطے پے درپے اصرار کر رہے
تھے۔ باقی حصہ کتاب کا صرف انگریزی سیاح کی تصنیف سے ترجمہ کر کے شائع کر دیا جا تا ہے۔ جو
اسکی نظر ثانی کے لئے بھی وقت نہیں ملا۔ تاہم بہتر سے بہتر ترجمہ جو دستیاب ہو سکا اُس سے
یہ ترجمہ کر دیا گیا ہے اور یقین ہے کہ اُس سے شاید ہی کسی جگہ کوئی فروگزاشت ہوئی ہوگی
اس جلد میں جو حصہ دوم و سوم پر مشتمل ہے۔ صرف پہلے چند صفحات میرے لکھے ہوئے ہیں۔
مرا کو کا مسئلہ آجکل بھرتازہ ہو رہا ہے۔ اور اس موقع پر کتاب نہا کی اشاعت یقیناً
نشانیقین کو اُس کے سمجھنے میں بہت کچھ مدد مل سکیگی۔ سٹر سیکینس بے جا بجا بہت سا
زہر اٹھاتا ہے۔ اگر صحت نے ساتھ دیا اور فرصت ملے تو انشا اللہ طبع ثانی میں اُس کے
نہریمانات کا شافی جواب لکھ دوں گا۔ والسلام

العارض بندہ محمد انشا اللہ عفی عنہ مالک اڈیٹر اخبار

لاہور

مارچ ۱۹۷۶ء

تاریخ نیرا کر عرصہ

فصل نہم

زمانہ فلاںی حکمران سلطانین ۱۲۷۲ء سے ۱۲۷۹ء تک

بدامنی اسماعیل خواہ ظالم تھا یا عادل ہیں کے مضبوط یا متحد کے اٹھنے کی دیرینہ نیتی کہ تمام ملک میں یکم تخت بدامنی معہ اپنی لازمی خرابیوں اور تباہیوں کے تمام ملک میں پھیل گئی۔ وہی قومیں جو اس کی اپنی پنجو حکومت میں ملک قابو کر کے اپنے کام دیتی تھیں وہی تھیں۔ اب نا اتفاقی اور فتنہ و فساد برپا کرنے کا موجب ہو گئیں اور وہی سیاہ بولکل کی طرح اسکے اشارہ پر طبعی ہوتی۔ اب شورش و جنگ اور بدامنی پھیلانے کا باعث ہو گئی اور عیس بریں تک سلطنت ان کا مشغلہ بنی رہی جب چپا کسی کو بادشاہ بنا دیا۔ اور جوقہ ذرا گاڑے اُسے عیاد کر کے اور فرمانروا بنا لیا۔ اس قلیل عرصہ میں اسماعیل کے سات بیٹوں کو اس طرح امہوں نے اپنا گھلو بنا کر رکھا تھا۔

ہندو محلہ بدامنی اسماعیل میکسن اسماعیل نے وفات ہو تین دن پہلے احمد کو تادلا سے کھٹا س بٹا لیا تھا۔ باپ کی وفات پر تمام درباریوں نے جیش عید کے اشارہ سے اسے اپنا بادشاہ تسلیم کیا اور سب نے اس کے ہاتھ پر جیش کی۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی استمداد و دودھ کی اور لشکر کو استمداد و انعام و اکرام عطا کیا کہ اس کا لقب ”الذہبی“ یعنی سونا لٹانے والا ہو گیا لیکن یہ نوجوان ایسا عالی ظرف نہ ثابت ہوا کہ حکومت و فرمانروائی ذمہ و ترنگ پر غالب ہو سکے۔

اس کم ظرفی کو شربِ نوری کی علت کے طور پر یاد دیا ہوا تھا ان دونوں نے حکومتِ نیم دیوانہ بنا دیا۔ اُس نے خود مختاری کو بڑا مقتضی اور مدعا تو بڑی اور قتل و سنگ بھجا بچا بچخت پیٹنے لگے چند دن ہی ہوئے تھے کہ اپنے باپ کے بڑے بڑے سرداروں اور جنیلوں کو قتل کر دیا۔ جن میں علی بن یثربیہ بن الاشقر پاشا اور خواجہ مرایان علی شاہی کا اعلیٰ افسر جلیل الکرام بھی شامل تھے۔ مر جان کے ماتحت ۲۰ سو خواجہ برہتے جن میں سے ہر ایک کے راج کم از کم دو غلام ہوتے تھے۔ مر جان بہت المال کا بھی اعلیٰ تہتم تھا بعض کا خیال ہے کہ یہ قتل لشکرِ عبید کے اشارہ پر وقوع میں آئے تھے۔

بادشاہ کو عیش و عشرت میں مبتلا اور سلطنت کے قابل ارکان کے قتل میں مشغول دیکھ کر مفسدات کے گہر زون کو بھی باہم خانہ جنگی برپا کرنے کی جرأت نہ ہو گئی۔ بلکہ برادرِ قتال عرب کی طبعی سرکشی بھی چھوڑ کر آئی۔ ایف برادر العباسی احمد مکران تھا۔ خود ہونے اور اس سے پہلے اس کے باپ نے اس علاقہ کے باشندوں کے ساتھ ملحد اور طرالس کی فتح میں نمایاں کارگزاری دکھائی تھی۔ اور بنابرین بادشاہ اور رہایا و ذون کی نظروں میں اُسے بڑی وقعت حاصل تھی۔ منسلک بندہ رطلادین پر ابوخص عمر الوقاش حاکم تھا۔ اسی پیرانہ سال ہو جانے پر اسماعیل نے میرنشی کی آسامی سے گورنر بنا دیا تھا۔ سب سے اول نئے عہد میں ان دونوں میں خانہ جنگی برپا ہوئی۔ ابوخص نے ابو العباس کو شکست دی اور اس فتح پر شاہنشاہ ایک دین آسمان کو لپٹے سامنے بیچ بچھنے لگ گیا۔ سلطان احمد نے اس میں کچھ مداخلت نہ کی جبکہ ایک طرف ابو العباس کو ملک بادشاہ کے فیصلوں پر ناتواں پیام کرنا پڑ گیا۔ اور دوسری طرف باقی عمل بھی خود سر ہو گئے۔ علی بن یثربیہ اور ابن الاشقر نے بربری قبائل کو اس طرح قلاوڑ کیا تھا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسبت مشہور ہے کہ انہوں نے مشرک جات کو آفتابوں اور لوٹوں میں قید کر دیا تھا۔ ان کے قتل ہونے پر وہ بھر آ زاد ہو گئے اور گھوڑے اور اسلحہ خرید کر ویسے ہی سرکش ہو رہے تھے۔ ہر دوزخ میں جیسے کہ پہلے تھے۔ حتیٰ کہ رفتہ رفتہ ان کی دلیری و بیباکی یہاں تک بڑھ گئی کہ دار الخلافہ کو قریب جواز تک پہنچ کر ملک کے مانے لگ گئے۔ دوسری طرف لشکر ایسا بے قلاوڑ ہو گیا۔ کہ عیش و دوا کا جو دستہ فاس میں مامور تھا۔ اُس نے بڑے باز و وسوق اٹھیں گھوڑوں میں بڑھ کر سیکڑوں کو قتل کر دیا۔ ہر وقت باشندوں کو گرفتار کر لیا۔ باشندوں کا ایک

و فد شکایت لیکر دارالخلافہ کو گیا۔ مگر بادشاہ تک رسائی نہ ہوئی۔ دربار یون سے راستہ
سے ان کو واپس کر دیا۔ اس پر اہالی فاس نے اطاعت چھوڑ کر بغاوت اختیار کر لی۔ سلطان
فتح اور قوہ خانہ بھیج دیا۔ جس کی گولہ باری سے شہر کو بہت نقصان پہنچا۔ آخر سلطان کے
بھائی مستغنی نے فریقین میں مصالحت کرا دی اور عیسویہ اٹھایا گیا۔ مگر اس مصالحت کو بہت
دن بھی ہوئے تھو کہ وہ ایسا کہ رفیق حبیبی لشکر غلامان کے سرداروں کی قبض سے بن کر
عبید اللہ ان پکارا جاتا تھا احمد کو معزول کرنے کا ارادہ کر کے اہالی فاس کو اس سے صلح
کیا۔ وہ ان سے مستغنی الہ اسے ہو گئے۔ غلاموں نے ایک دستہ سواروں کا خط دیکر
سلطان کے بھائی عبدالملک الی مردان کو لانے کے لئے سہل رسالہ بھیج دیا۔ جب وہ وادی
پہنچ گیا تو ایک سال کی حکومت کے بعد احمد کو گرفتار کر کے قید کر لیا۔

جلد الملک ثالث الی مردان اگر نیا سلطان بھی غلاموں کو خوش نہ کر سکا۔ وہ مشغمل اور قابل ہونے
کے ساتھ ہی مسک بھی بہت تھا۔ مولائی اسماعیل ہن لشکر کو ہر سال ایک لاکھ شقال انعام
دیا کرتا تھا۔ مولائی احمد نے سخت نفوس ہو کر اس پر چاس ہزار شقال اور ایزاد کر دیئے تھے
عبدالملک بحرب انہوں نے بیعت کا انعام مانگا اور صرف چار ہزار شقال لئے تو وہ سخت
بگڑ گئے۔ اور اسے معزول کرنے کے صلاح و مشورہ شروع ہو گئے۔ سلطان کو خبر ہوئی
اس نے ایک بزرگ کو انہیں بھانسنے اور ڈرانے کے لئے بھیجا۔ اس کا اڈر اٹھا اڑ ہوا۔

انہوں نے ایک دستہ مولائی احمد کو لانے کے لئے سہل رسالہ بھیج دیا۔ جہاں اسے معزول
کے روائہ کر دیا گیا تھا۔ اور ادھر دارالخلافہ پر حملہ کر کے تمام شہر کو لوٹ لیا۔ جلد الملک لاکھ
شہر میں داخل ہوتے ہی کچھ مصاحب ساتھ لیکر فاس کو بھاگ گیا اور اہالی شہر کی پناہ
جائی۔ یہ واقعہ فوجہ مشک المسبحہ (۱۷۷۷ء) میں گذرا۔ جب غلاموں کو اس کے فاس پہنچو
کہ کی خبر ملی تو انہوں نے اہالی فاس کے اسے اس دستہ کو جسے مدبروں کی مکرولی کے لئے
عبدالملک نے منگوایا تصدیق کر لیا۔ اتنے میں احمد بھی پہنچ گیا۔ اس نے اہالی فاس کو
ان کے دستہ کے افسر کے ہاتھ جلد الملک کے حوالہ کر دینے اور اطاعت قبول کر لینے
کا پیغام بھیجا۔ باشندوں نے صاف انکار کر کے پیغام لانے والے کو قتل کر دیا۔ پھر
احمد نے پھر فوج پستی کر دی اور توپوں کے گولوں سے باشندوں کا ہانک میں دم کر
دیا۔ محاصرہ برپا رہا۔ آخر جب محصورین بہت تنگ آ گئے تو انہوں نے

عبد الملک کی جان بخشی کے وعدہ برائعات ماننا منظور کر لیا۔ احمد نے اس شرط کو مان لیا اور
 سالم بادشاہ کا مہیچکر عبد الملک کی خود بھی تشفی کی کہ اُسے کسی طرح کی اذیت نہ پہنچے گی۔
 وہ چلے تو سب ملے چلا جائے۔ خواہ فرار اور سی میں رہائش پذیر ہو جائے۔ عبد الملک اس
 وعدہ پر بھائی کے پاس چلا گیا جو اُسے اپنے ساتھ مکتاس لے گیا۔ وہاں پہنچے احمد کو تنہی
 ہی مدت ہوئی تھی کہ سخت بیمار ہو گیا۔ اور جب اُسے یقین ہو گیا کہ یہ بیماری مرض الموت ہے
 تو عبد الملک کے قتل کا حکم دیدیا۔ اور اس سے بعد تیسرے دن خود بھی مہ شعبان ۱۱۳۱ھ
 (۱۷۱۷ء) کو فوت ہو گیا۔ پتیلو کا بیان ہے کہ بعد اللہ کی مان نے اُسے نہر وید یا تھا۔
 مولانا احمد بن خالد انصاری کے پرانا لکھتے ہیں کہ احمد الذہبی عادات و شمائل نقیض و
 لا پروائی وغیرہ جملہ امور میں بالکل ایمین بن ہارون الرشید عباسی کے مشابہ تھا۔
 لیکن حالانکہ بادشاہی سے پہلے وہ کسی معرکہ میں شامل نہ ہوا تھا۔ اعلیٰ پایہ کا شہسوار تھا۔
 عبد اللہ المرتضیٰ بن محمد | عبد اللہ خاتون خنائی بنت بکار المغیری کے بطن سے اسماعیل کا فرزند
 تھا۔ سبیل اس سے وہ بھی عبد الملک کے ساتھ آیا تھا۔ جب لشکر غلامان باغی ہوا تو وہ پھر بکلا
 کو واپس چلا گیا۔ احمد کے مرنے پر سب اعیان دولت اور مرداران جوش نے اُسے
 بادشاہی کے لئے منتخب کر کے اس کے نام کا خط بفرست کر دیا۔ اور اسے سوا بھیکر
 سبیل اس سے بڑا بھیجا۔

اس کے بھی تخت نشین ہوتے ہی قاس کے آزادی پسند باشندوں سے بگڑا
 گئی۔ لیکن اس دفعہ زیادتی سلطان کی طرف سے ہوئی۔ اس نے چند دربار کے موقعوں پر
 ان کے نائبین کی عمدہ تحقیر و تذلیل کی۔ جس سے آخر برافروختہ ہو کر ان کو مقابلہ ہو پڑا۔
 مگر ایک شہر کل فوج کا مقابلہ تک کر سکتا۔ محاصرہ کی شدت اور گولہ باری کے پچھلے
 نقصانات نے اس دفعہ بھی ان کو بالآخر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور بادشاہ کا مطالبہ مان رہے
 اپنے باغات اور بیرونی قصبے اس کے حوالے کر دیئے۔ ان کل محاصروں میں شاہی توپخانہ
 معمولی ٹھوس گولوں کے علاوہ بے گولے بھی چلاتا رہا تھا۔ مولانا احمد نے معمولی گولوں
 کو کر (رجح کر) اور مہرب کو نب لکھا ہے۔ یہ فاصلہ ۲ بیج الاول ۱۱۳۲ھ کو ختم
 ہوا۔ اسی سال سلطان کی والدہ غنائی اور اس کا بیٹا محمد بن عبد اللہ رجب بیت اللہ کے
 لئے مجاز کو روانہ ہوئے۔

فاس سے مکنا سا واپس کر عبد اللہ نے بربر قبائل کی سرکوبی کے لئے بلا وایت پور کا بیٹا نکلیا۔ بربر اس کی آمد پر آیت بری کی بجھا گئے۔ اس نے وہاں مکنا سا کا تعاقب کیا اور ہزاروں کو قتل کر کے پھر کچھ عرصہ کے لئے امن قائم کر دیا لیکن رعایا کو جیسے ان قرآنوں کی طرف سے امن نصیب ہوا ویسے ہی اس کے بالمقابل ایک ظالم بادشاہ سے سابقہ بڑھ گیا جس نے بلا تصور اونے اعلیٰ حیرت انگیز عتاب پڑ گئی اسکو قتل کر دینا اپنا معمولی شیوہ بنالیا تھا اسکی سنگدلی و سفاکی اسی پر بس نہ رہی بلکہ بے زبان عمارات بھی اس کی وحشت و زندگی سے محفوظ نہ رہیں۔

مدینہ ریاض کی بربادی مکنا سا مختلف چھوٹے چھوٹے شہروں یا قلعوں کا مجموعہ تھا۔ جن میں مدینہ ریاض جسے اسماعیل نے بڑے شوق سے تعمیر کرایا تھا۔ سارے شہر کی رونق و زینت تھا۔ اس محلہ اور اس کے رہنے والوں کی شامت اعمال ایک دن اعلیٰ الصبح عبد اللہ محل سے باہر نکل کر ایک بلند ٹیلہ پر چڑھ گیا۔ وہاں سے اس کی نظر منحوس اثر میں محلہ پر پڑ گئی۔ خدا معلوم اس وقت اس کے دل میں کیا آیا کہ فی الفور اس کے گرائے جانے کا حکم صادر کر دیا۔ اکبر نے وزراء۔ اُمراء اور اعیان سلطنت کے مکان اور نیز اعلیٰ درجے کے عمارتیں۔ حمام۔ ہوٹل و قہو خانے بازار اس حصہ میں تھے۔ اُمراء نے ایک دوسرے کی ضد بھند اس کی رفتی بڑھانے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بیان عالی شان محل اور مکان تعمیر کرائے ہوئے تھے۔ اکثر بد نصیب باشندے جو ایسی خواب میں ہی تھے کہ گرنے والے قضا بہرہ کی طرح ان کے سر پر پہنچ گئے۔ اور ان کو اس وقت خبر ہوئی جبکہ چھینیں اُن پر گرنی شروع ہو گئیں۔ اس اور اتفری میں جس سے جس قدر بن سکا وہی قیمتی مال متاع بیکر گھر دن سے نکل گئے۔ جہا کوئی معین و مددگار نہ تھا وہ کچھ بچا تو درکنار جانیں بھی سلامت نہ بچا سکے۔ اور سینکڑوں عورتیں ضعیف مرد اور بچے دیکر ہلاک ہو گئے۔ اہتمام کا کام دس دن جاری رہا۔ اور اس مدت میں وہ شہر جو آنکھوں کے لئے راحت اور دل کو سرور بخشا کرتا تھا مٹی کا ایک بڑا تودہ رہ گیا۔

اسی برس اُس نے کئی قبیلوں کے سینکڑوں بڑے بوڑھے ہو کر بٹا ہر راہزنی کی سزا کا بہانہ کر کے قتل کرائے۔ ان میں سے ایک قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ

بڑی محبت تھی اور چونکہ اسکو عبید نے اس کے حکم سے قتل کر دیا تھا اس لئے پہلے دن سے انکو
 عبادہ کرنے کا عزم کر لیا تھا۔ اس عزم کی تکمیل میں اس نے اُن غلام سپاہیوں کو جو مفصلات میں
 راتب دینا بند کر دیا اور پادشخت کی متعلقہ چھاؤنی کے غلاموں کی طاقت فضول معرکوں میں
 کمزور کرتے رہنے کے ساتھ ہی خود بھی انہیں حتی الوسع قتل کراتے رہنے میں کوئی دیر
 نہ کرتا رہا۔ پھر رفتہ رفتہ معمولی سپاہیوں سے تجاوز کر کے ان کے افسروں کے متعلق
 بھی یہی کارروائی شروع کر دی۔ حتیٰ کہ ۱۱۴۷ھ تک صرف اس کے حکم سے دس ہزار غلام
 ہلاک ہوئے۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو عبید اللہ یوان نے اُسے معمول اور
 قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور دوسرے ہی دن اُس کی تعمیل کرنے والے تھے کہ عبد اللہ
 کو اطلاع مل گئی اور وہ دو بیٹوں کو ہمراہ لیکر قانون رات قید آیت ادراس کے پاس
 چلا گیا جو بڑے ادب و احترام سے پیش آئے اور خود ہمراہ جا کر اسے تادلا بھول آئے۔
 وہاں سے وہ مراکش کو ہوتا ہوا وادی نول میں اپنے منتہی حال منازہ قوم کے پاس چلا گیا۔
 اور تین برس تک وہاں رہا۔ دوسری طرف اس کا گورنر محمد بن علی بھی سلطان فرار کی
 خبر سگورات کو فاس سے نکل صبح زرہ ہون جاکی۔ یہ واقعہ ۱۱۴۷ھ (۱۷۳۵ء) کا ہے۔
 ابی الحسن علی ششم | عبداللہ کو فرار پر یوان نے اسماعیل کے ایک اور بیٹے ابی الحسن علی
 الملقب بالاعوج | کو بادشاہی کے لئے پسند کر کے محل ماسہ سے بلوا بھیجا۔ وہ بیچ اتفاقاً
 ۱۱۴۷ھ میں فاس بھی پہنچ گیا اور فاس میں معبود اس کو گورنر مقرر کر کے تاکید کر
 دی کہ معمولی حکومت شرعی مشروں اور معمول خفیف ہدایہ کے سوا اور کسی طرح کا ٹیکس یا شہ
 سے نہ لے۔ مگر کتنا سا پہونچکر جب لشکر کو انعام و اکرام دینے میں اُس کا خرچہ خالی ہو گیا
 تو وہ ایک سخت نالایقی حرکت کا مرتکب ہوا۔ اس نے ابی سوتلی مان نغانی والدہ عبداللہ
 کو قید کر کے اس کا مال و سبب لوٹ لیا جو چندان مالیت کا نہ تھا۔ اس پر اسے شبہ
 پیدا ہوا کہ شاید نغانی نے زرہ مال کو کہیں چھپا دیا ہے اور خدائی پر مال مدفون بتانے کے
 لئے بہت کچھ کھتی کی۔ مگر اس عابدہ و زاہدہ فیاض منش خاتون کے پاس فی الحقیقت کوئی
 دولت نہ تھی۔ ابی الحسن کو کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اور بیٹا یدہ و ارین کی رد سیاسی خرید لی ابو عبداللہ
 اکسوس لکھتا ہے۔ خاتون حرۃ خدائی نہایت صالحہ۔ عالمہ اور عابدہ عورت تھی۔ اس نے
 لئے حرۃ یعنی آزاد عورت۔ اسے خاتون یا لیلیٰ کا مرادف سمجھنا چاہیئے۔ مولف

شہر کے سینکڑوں عاجز بھی اس ظالم کی قربانی چڑھا گئے۔ قبیہ مجاہدہ کے دوسوا شخص اس کے جیب قتل کے لئے میدان کو لے گئے تو اکثر باشندگان شہر بھی تماشا دیکھنے کے لئے وہاں جمع ہو گئے۔ اتنے میں جلدت بھی چل سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ سب لوگ خوف کے مارے اوجھڑا کھڑے ہوا گئے۔ ان میں سے کچھ ایک متعلقہ فار میں چھپ گئے۔ ان کو وہاں گھسٹتے ہوئے اس تیز نظر عقاب نے دیکھ لیا تھا۔ قتل پر ہنچ کر حکم دیا کہ غار کے منہ کو پتھروں سے چھن دیا جائے۔ حکم کی فوراً تعمیل ہو گئی اور سب کے سب وہیں دم گھٹ کر مر گئے۔

ان مظالم کو غلاموں ایسے سنگدل فرقہ بھی زیادہ غرضہ کو لئے ٹھنڈے دل سے نہ دیکھ سکا۔ ان کی جانتے آئے کہ بلا بھیجا کہ مسلمانوں کا اس طرح ناحق خون کرنا کی طرح دیت نہیں ہو سکتا۔ جلدت اس پیغام پر اپنے اعمال سے باز آ جانے کی بجائے اب غلاموں کا بھی دشمن ہو گیا۔ مگر بغا ہر اس خطی کا کچھ اظہار نہ کر کے ان کو انعام و اکرام بھیج دیا۔ اور اہل فازار اور بردن کی سرکوبی کے لئے تیار ہونے کا حکم دیدیا۔ ادھر اہل فاس پر جن کی طرف سوا کے دل میں روز اول سے سخت کہ درت بیٹھ گئی ہوئی تھی۔ محمد بن علی بن یشی کو گورنر مقرر کر کے یہ ہدایت کر دی کہ فاس والوں کے پاس زر دولت کا نام و نشان باقی نہ رہنے پائے کہ اسی کے بل پر وہ ہمیشہ کھڑے ہیں۔ نامراد گورنر نے اس حکم کی سخت تعمیل کی ہر جگہ کے نقیب جج کر کے ان سے زر دار لوگوں کے نام و حیثیت معلوم کر لئے پھر ان سب کو بلا کر جلیانہ میں ڈال دیا۔ اور ہر ایک پر ایک ہزار سے لیکر ایک لاکھ شقال تک جرمانہ لگا دیا کہ جب تک یہ ادا نہ ہو۔ قید میں رہیں جو متحمل بھاگ گئے۔ ان کے بھائیوں۔ بیٹوں اور عورتوں کو قید کر دیا۔ ان سے فارغ ہو کر کاشتکاروں اور اہل حرفہ سے بھی سلوک کیا۔ اور ان کے لئے غلے قدر خارج ایک سو سے لیکر ایک ہزار تک جرمانہ تجویز کیا۔ اس ظالمانہ ٹوٹ سے شہر میں ایک صاحب استطاعت باقی نہ رہ گیا۔ اور ہزاروں لوگ جنگلوں پہاڑوں اور دیہات کو بھاگ گئے یا کو سینکڑوں نے تو بلا دسوڑاں۔ تریس ہر اور شام سے ورے دم نہ لیا۔ پیچھے صرف عورتیں۔ بچے یا بے زر و نقاش مرد رہ گئے۔ ظلم کا یہ آہ ۳۵ لکھ سے لیکر ۲۵ لکھ تک ۱۳ مہینوں تک اہل فاس کے

سرور چلتا رہا۔

۱۳۱۷ء میں جلدشہ نے سپہ کے سپاہیوں پر حملہ کیا۔ لیکن ٹانگہ ایک سپاہی نوئی نو مسلم پر ڈالنے جو پہلے سپاہی نوئی بادشاہ کا وزیر عظم تھا اس کی امداد کی علیحدہ کو فاسل شکست ملی۔ اس کے بعد اس نے آدان پر حملہ کیا۔ مگر وہاں بھی شکست کھائی میدان جنگ بربہ سپاہیوں کو جلدشہ کے نام تلواروں کے ایک انگریز سوداگر کا خط ملا۔ جس میں اس نے سامان حرب کی قیمت کا مطالبہ کیا ہوا تھا۔ اس کی بنا پر سپاہیوں نے یہ ثابت کرنے کی بڑی کوشش کی کہ ان شکستان مراکشوں کی مدد کرتا ہے لیکن ان کی کوششیں بے سود رہیں۔ رپرڈ اس کے فصل حالات بارہویں فصل میں لکھے گئے ہیں۔

۱۳۱۸ء میں جلدشہ نے ۱۵ ہزار عیسوی قادیقاسم پاشا کے زیر کمان اور ۱۵ ہزار و دایا لشکر عبداللہ بن ابی عوف کے ماتحت برہوں کی سرکوبی کے لئے علاقہ فاند کو بھیجا۔ جب یہ لشکر وریام الریح کو عبور کر کے میدان اودخان میں پہنچا۔ تو برہوں بظاہر جھگڑوں کی طرح خیال آیت کو بھاگ گئے۔ فوج بھی تعاقب میں وہاں تک پہنچ گئی جب یہ وہاں کی ٹنگھاٹیوں میں داخل ہو گیا تو برہوں نے رات کی وقت پتھروں اور درختوں سے گھاٹیوں کے دہانوں کو بند کر دیا اور علی انصراح یکبارگی ہجوم کر کے سلطانی لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ اس ناگہانی حملہ سے اسکے پاؤں کھٹکے اور وہ دھات کی طرف اٹھ دوڑے۔ وہاں پہنچ کر جب انکو بند پایا تو ان کے حواس باخت ہو گئے۔ اور گھوڑے اور اسلحہ چھوڑ کر پتھروں اور درختوں کو بٹانے یا ان پر چڑھ کر دوسری طرف کو نکل جانے کے لئے پیدل ہو گئے۔ برہوں نے یہ سب مان لوٹ لیا۔ پھر جھگڑوں کو یکو کر ان کے جسم کے پٹھے بھی اوتار لئے کسی کو قتل نہ کیا۔ اور سب کو اس تباہ حالت میں کٹا سا کو واپس کر دیا۔ جلدشہ نے ان کی دلجوئی کے لئے ان کو زور و دولت اور بلوسات عطا کرنے کا وعدہ کر کے اپنے صدر مقام شرع الرہ کو بھیجا۔ لیکن ان کے دل اس کی طرف سے صاف نہ ہوئے۔ ان کو یہ شبہ ہو گیا تھا کہ برہوں نے ان کے ساتھ یہ سب کچھ اسی کے اشارہ سے کیا ہے۔

یہ شبہ جلدشہ کے برتاؤ سے دن بدن زیادہ مضبوط ہوتا گیا۔ جلدشہ کو عبداللہ

بہت سے علوم اپنے والد شیخ بکار سے حاصل کئے تھے۔ بیٹے ابن حجر کی کتاب احباب کے
حاشیوں پر اس خاتون کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے متعدد عالمانہ ماحیے دیکھے۔
ابی الحسن نے کچھ تو اس نالایقی سے لوگوں کو آزرہ کر دیا۔ دوسرے اس کے گورنر
نے بھی اس کی نصیحت کے برخلاف فاس کے باشندوں پر پہلے جیسے گورنروں
کی طرح ظلم و غم مشرق کر دیا۔ جیسوہ پھر باغی ہو گئے۔ ان کو مطیع کر کے ابی الحسن بربرہ کی
عوض لینے کے لئے ہزار لشکر نیکر جل فاذر کو روانہ ہوا۔ مگر اس لشکر کا بھٹی ہی
حضر ہوا جو عبد اللہ کی فہم کا ہوا تھا۔ البتہ بربروں نے سلطان اور اسکے فاضل کوست
سے کچھ تعرض نہ کیا۔ مکناس واپس آکر لشکریوں نے نئے لمبوسات۔ اسلحہ و راتب
مانگے۔ مگر اس کے پاس کوئی ذخیرہ نہ تھا کہ ان کے مطالبہ کو پورا کرتا۔ اس سے لشکری
بہت ہزار ہو گئے اور ملک میں تمام فطہ پھیل گیا۔

عبد اللہ کا دوبارہ بادشاہ ہونا [اسے میں بربرہ پہنچی کہ عبد اللہ مکناس کی طرف بڑا آ رہا
کچھ لشکریوں کی صلاح ہوئی کہ اسے اپنا بادشاہ بنالیں اور کچھ ابی الحسن کے طرفدار
رہے۔ اول فریق غالب رہا۔ اور ابی الحسن بھائی کی آمد سے پہلے فاس جدید کو
بھاگا۔ اور جب حبش دوایا اسے وہاں داخل دھونے دیا تو قاناکے راستہ
اصد ف عرب کے قبیلہ کے پاس چلا گیا۔ جو بڑی عزت میں پیش آئے اور اسے اپنا
واماد بنا لیا۔ وہ ان کے پاس سلطنت و حکومت کو فراموش کر کے کئی برس رہا۔
پھر ۱۶۹ھ میں مکناس چلا آیا۔ موہی عبد اللہ نے اسے فاس میں ایک عالی شان مکان پہننے
کے لئے دیدیا۔ مگر عبید نے اسے جلد گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ دو رکھا کہ
یہ بڑا منحوس شخص ہے۔ اسی کی وجہ سے ملک خراب ہوا ہے۔ امیر عبد اللہ نے اسے تلافیت
کو بھیج دیا۔ جہاں وہ تادم وفات مقید رہا۔

مولا محمد بن انصیل [عبد اللہ کو اہلی مکناس راستہ میں ہی بمقام تاد لاجا لے اور اس کی بیعت
الفرمان عینہ۔ جاکر اور اس کے مخالف عبیدی سردار سالم کو جو مکناس سے بھاگ کر ہون
کو چلا گیا تھا پکڑ کر اس کے سامنے پیش کیا جو اس وقت قتل کر دیا گیا۔ سالم نے اہل فاس
کی اتفاق رائے سے انصیل کے ایک اور بیٹے محمد کو آنے کو لئے کھینچا ہوا تھا۔ وہ اپنی
راستہ میں تھا کہ اسے سالم کی گرفتاری و قتل کی خبر پہنچ گئی جس پر وہ چوری سے فاس

جا کر وہیں اپنے ایک دوست مکان میں چھپ رہا۔ بعد ازاں قصبہ الی مکران پر ہونچا۔ تولد سے وہ ان حملہ فاس کے نائب بھی رہے۔ بعد ازاں فاس کے نائب بھی ان سے بڑی بیعت ہوئی اور سختی سے پیش کیا۔ فاس کے وکیل مولوی نے ہی تھے۔ اس برتاؤ سے وہ ان واقعہ بھی کر گئے۔ مگر سیون سے بھی عبداللہ کچھ بھی طرح پیش نہ آیا۔ یہ کہ مہاجر و حضور کے عبداللہ کے کہنا سلیا ہو گئے۔ یہ پہلے محمد کو فاس سے لاکر اپنا بادشاہ بنالہذا اظہار علی عبداللہ پھر جمال بر مر کو بھاگ گیا۔ یہ واقعہ سلسلہء کا ہے۔

حوالہ دیا کہ اس سے زیادہ حکومت کرنا نصیب نہ ہوا۔ اور بادشاہ غور و
 ولایت بالکل چھینا رہے تھے۔ اس نے لشکریوں کا بیٹ بھرنے کے لئے رعایا کے کھیتوں
 و دھرم گروں سے گندم اور دیگر حب جمع کر لیا اور وہاں جھاڑو پھیرا دی۔ اور سخت
 دبا دیا۔ زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ ایک رات مولائی عبد اللہ غار منکرون کی طرح مضطرب
 شاہی برآمد ہوا۔ اور اس کے حلقوں کو قتل کر کے طویلہ کو آگ لگا دی۔ مولائی محمد نے
 نہر چھوڑنے پر اس کا تقابق کیا لیکن عبداللہ دور نکل گیا تھا۔ تاک میں چاروں طرف مدہمی
 پھیل رہی تھی۔ ایسی حالت میں لشکریوں کی تنخواہ کے لئے روپیہ ہم پہنچا بھی نہیں
 ہو گیا۔ اور ان دنوں مفتوں نے ۱۳۵۶ھ ۲۴ صفر ۱۵۵۱ء کو مولائی محمد اور اس کے
 معتز گورنر فاس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اور مولائی مقتضی بن سبیل کو تافیلہ سولت کو ہلاک
 تنہا رہنے پر بٹھا دیا۔ لیکن ایک سال کی آزمائش کے بعد وہ بھی الگ کر دیا گیا۔

شکر کی تحفہ اور انعام کے لئے جب اور کسی طرح روپیہ نہ مل سکا تو اس نے پہلے وہ ذخیرے جو سلطان اسماعیل نے منورہ و نیلہ متعلقہ - فولاد - جہانگیر لکڑی اور دیگر مختلف اجناس کے جمع کر رکھے تھے نکال کر بیچ دیئے۔ جب ان سے بھی کچھ نہ ہوا تو شاہی غلوں کے گنبدوں سے تانبے اور گلت کے پڑے اُتروا دیئے۔ اور بالآخر تانبے کی توپیں بھڑوا کر پیسے مضروب کرائے۔ ان پر درسیوں سے ظاہر ہے لاکھوں اور کروڑوں کی رقم کہاں دستیاب ہو سکتی تھیں۔ اس کے لئے اب بارشندگان قاس اور دیگر مقامات کے ہتھوڑوں کو تاننا شروع کیا۔ اور ایک بڑے بزرگ کو اس شعبہ میں کمرہ فغانی فاروپیہ اس کے پاس امانت رکھا جسے پٹوایا اور قید خانہ میں ڈال دیا۔ دوسری طرف مولائی عبداللہ نے بربر و عرب قبائل کو ہمراہ لیکر لکھنؤ وہاں دھم دیا کہ امان -

کہ پہلی رات ہی تھی جس میں وہ شامل ہوا۔ اس فتح کے بعد عبداللہ نے طبر پر حکمرانی کا بیانیہ احساس کی حکومت و طاقت کی قطعی یکنگنی کر دی۔ یہاں سے بھی اُسے بے شمار مال زندہ ہاتھ آ رہے تھے ابی العباس کا خاندان پشتون سے تعلق کرتا چلا آیا تھا طبر سے واپسی کے وقت کشتی میں ہزار مشک لیکر عبد اللہ کا مزارعہ ہوا۔ اس میں بھی عبداللہ غالب رہا۔ اور پانچ ہزار سے زیادہ گھوڑے اُسے عنایت میں ملے۔ اس فتح سے خانہ جنگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اور سب فریقوں نے عبداللہ کو بادشاہ تسلیم کر لیا۔

اس خانہ جنگی کے دوران میں دو قابل ذکر واقعات یہ گذرے۔ حرم عثمانی ۱۱ جمادی الاول ۲۵۵ھ کو جواریت الدین میں جا بسین۔ اسی سال (۲۵۵ھ) جب حاجیوں کا قافلہ نماز کو روانہ ہوا۔ تو مولانا عبد اللہ نے ۲۳ چھوٹے بڑے قرآن مجید جن کی جلدیں مسنہری اور ہر ایک پر بیش قیمت جوہرات اور موتی جڑے ہوئے تھے ہدیہ تسلیم کر لیا اور مزار نبوی کو روانہ کئے۔ ان میں ایک دیکھتے ہوئے متعجب و عقباتی کے نام سے مشہور تھا۔ اور جو عادت و احترام میں مصحف عثمانی سے دوسرے درجہ پر رکھا جاتا تھا۔ اسے مشہور حالی عقبہ بن نافع انہری فاتح مغرب نے حضرت عثمان کے نسخہ سے بھرا م قیروان اپنے ہاتھ سے نقل کیا تھا اور اندلس کے اموی بادشاہوں کے پاس منسلک بعد نسل چلا آتا تھا۔ اندلس سے اسے سعودی شرفا مغرب میں لائے۔ چنانچہ منصور نے ہی قرآن شریف برائے اپنے دوسرے بیٹوں بڑے بیٹے اشجع کے لئے جمع کیا تھی۔ آخر ۲۵۵ھ میں یہ درجیم اپنے اصل وطن حرم شریف کو پہنچ گیا۔ قرآن شریف کے ان نسخوں کے ساتھ ۲۷ سو مختلف رنگوں کے یا قوت ہجرہ نبوی کے لئے تھاپے گئے۔

اس شخص کی رودادگی سے بعد عبداللہ سات برس زندہ رہا۔ یہ سات برس بھی بڑی صلح کشے۔ کبھی غلاموں سے بگاڑا اور بربروں سے صلح۔ کبھی فاسیوں سے صلح اور بربروں سے عداوت۔ کوئی سال خیریت گزارنے نہ پایا۔ خانہ جنگی کے خاتمہ پر پہلے بربروں سے بگاڑ ہوا۔ یہ معاملہ اسی طے نہ ہوا تھا کہ غلام بگاڑ گئے۔ سلطان نے دلدیا کو بلا بھیجا اور ان کی پناہ میں کناٹا سے فاس جدید کو چلا گیا۔ اور غلام نجی جن وغیرہ مخالف قبائل کی مسلسل ایذا دہی سے تنگ آکر اسی سال (۲۵۵ھ) دلدیا

میں شرع الہیہ کو غالی کر کے کھناس آ گئے۔ اور اعلیٰ۔ قلعہ شہر ہمدان۔ انراض
 جہان ہمدانی۔ وزیر سے ڈال دیئے۔ اور شہر ہمدان میں چند برسوں کی مسلسل لڑائی سے
 اکتھا کر سید محمد بن عبد اللہ کو جو مراکش میں گورنر تھا کہا کہ اگر چاہو تو ہم تمہاری بیعت
 پر رضامند ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا خطبہ شروع کر دیا۔ مگر محمد نے باپ کی
 نافرمانی سے صاف انکار کر دیا۔ اور بادشاہی اختیار کرنے کی بجائے مصالحت
 کرنے کے لئے مراکش سے کھنسا۔ باپ کے عہد کو اپنا باپ کا پھر تالیع فرمان بنا گیا۔ جو اس
 لحاظ سے پاینج دفعہ معزول ہو کر چھٹی دفعہ سلطان تسلیم کیا گیا۔ پیر اندلسی میں ہمدان
 کی صفائی اور بھی بڑھ گئی۔ حتیٰ کہ عسکری آخری دو برس وہ فاس جدید کے قریب مقام
 دار و بیخ میں پڑا رہا۔ ڈر کے واسطے کوئی اس کے قریب نہ پہنچتا تھا۔ مگر بزور
 ٹبروٹن کا بیان ہے کہ ۱۰۷۴ء میں اپنے سامنے جلد شد کو ۳۳ باغیوں کو
 قتل کراتے دیکھا جن میں سے پہلے شخص کو اس نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ ان کی
 لاشیں بلا دفن کئے میدان میں عرصہ تک سڑتی رہیں۔ پہلو کہتا ہے کہ ایک دفعہ
 عبد اللہ نے ایک ہفتہ میں دو ہزار دو آدمی قتل کرائے۔ بالآخر ۱۰۷۴ء میں
 کوہ قہر الہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ ملک کی ہلاکت گئی۔ اس کی خوشحالی کا زمانہ پھر
 پھر عود کر آیا۔ اور پھر شاہی پھر ایسے بادشاہ کے سر پر سایہ انگن ہوا جو نیک نہاد۔
 عقلمند۔ رعیت پر در اور عادل ہونے کے ساتھ ہی سچا۔ دیندار۔ باحیث اور
 صاحب اقبال بھی تھا۔ یہ اسی ظام عبد اللہ کا دوسرا بیٹا تھا۔ جس کا بیٹا بھائی باپ کی
 زندگی میں ہی فوت ہو گیا تھا۔

مولا مستفی معزول ہو کر ۱۰۷۵ء میں بلا و خود کو بھاگ گیا تھا۔ وہ ان سے مولا
 عبد اللہ کے تعاقب پر مختلف علاقوں میں گشت کرتا ہوا اطمینان پہنچا۔ اور وہاں کے گورنر
 قادی عبد اللہ لکیم اپنی کو گرفتار کر کے قید کر لیا۔ اور لوگوں پر سخت ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا۔
 جس سے تنگ آکر اہل ایف نے ایک دن اچڑا چانک حلقہ کر کے اسے قید کر لیا اور
 اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ان کے پنجے سے۔ ہائی پلانے پر اس نے اپنے
 بھائی عبد اللہ سے سابقہ تقصیرات کی معافی مانگ کر درخواست کی کہ اس کی رہائش
 کے لئے کوئی جگہ خود ہی مقرر کر دے۔ جلد شد نے جواب دیا کہ تو نے میری کوئی قصور

نہیں کیا کہ اگر تو جنگ کرتا رہا ہے تو میری طرح باپ کے ملک کو بھٹا رہا اگر تو میری
 حمایت و اطاعت میں آئے کو تیرے ساتھ تو میں اسے خوشی سے منگود کرتا ہوں۔ میری
 لکھن میں تیرا لکھن رہائش گاہ ہو گئے مناسب ہوگی۔ اور اگر تو ملک چاہتے ہو تو میرا
 نیا ہے یعنی خطہ بڑھ کر بندر آہیلا کو چلا گیا۔ اور غرض غلامان کے مکان کو مرمت و
 درست کر کے تیرے محل میں وہاں آباد ہو گیا۔ چند دن بعد وہاں کے بعض اہل طبع
 اس سکھ دست بن گئے۔ اور ان کے مشورہ پر اس نے غلامان کو باڑ شروع کر دیا۔ وہ
 گندم جو وغیرہ متصل علاقہ کے عوب و تھاؤں سے خرید کر منگے قلع پر ہلکا کر
 سکے انصار و تاجروں کے ہاتھ فروخت کرتا جن کے چار زاب چاروں طرف سے
 آہیلا میں پہونچنے شروع ہو گئے۔ اس فائدہ سے دونوں میں اس کی حالت سوسو گئی۔
 سیکرہاؤں خوشامدی جمع ہو گئے اور اس نے طیطوان و طنجہ سے اسلحہ خرید کر اپنی
 طاقت بڑھانی شروع کر دی۔ عجلت سے جب اس امر کی اطلاع ملی تو بھائی کو آہیلا میں
 رہنے کی اجازت دینے پر بہت ناوم ہوا۔ اور اسی وقت ایک طرف اپنے بیٹے محمد گورنر
 مراکش کو اور دوسری طرف قاید الی محمد کو آہیلا جا کر مستضی کو وہاں سے نکال دینے
 کا حکم بھیج دیا۔ سلطانی فوج کے پہونچنے پر مستضی کے بیٹے نے شہر سے باہر آ کر محبت
 پیش کی کہ ہم یہاں سلطان کی اجازت سے رہتے ہیں اور اس نے ہمیں اس بند
 کی آمدنی عطا کر رکھی ہے۔ تم کیوں تعرض کرتے ہو۔ لیکن گورنر نے ایک نہ مانا۔
 اور جب تک مستضی باہر نہ نکل آتا محاصرہ سے دست بردار نہ ہوا۔ مستضی اخراج پر
 شیخ الی بکر بن عربی کے فرار کو چل دیا اور گورنر اس کا دل و حساب اور اسلحہ و بارود
 وغیرہ تیکر مستضی کے بیٹے کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں پہونچایا۔ عجلت سے تھیں
 اور ایک دہ کھکر باقی تمام سامان مستضی کے فائدان کو دیدیا۔ جو مستضی کے
 مستضی کو سب ماسہ نہیں جالما۔ بجلی ماسہ پہونچنے پہونچنے قبائل کو اپنے ساتھ لھنے
 کی ناکام کوشش کی تھی وہاں جا کر اس نے ملک و سلطنت کا بالکل ٹیال چھوڑ دیا
 و دریاں و دمان زمین کی بسر کر کے تھیں میں رہی ملک بھا ہو گیا۔
 جیناں بھید | مولا محمد بن عبد اللہ کے محمد کی تاریخ شروع کرنے سے پہلے ہیں اس کے
 حالات | احمد بن موصوفہ پر بنا مینا مناصب لوم ہوئے۔ مولا احمد بن قاضی احمد بن

کہتے ہیں بحوالہ سے تحصیل کے اندر زمینیں جو کچھ فوج تدارک و طرحا کے لئے پہنچ گئی۔
 رہا وہ عرب میں اس وقت تک ان کا کوئی اثر نہ تھا۔ ان کی باریک بینی عالی شان مملکت کے
 سردار فی ہمتوں۔ گھوڑے اور اسلحہ جیسے ان کے پاس تھے۔ شاید ہی دنیا کی کسی اور جگہ
 کے پاس ہوں یہی کیفیت دروی اور ان کے دیگر سامان کی تھی۔ ان میں کوئی ترنہ
 و پیل مشرق و ارد کی بارکون میں نہ تھے۔ یہیں مسابہل پاشا کے ماتحت وہ ہرگز
 نیچر ہی (دیکھا رہا) سیاہ کارب سے بھی رہتا تھا۔ ترک ٹیگرون کی طرح مرکش
 ٹیگوری بھی پیدا تھے۔ صرف افسر گھوڑوں پر سوار ہوتے تھے۔ تانوس اور
 وجووس میں یا نیچر اور پیل تھے۔ اور باقی بچاس ہزار مغرب کے دروہے
 قلعوں میں منتظم تھے۔ یہاں وہ ہر طرح کے آرام و راحت کے ساتھ زندگی بسر کرتے
 تھے۔ ہر قلعہ کے متصل علاقہ کے باشندوں کو حکم تھا کہ بیدار کے اعضاء میں سے
 اس قدر غلہ اور چارہ قطعہ والوں کی فوج اور ان کے جانوروں کے لئے پہنچا دیا
 کریں۔ سلطان امحیل کے وقت تک اس نظام میں کوئی خلل نہ ہوا۔ اسکی وفات
 پر جب اسٹیل کی اولاد میں خانہ جنگی برپا ہو گئی تو ایک طرف قبائلی نے شہرہ برہ
 پہنچائی۔ دوسری طرف سلاطین نے سلسلہ جہاں و قال سے ان کی
 خبر گیری کا کوئی خیال نہ رکھا۔ جس پر ان قلعوں نے عیدہ فائدہ کشی سے محکوم
 قلعوں کو چھوڑ دیا۔ قبائل میں منتشر ہو گئے۔ اور عرب و بربر قبائل نے
 نامی قلعوں کو بوٹ کھسوت کر ایسا ویران کر دیا کہ پچھلے دنوں کے کوہ اور جھون
 کی لکڑیاں تک اس وقت کے کوہ صرف دیواروں کے دیوار باقی کھڑے رہ گئے
 یہی حالت مولا عبداللہ کے عہد میں حبشہ و عیدہ کے مشرق الرطبت کناس پہلے جا
 پر مشرق الرطبت کی ہولی۔ تیوہن و بان کے عالی شان قلعوں اور بارکوں کو رتیچ
 اینٹ پتھر اور شہر تیر تک اونا کر سلا گئیں۔ اور وہاں ان کو کوڑیوں کے ہولی
 پیچ ڈالا۔ کچھ عرصہ فقط دیواریں کھڑی رہیں۔ مگر ان کی باری بھی جلد آگئی۔ اور
 غارت گردن نے انہی کو گرنے پر اکھانہ کر کے دینوں کی تلاش میں غرضوں اور
 زمین کو بھی کھو ڈالا۔

مکان کے ساتھ یہاں تک لشکریوں کی بھی بے بسی پیشان ہو گئی۔ کناس نصف

زیادہ سپاہی نہ پہنچے۔ باقی ماندہ اپنے اپنے سابق قبائل اور اکلون کے پاس چلے گئے جو گنتاں سپاہی نہ تھے۔ ان میں سے بھی اکثر ہر ایک پیر کی گرائی کیونہ سے وہ ان زیادہ مدت نہ ٹھہرے۔ بڑے بڑے شہروں میں یونہی تو ہمیشہ گرائی کا زور رہتا ہے۔ مگر وہ دن خشکسالی اور خانہ جنگی نے اور بھی قطبہ پاکر رکھا تھا۔ پس صرف وہی لوگ وہاں رہ گئے جو یا تو متمول تھے۔ یا کوئی ہنر جانتے تھے۔ اور ان لوگوں کا بھی قافیہ تکی مکان سے تنگ ہو رہا تھا۔ شہر میں کوئی گنجائش نہ ہونے کے باعث انہوں نے شہر کے متصل باغات اور زمینوں میں ڈیرے ڈال دیے تھے۔ جان بربر قبائل اکثر چھاپے مارنے رہے۔ ان کے بال بچوں اور مال و ہسباب کو اٹھا لے جاتے۔ اس طرح اس لشکر کا بھی حصہ کثیر معمولی معاش کے لئے دیہات اور قبائل میں جا بیا اور سپاہ گری کے فن اور ہندو نوپ کے ہنر کو بھولا کر عام لوگوں کی طرح ہو گئے۔ اس سپاہ کی بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ جب لشکر میں گنتاں میں زلزلہ آیا۔ تو یہیں سے پانچ ہزار کے قریب دیواروں کے نیچے دب کر مر گئے۔

مولانا محمد کے خزانہ حکومت کو ہاتھ میں لینے کو وقت تک اس سپاہ کی حالت یوں ہی ٹھہر رہی تھی۔ اس دورِ ابدیش و بیدار مغرورانہ زمانے کی باقی سلطنت کے دوسرے حصوں اور حکمران کی طرح اس لشکر کو بھی پھر بحال کر کے سپاہ کا مستند ترین حصہ بنا دیا۔ جب اس نے ادھر تو جہ کی فوجیں کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہ پائی۔ اس نے داد کی طرح منتشر اور اوکو پھر قبائل سے جمع کر دیا اور پہلے کی طرح بین قیمت گھوڑوں۔ اسلحہ اور وردیوں سے اس ہلنے لشکر کو دوبارہ مرتب کر کے دوائے امجدہ کو اپنی حق سیرت اور قابلیت سے خواری و زلت کے بعد اوسر و عزت اور دولت و گنتامی کے بعد حیات تازہ بخشی سید احمد بن خالد اس موقع پر مرزا کو کہتے ہیں کہ مذہب اشعر یہ کے مطابق فسق و فجور کی وجہ سے سلام معزولی کا مستوجب نہیں ہو جاتا۔ بنا برین مولا احمد بن اعلیٰ جابر امام اور مولا عبدالملک اس پر خروج کرنے والا تھا۔ اس طرح عبداللہ جابر بادشاہ تھا اور اس کے ساتھ جنگ کرنے والے سپاہی باغی سے زیادہ رتبہ نہ رکھتے تھے۔

جہان میں بارگاہِ سہی خمر کے پاس مرا کو بھیجا ہے تمام سامان جنگ سے دست بردار
 سال ہی اہل پرنگال سے میز گیند واپس بیٹھنے میں کام لیا گیا۔ ^{۱۱} ~~مستعد~~ میں سن ہی خمر نے
 ہسپانیہ کے قلعہ ریٹیلہ کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن تھکارس سویم نے ایک عہد نامہ کے واسطے
 کہا جس کی ریسے اس نے بروکھر میں منصلہ قائم رکھنے کی شرط پیش کی، موروں کے غیر
 سنے اسکا غلہ رکھے، سپر وخط کشیئے۔ اس پر وہ غریبست زیادہ موروں و غائب ہوں محمد نے
 کہنا کہ اگر اہل ہسپانیہ ہمارے سامان جنگ کو بھیجیں ^{۱۲} ~~رستہ~~ سے طنخہ اور موگاؤ رکولے
 جاویں تو جس اپنی فوج کو واپس بلا لیا۔ چنانچہ باشندگان ہسپانیہ اسپر و عائد ہو گئے
 اس پر محمد نے اپنی فوج کو واپس بلا لیا اور بری لڑائی کا خاتمہ ہو کر اس بنی ہو گیا۔

الیزبیت کی بغاوت ۱۵۵۷ء | یہ بات چونکہ فریون کے منشا کے خلاف ہوئی اس وجہ سے انہوں نے یکسپتہ میں لڑائی اور فساد کی کوشش کی۔ یہ حالت دیکھ کر سلطان نے اپنے بیٹے الیزبیت کو فوج کے مغلوب کرنے کا واسطے بھیجا۔ محمد کی یہ مدد میر خلاف ثابت ہوئی۔ کہونکہ باغیوں نے الیزبیت سے یہ کہا کہ ہم تم کو بھی اپنا سلطان بنالیں گے۔ اس پر وہ رجعت ہو کر باغیوں کا بھی ساتھ بن گیا۔ اس وقت غم کو بڑی شعل تیش آئی اور بدقت تمام رو دیا اور بربرہ کی فوج کی مدد سے اس نے ان کو مغلوب کیا۔ الیزبیت نے زہر ہون کے بعد میں جا کر بنہالی دروہان شریعت کی رفتار نش بردہ ہی اس کے باپ سلطان نے اس کے قصہ کو محاف کیا جیثیون کی جیثہ فوج بھی اس کو سلطان نے اطراف ملک میں بھیج دیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ بعد میں جو بغاوتیں ملک میں ہوئیں وہ فرو نہ ہو سکیں۔ اسکے علاوہ ۱۵۵۷ء و ۱۵۵۸ء میں محنت امساک باران ہوا اور تمام ملک میں قحط پڑ گیا۔ سلطان نے رعایا کی امداد کرنے اور اس کا قحط کے اثر سے خونام رہنے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ اور بطور قرض حسنہ کے زر کثیر رعایا کو بانٹ دیا۔

تکلیف و زمانہ اس کے بعد بھی سلطان کو اطمینان نصیب نہ ہوا۔ اور اس کا اضطراب بہ دستور قائم رہا۔ ۱۸۳۷ء میں ایک شخص حاج الیموری نامی نے

۱۔ ایہ صفحہ ۱۴۳۔ ۱۵۰ انصاری صفحہ ۱۰۰۔ انصاری میں یہ بھی لکھا کہ سیدی محمد نے مکہ معظمہ کے سلطان سے اسی زمانہ میں ایک عہد نامہ بھی کیا تھا۔ ۱۵۰ لویعانی صفحہ ۱۴۵۔

ہندویت کا دعویٰ کر دیا۔ پس پھر کیا تھا۔ اہل جڑ برہمن کے پاس جوتی کے جوتی کرنے لگا کر اسے
 اور عامیے ہندویت کو تسلیم کر گئے اور اس کی محبت ہو جائے تھے۔ لیکن سلطان محمد نے
 اس کی دخلی کے واسطے ایک سخت جہم بھیجی جس نے اس مدعی ہندو کے مریدوں اور
 مستفدوں کو بالکل مباد و برباد کر دیا۔ اسکے بعد بھی سلطان کی پریشانیوں کا خاتمہ نہ ہوا
 البتہ یہ نے زیارت حرمین شریفین کی اجازت چاہی۔ سلطان نے اسکو منظور کر لیا۔
 ان ہی دنوں میں سلطان نے اپنے ایک سفیر کو کچھ تحائف دیکر ایک شریف کے پاس بھیجا
 تھا۔ جو سلطان کا داماد بھی تھا۔ البتہ یہ نے موقع پا کر اس سفیر کے پاس سے تمام
 تحائف کی چوری کر لوٹی۔ اس پر سلطان نے اسکی اچھی طرح گونامی کی اور وہ بعد ہی سے
 خارج کر دیا۔ لیکن اس نے بڑی دلیری کی اور تین سال کے بعد طبعاً ان کے متصل ملکہ
 عبدالسلام کی عبادت گاہ میں آن کر پناہ لی۔ اور یہاں سے ہی ایک اور بغاوت کی تدبیر
 سوچی شروع کر دیں۔ سلطان میں بذات خود اس کی گونامی کے واسطے کیا۔
 لیکن اسکا کامشہ زندگی بسر نہ ہو چکا تھا اس نے اس سے راستے میں قضا کی اور تمام دنیا
 مافیا کو خیر باد کہا۔ اس وقت مراکو میں عام طور سے کشت و خون شروع ہو گیا۔ جو ملکہ
 اسماعیل کی خونریزی سے اگر زیادہ نہیں تو کسی طرح کم بھی نہ تھا۔ لیکن خوش قسمی سے یہ
 حالت زیادہ عرصہ قائم نہ ہوئی۔

خونخوار البتہ یہ نے یہ بات پسند نہ کی گئی۔ جبکہ اندام عام طور پر وہ ہر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ
 ملا التقریب کی والدہ انگلستان یا آئر لینڈ کی رہنے والی تھی

یہ بہ عورت وہ فانیں سے کان کنول کے افسر کی بیوہ تھی۔ لیکن جس بنیاد پر یہ بات

۱۱۵۰ تا ۱۱۵۱ء اور ۱۱۵۱ء تا ۱۱۵۲ء قوت میں مازانے تھا ہے کہ اسوقت سلطان محمدی جب سے
 دوسرے بیٹے عبدالرحمن نے اپنی بھائی خدیجہ سے اس ایک پیغام بھیجا جو سفیر کے ہاتھ کو والد کے انتقال کی
 خبر ملی تھا اور اس نے اس کے ہمراہ لکھا تھا کہ ہر کل آئے ہو۔ سلطان ہونے کا دعو کر کے ہر مرد و باپ کے
 رو بہ کہ یہ فرقہ فتنہ آ رہا ہے ہوا ہی بد نصیب جو چہ یا تو اپنے سولہ میں گھس جاوے اگر تو انسان
 نامہ رکش ہیں اگر چہ بول۔ کیونکہ تھو کو جان لینا چاہیے کہ کہیں کسی بادشاہ کے ہاتھ کی تگ نہیں ہے۔

۱۱۵۲ء سے ۱۱۵۳ء۔ ۱۱۵۳ء۔ ۱۱۵۴ء۔ ۱۱۵۵ء۔ ۱۱۵۶ء۔ ۱۱۵۷ء۔ ۱۱۵۸ء۔ ۱۱۵۹ء۔ ۱۱۶۰ء۔ ۱۱۶۱ء۔ ۱۱۶۲ء۔ ۱۱۶۳ء۔ ۱۱۶۴ء۔ ۱۱۶۵ء۔ ۱۱۶۶ء۔ ۱۱۶۷ء۔ ۱۱۶۸ء۔ ۱۱۶۹ء۔ ۱۱۷۰ء۔ ۱۱۷۱ء۔ ۱۱۷۲ء۔ ۱۱۷۳ء۔ ۱۱۷۴ء۔ ۱۱۷۵ء۔ ۱۱۷۶ء۔ ۱۱۷۷ء۔ ۱۱۷۸ء۔ ۱۱۷۹ء۔ ۱۱۸۰ء۔ ۱۱۸۱ء۔ ۱۱۸۲ء۔ ۱۱۸۳ء۔ ۱۱۸۴ء۔ ۱۱۸۵ء۔ ۱۱۸۶ء۔ ۱۱۸۷ء۔ ۱۱۸۸ء۔ ۱۱۸۹ء۔ ۱۱۹۰ء۔ ۱۱۹۱ء۔ ۱۱۹۲ء۔ ۱۱۹۳ء۔ ۱۱۹۴ء۔ ۱۱۹۵ء۔ ۱۱۹۶ء۔ ۱۱۹۷ء۔ ۱۱۹۸ء۔ ۱۱۹۹ء۔ ۱۲۰۰ء۔ ۱۲۰۱ء۔ ۱۲۰۲ء۔ ۱۲۰۳ء۔ ۱۲۰۴ء۔ ۱۲۰۵ء۔ ۱۲۰۶ء۔ ۱۲۰۷ء۔ ۱۲۰۸ء۔ ۱۲۰۹ء۔ ۱۲۱۰ء۔ ۱۲۱۱ء۔ ۱۲۱۲ء۔ ۱۲۱۳ء۔ ۱۲۱۴ء۔ ۱۲۱۵ء۔ ۱۲۱۶ء۔ ۱۲۱۷ء۔ ۱۲۱۸ء۔ ۱۲۱۹ء۔ ۱۲۲۰ء۔ ۱۲۲۱ء۔ ۱۲۲۲ء۔ ۱۲۲۳ء۔ ۱۲۲۴ء۔ ۱۲۲۵ء۔ ۱۲۲۶ء۔ ۱۲۲۷ء۔ ۱۲۲۸ء۔ ۱۲۲۹ء۔ ۱۲۳۰ء۔ ۱۲۳۱ء۔ ۱۲۳۲ء۔ ۱۲۳۳ء۔ ۱۲۳۴ء۔ ۱۲۳۵ء۔ ۱۲۳۶ء۔ ۱۲۳۷ء۔ ۱۲۳۸ء۔ ۱۲۳۹ء۔ ۱۲۴۰ء۔ ۱۲۴۱ء۔ ۱۲۴۲ء۔ ۱۲۴۳ء۔ ۱۲۴۴ء۔ ۱۲۴۵ء۔ ۱۲۴۶ء۔ ۱۲۴۷ء۔ ۱۲۴۸ء۔ ۱۲۴۹ء۔ ۱۲۵۰ء۔ ۱۲۵۱ء۔ ۱۲۵۲ء۔ ۱۲۵۳ء۔ ۱۲۵۴ء۔ ۱۲۵۵ء۔ ۱۲۵۶ء۔ ۱۲۵۷ء۔ ۱۲۵۸ء۔ ۱۲۵۹ء۔ ۱۲۶۰ء۔ ۱۲۶۱ء۔ ۱۲۶۲ء۔ ۱۲۶۳ء۔ ۱۲۶۴ء۔ ۱۲۶۵ء۔ ۱۲۶۶ء۔ ۱۲۶۷ء۔ ۱۲۶۸ء۔ ۱۲۶۹ء۔ ۱۲۷۰ء۔ ۱۲۷۱ء۔ ۱۲۷۲ء۔ ۱۲۷۳ء۔ ۱۲۷۴ء۔ ۱۲۷۵ء۔ ۱۲۷۶ء۔ ۱۲۷۷ء۔ ۱۲۷۸ء۔ ۱۲۷۹ء۔ ۱۲۸۰ء۔ ۱۲۸۱ء۔ ۱۲۸۲ء۔ ۱۲۸۳ء۔ ۱۲۸۴ء۔ ۱۲۸۵ء۔ ۱۲۸۶ء۔ ۱۲۸۷ء۔ ۱۲۸۸ء۔ ۱۲۸۹ء۔ ۱۲۹۰ء۔ ۱۲۹۱ء۔ ۱۲۹۲ء۔ ۱۲۹۳ء۔ ۱۲۹۴ء۔ ۱۲۹۵ء۔ ۱۲۹۶ء۔ ۱۲۹۷ء۔ ۱۲۹۸ء۔ ۱۲۹۹ء۔ ۱۳۰۰ء۔ ۱۳۰۱ء۔ ۱۳۰۲ء۔ ۱۳۰۳ء۔ ۱۳۰۴ء۔ ۱۳۰۵ء۔ ۱۳۰۶ء۔ ۱۳۰۷ء۔ ۱۳۰۸ء۔ ۱۳۰۹ء۔ ۱۳۱۰ء۔ ۱۳۱۱ء۔ ۱۳۱۲ء۔ ۱۳۱۳ء۔ ۱۳۱۴ء۔ ۱۳۱۵ء۔ ۱۳۱۶ء۔ ۱۳۱۷ء۔ ۱۳۱۸ء۔ ۱۳۱۹ء۔ ۱۳۲۰ء۔ ۱۳۲۱ء۔ ۱۳۲۲ء۔ ۱۳۲۳ء۔ ۱۳۲۴ء۔ ۱۳۲۵ء۔ ۱۳۲۶ء۔ ۱۳۲۷ء۔ ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۹ء۔ ۱۳۳۰ء۔ ۱۳۳۱ء۔ ۱۳۳۲ء۔ ۱۳۳۳ء۔ ۱۳۳۴ء۔ ۱۳۳۵ء۔ ۱۳۳۶ء۔ ۱۳۳۷ء۔ ۱۳۳۸ء۔ ۱۳۳۹ء۔ ۱۳۴۰ء۔ ۱۳۴۱ء۔ ۱۳۴۲ء۔ ۱۳۴۳ء۔ ۱۳۴۴ء۔ ۱۳۴۵ء۔ ۱۳۴۶ء۔ ۱۳۴۷ء۔ ۱۳۴۸ء۔ ۱۳۴۹ء۔ ۱۳۵۰ء۔ ۱۳۵۱ء۔ ۱۳۵۲ء۔ ۱۳۵۳ء۔ ۱۳۵۴ء۔ ۱۳۵۵ء۔ ۱۳۵۶ء۔ ۱۳۵۷ء۔ ۱۳۵۸ء۔ ۱۳۵۹ء۔ ۱۳۶۰ء۔ ۱۳۶۱ء۔ ۱۳۶۲ء۔ ۱۳۶۳ء۔ ۱۳۶۴ء۔ ۱۳۶۵ء۔ ۱۳۶۶ء۔ ۱۳۶۷ء۔ ۱۳۶۸ء۔ ۱۳۶۹ء۔ ۱۳۷۰ء۔ ۱۳۷۱ء۔ ۱۳۷۲ء۔ ۱۳۷۳ء۔ ۱۳۷۴ء۔ ۱۳۷۵ء۔ ۱۳۷۶ء۔ ۱۳۷۷ء۔ ۱۳۷۸ء۔ ۱۳۷۹ء۔ ۱۳۸۰ء۔ ۱۳۸۱ء۔ ۱۳۸۲ء۔ ۱۳۸۳ء۔ ۱۳۸۴ء۔ ۱۳۸۵ء۔ ۱۳۸۶ء۔ ۱۳۸۷ء۔ ۱۳۸۸ء۔ ۱۳۸۹ء۔ ۱۳۹۰ء۔ ۱۳۹۱ء۔ ۱۳۹۲ء۔ ۱۳۹۳ء۔ ۱۳۹۴ء۔ ۱۳۹۵ء۔ ۱۳۹۶ء۔ ۱۳۹۷ء۔ ۱۳۹۸ء۔ ۱۳۹۹ء۔ ۱۴۰۰ء۔ ۱۴۰۱ء۔ ۱۴۰۲ء۔ ۱۴۰۳ء۔ ۱۴۰۴ء۔ ۱۴۰۵ء۔ ۱۴۰۶ء۔ ۱۴۰۷ء۔ ۱۴۰۸ء۔ ۱۴۰۹ء۔ ۱۴۱۰ء۔ ۱۴۱۱ء۔ ۱۴۱۲ء۔ ۱۴۱۳ء۔ ۱۴۱۴ء۔ ۱۴۱۵ء۔ ۱۴۱۶ء۔ ۱۴۱۷ء۔ ۱۴۱۸ء۔ ۱۴۱۹ء۔ ۱۴۲۰ء۔ ۱۴۲۱ء۔ ۱۴۲۲ء۔ ۱۴۲۳ء۔ ۱۴۲۴ء۔ ۱۴۲۵ء۔ ۱۴۲۶ء۔ ۱۴۲۷ء۔ ۱۴۲۸ء۔ ۱۴۲۹ء۔ ۱۴۳۰ء۔ ۱۴۳۱ء۔ ۱۴۳۲ء۔ ۱۴۳۳ء۔ ۱۴۳۴ء۔ ۱۴۳۵ء۔ ۱۴۳۶ء۔ ۱۴۳۷ء۔ ۱۴۳۸ء۔ ۱۴۳۹ء۔ ۱۴۴۰ء۔ ۱۴۴۱ء۔ ۱۴۴۲ء۔ ۱۴۴۳ء۔ ۱۴۴۴ء۔ ۱۴۴۵ء۔ ۱۴۴۶ء۔ ۱۴۴۷ء۔ ۱۴۴۸ء۔ ۱۴۴۹ء۔ ۱۴۵۰ء۔ ۱۴۵۱ء۔ ۱۴۵۲ء۔ ۱۴۵۳ء۔ ۱۴۵۴ء۔ ۱۴۵۵ء۔ ۱۴۵۶ء۔ ۱۴۵۷ء۔ ۱۴۵۸ء۔ ۱۴۵۹ء۔ ۱۴۶۰ء۔ ۱۴۶۱ء۔ ۱۴۶۲ء۔ ۱۴۶۳ء۔ ۱۴۶۴ء۔ ۱۴۶۵ء۔ ۱۴۶۶ء۔ ۱۴۶۷ء۔ ۱۴۶۸ء۔ ۱۴۶۹ء۔ ۱۴۷۰ء۔ ۱۴۷۱ء۔ ۱۴۷۲ء۔ ۱۴۷۳ء۔ ۱۴۷۴ء۔ ۱۴۷۵ء۔ ۱۴۷۶ء۔ ۱۴۷۷ء۔ ۱۴۷۸ء۔ ۱۴۷۹ء۔ ۱۴۸۰ء۔ ۱۴۸۱ء۔ ۱۴۸۲ء۔ ۱۴۸۳ء۔ ۱۴۸۴ء۔ ۱۴۸۵ء۔ ۱۴۸۶ء۔ ۱۴۸۷ء۔ ۱۴۸۸ء۔ ۱۴۸۹ء۔ ۱۴۹۰ء۔ ۱۴۹۱ء۔ ۱۴۹۲ء۔ ۱۴۹۳ء۔ ۱۴۹۴ء۔ ۱۴۹۵ء۔ ۱۴۹۶ء۔ ۱۴۹۷ء۔ ۱۴۹۸ء۔ ۱۴۹۹ء۔ ۱۵۰۰ء۔ ۱۵۰۱ء۔ ۱۵۰۲ء۔ ۱۵۰۳ء۔ ۱۵۰۴ء۔ ۱۵۰۵ء۔ ۱۵۰۶ء۔ ۱۵۰۷ء۔ ۱۵۰۸ء۔ ۱۵۰۹ء۔ ۱۵۱۰ء۔ ۱۵۱۱ء۔ ۱۵۱۲ء۔ ۱۵۱۳ء۔ ۱۵۱۴ء۔ ۱۵۱۵ء۔ ۱۵۱۶ء۔ ۱۵۱۷ء۔ ۱۵۱۸ء۔ ۱۵۱۹ء۔ ۱۵۲۰ء۔ ۱۵۲۱ء۔ ۱۵۲۲ء۔ ۱۵۲۳ء۔ ۱۵۲۴ء۔ ۱۵۲۵ء۔ ۱۵۲۶ء۔ ۱۵۲۷ء۔ ۱۵۲۸ء۔ ۱۵۲۹ء۔ ۱۵۳۰ء۔ ۱۵۳۱ء۔ ۱۵۳۲ء۔ ۱۵۳۳ء۔ ۱۵۳۴ء۔ ۱۵۳۵ء۔ ۱۵۳۶ء۔ ۱۵۳۷ء۔ ۱۵۳۸ء۔ ۱۵۳۹ء۔ ۱۵۴۰ء۔ ۱۵۴۱ء۔ ۱۵۴۲ء۔ ۱۵۴۳ء۔ ۱۵۴۴ء۔ ۱۵۴۵ء۔ ۱۵۴۶ء۔ ۱۵۴۷ء۔ ۱۵۴۸ء۔ ۱۵۴۹ء۔ ۱۵۵۰ء۔ ۱۵۵۱ء۔ ۱۵۵۲ء۔ ۱۵۵۳ء۔ ۱۵۵۴ء۔ ۱۵۵۵ء۔ ۱۵۵۶ء۔ ۱۵۵۷ء۔ ۱۵۵۸ء۔ ۱۵۵۹ء۔ ۱۵۶۰ء۔ ۱۵۶۱ء۔ ۱۵۶۲ء۔ ۱۵۶۳ء۔ ۱۵۶۴ء۔ ۱۵۶۵ء۔ ۱۵۶۶ء۔ ۱۵۶۷ء۔ ۱۵۶۸ء۔ ۱۵۶۹ء۔ ۱۵۷۰ء۔ ۱۵۷۱ء۔ ۱۵۷۲ء۔ ۱۵۷۳ء۔ ۱۵۷۴ء۔ ۱۵۷۵ء۔ ۱۵۷۶ء۔ ۱۵۷۷ء۔ ۱۵۷۸ء۔ ۱۵۷۹ء۔ ۱۵۸۰ء۔ ۱۵۸۱ء۔ ۱۵۸۲ء۔ ۱۵۸۳ء۔ ۱۵۸۴ء۔ ۱۵۸۵ء۔ ۱۵۸۶ء۔ ۱۵۸۷ء۔ ۱۵۸۸ء۔ ۱۵۸۹ء۔ ۱۵۹۰ء۔ ۱۵۹۱ء۔ ۱۵۹۲ء۔ ۱۵۹۳ء۔ ۱۵۹۴ء۔ ۱۵۹۵ء۔ ۱۵۹۶ء۔ ۱۵۹۷ء۔ ۱۵۹۸ء۔ ۱۵۹۹ء۔ ۱۶۰۰ء۔ ۱۶۰۱ء۔ ۱۶۰۲ء۔ ۱۶۰۳ء۔ ۱۶۰۴ء۔ ۱۶۰۵ء۔ ۱۶۰۶ء۔ ۱۶۰۷ء۔ ۱۶۰۸ء۔ ۱۶۰۹ء۔ ۱۶۱۰ء۔ ۱۶۱۱ء۔ ۱۶۱۲ء۔ ۱۶۱۳ء۔ ۱۶۱۴ء۔ ۱۶۱۵ء۔ ۱۶۱۶ء۔ ۱۶۱۷ء۔ ۱۶۱۸ء۔ ۱۶۱۹ء۔ ۱۶۲۰ء۔ ۱۶۲۱ء۔ ۱۶۲۲ء۔ ۱۶۲۳ء۔ ۱۶۲۴ء۔ ۱۶۲۵ء۔ ۱۶۲۶ء۔ ۱۶۲۷ء۔ ۱۶۲۸ء۔ ۱۶۲۹ء۔ ۱۶۳۰ء۔ ۱۶۳۱ء۔ ۱۶۳۲ء۔ ۱۶۳۳ء۔ ۱۶۳۴ء۔ ۱۶۳۵ء۔ ۱۶۳۶ء۔ ۱۶۳۷ء۔ ۱۶۳۸ء۔ ۱۶۳۹ء۔ ۱۶۴۰ء۔ ۱۶۴۱ء۔ ۱۶۴۲ء۔ ۱۶۴۳ء۔ ۱۶۴۴ء۔ ۱۶۴۵ء۔ ۱۶۴۶ء۔ ۱۶۴۷ء۔ ۱۶۴۸ء۔ ۱۶۴۹ء۔ ۱۶۵۰ء۔ ۱۶۵۱ء۔ ۱۶۵۲ء۔ ۱۶۵۳ء۔ ۱۶۵۴ء۔ ۱۶۵۵ء۔ ۱۶۵۶ء۔ ۱۶۵۷ء۔ ۱۶۵۸ء۔ ۱۶۵۹ء۔ ۱۶۶۰ء۔ ۱۶۶۱ء۔ ۱۶۶۲ء۔ ۱۶۶۳ء۔ ۱۶۶۴ء۔ ۱۶۶۵ء۔ ۱۶۶۶ء۔ ۱۶۶۷ء۔ ۱۶۶۸ء۔ ۱۶۶۹ء۔ ۱۶۷۰ء۔ ۱۶۷۱ء۔ ۱۶۷۲ء۔ ۱۶۷۳ء۔ ۱۶۷۴ء۔ ۱۶۷۵ء۔ ۱۶۷۶ء۔ ۱۶۷۷ء۔ ۱۶۷۸ء۔ ۱۶۷۹ء۔ ۱۶۸۰ء۔ ۱۶۸۱ء۔ ۱۶۸۲ء۔ ۱۶۸۳ء۔ ۱۶۸۴ء۔ ۱۶۸۵ء۔ ۱۶۸۶ء۔ ۱۶۸۷ء۔ ۱۶۸۸ء۔ ۱۶۸۹ء۔ ۱۶۹۰ء۔ ۱۶۹۱ء۔ ۱۶۹۲ء۔ ۱۶۹۳ء۔ ۱۶۹۴ء۔ ۱۶۹۵ء۔ ۱۶۹۶ء۔ ۱۶۹۷ء۔ ۱۶۹۸ء۔ ۱۶۹۹ء۔ ۱۷۰۰ء۔ ۱۷۰۱ء۔ ۱۷۰۲ء۔ ۱۷۰۳ء۔ ۱۷۰۴ء۔ ۱۷۰۵ء۔ ۱۷۰۶ء۔ ۱۷۰۷ء۔ ۱۷۰۸ء۔ ۱۷۰۹ء۔ ۱۷۱۰ء۔ ۱۷۱۱ء۔ ۱۷۱۲ء۔ ۱۷۱۳ء۔ ۱۷۱۴ء۔ ۱۷۱۵ء۔ ۱۷۱۶ء۔ ۱۷۱۷ء۔ ۱۷۱۸ء۔ ۱۷۱۹ء۔ ۱۷۲۰ء۔ ۱۷۲۱ء۔ ۱۷۲۲ء۔ ۱۷۲۳ء۔ ۱۷۲۴ء۔ ۱۷۲۵ء۔ ۱۷۲۶ء۔ ۱۷۲۷ء۔ ۱۷۲۸ء۔ ۱۷۲۹ء۔ ۱۷۳۰ء۔ ۱۷۳۱ء۔ ۱۷۳۲ء۔ ۱۷۳۳ء۔ ۱۷۳۴ء۔ ۱۷۳۵ء۔ ۱۷۳۶ء۔ ۱۷۳۷ء۔ ۱۷۳۸ء۔ ۱۷۳۹ء۔ ۱۷۴۰ء۔ ۱۷۴۱ء۔ ۱۷۴۲ء۔ ۱۷۴۳ء۔ ۱۷۴۴ء۔ ۱۷۴۵ء۔ ۱۷۴۶ء۔ ۱۷۴۷ء۔ ۱۷۴۸ء۔ ۱۷۴۹ء۔ ۱۷۵۰ء۔ ۱۷۵۱ء۔ ۱۷۵۲ء۔ ۱۷۵۳ء۔ ۱۷۵۴ء۔ ۱۷۵۵ء۔ ۱۷۵۶ء۔ ۱۷۵۷ء۔ ۱۷۵۸ء۔ ۱۷۵۹ء۔ ۱۷۶۰ء۔ ۱۷۶۱ء۔ ۱۷۶۲ء۔ ۱۷۶۳ء۔ ۱۷۶۴ء۔ ۱۷۶۵ء۔ ۱۷۶۶ء۔ ۱۷۶۷ء۔ ۱۷۶۸ء۔ ۱۷۶۹ء۔ ۱۷۷۰ء۔ ۱۷۷۱ء۔ ۱۷۷۲ء۔ ۱۷۷۳ء۔ ۱۷۷۴ء۔ ۱۷۷۵ء۔ ۱۷۷۶ء۔ ۱۷۷۷ء۔ ۱۷۷۸ء۔ ۱۷۷۹ء۔ ۱۷۸۰ء۔ ۱۷۸۱ء۔ ۱۷۸۲ء۔ ۱۷۸۳ء۔ ۱۷۸۴ء۔ ۱۷۸۵ء۔ ۱۷۸۶ء۔ ۱۷۸۷ء۔ ۱۷۸۸ء۔ ۱۷۸۹ء۔ ۱۷۹۰ء۔ ۱۷۹۱ء۔ ۱۷۹۲ء۔ ۱۷۹۳ء۔ ۱۷۹۴ء۔ ۱۷۹۵ء۔ ۱۷۹۶ء۔ ۱۷۹۷ء۔ ۱۷۹۸ء۔ ۱۷۹۹ء۔ ۱۸۰۰ء۔ ۱۸۰۱ء۔ ۱۸۰۲ء۔ ۱۸۰۳ء۔ ۱۸۰۴ء۔ ۱۸۰۵ء۔ ۱۸۰۶ء۔ ۱۸۰۷ء۔ ۱۸۰۸ء۔ ۱۸۰۹ء۔ ۱۸۱۰ء۔ ۱۸۱۱ء۔ ۱۸۱۲ء۔ ۱۸۱۳ء۔ ۱۸۱۴ء۔ ۱۸۱۵ء۔ ۱۸۱۶ء۔ ۱۸۱۷ء۔ ۱۸۱۸ء۔ ۱۸۱۹ء۔ ۱۸۲۰ء۔ ۱۸۲۱ء۔ ۱۸۲۲ء۔ ۱۸۲۳ء۔ ۱۸۲۴ء۔ ۱۸۲۵ء۔ ۱۸۲۶ء۔ ۱۸۲۷ء۔ ۱۸۲۸ء۔ ۱۸۲۹ء۔ ۱۸۳۰ء۔ ۱۸۳۱ء۔ ۱۸۳۲ء۔ ۱۸۳۳ء۔ ۱۸۳۴ء۔ ۱۸۳۵ء۔ ۱۸۳۶ء۔ ۱۸۳۷ء۔ ۱۸۳۸ء۔ ۱۸۳۹ء۔ ۱۸۴۰ء۔ ۱۸۴۱ء۔ ۱۸۴۲ء۔ ۱۸۴۳ء۔ ۱۸۴۴ء۔ ۱۸۴۵ء۔ ۱۸۴۶ء۔ ۱۸۴۷ء۔ ۱۸۴۸ء۔ ۱۸۴۹ء۔ ۱۸۵۰ء۔ ۱۸۵۱ء۔ ۱۸۵۲ء۔ ۱۸۵۳ء۔ ۱۸۵۴ء۔ ۱۸۵۵ء۔ ۱۸۵۶ء۔ ۱۸۵۷ء۔ ۱۸۵۸ء۔ ۱۸۵۹ء۔ ۱۸۶۰ء۔ ۱۸۶۱ء۔ ۱۸۶۲ء۔ ۱۸۶۳ء۔ ۱۸۶۴ء۔ ۱۸۶۵ء۔ ۱۸۶۶ء۔ ۱۸۶۷ء۔ ۱۸۶۸ء۔ ۱۸۶۹ء۔ ۱۸۷۰ء۔ ۱۸۷۱ء۔ ۱۸۷۲ء۔ ۱۸۷۳ء۔ ۱۸۷۴ء۔ ۱۸۷۵ء۔ ۱۸۷۶ء۔ ۱۸۷۷ء۔ ۱۸۷۸ء۔ ۱۸۷۹ء۔ ۱۸۸۰ء۔ ۱۸۸۱ء۔ ۱۸۸۲ء۔ ۱۸۸۳ء۔ ۱۸۸۴ء۔ ۱۸۸۵ء۔ ۱۸۸۶ء۔ ۱۸۸۷ء۔ ۱۸۸۸ء۔ ۱۸۸۹ء۔ ۱۸۹۰ء۔ ۱۸۹۱ء۔ ۱۸۹۲ء۔ ۱۸۹۳ء۔ ۱۸۹۴ء۔ ۱۸۹۵ء۔ ۱۸۹۶ء۔ ۱۸۹۷ء۔ ۱۸۹۸ء۔ ۱۸۹۹ء۔ ۱۹۰۰ء۔ ۱۹۰۱ء۔ ۱۹۰۲ء۔ ۱۹۰۳ء۔ ۱۹۰۴ء۔ ۱۹۰۵ء۔ ۱۹۰۶ء۔ ۱۹۰۷ء۔ ۱۹۰۸ء۔ ۱۹۰۹ء۔ ۱۹۱۰ء۔ ۱۹۱۱ء۔ ۱۹۱۲ء۔ ۱۹۱۳ء۔ ۱۹۱۴ء۔ ۱۹۱۵ء۔ ۱۹۱۶ء۔ ۱۹۱۷ء۔ ۱۹۱۸ء۔ ۱۹۱۹ء۔ ۱۹۲۰ء۔ ۱۹۲۱ء۔ ۱۹۲۲ء۔ ۱۹۲۳ء۔ ۱۹۲۴ء۔ ۱۹۲۵ء۔ ۱۹۲۶ء۔ ۱۹۲۷ء۔ ۱۹۲۸ء۔ ۱۹۲۹ء۔ ۱۹۳۰ء۔ ۱۹۳۱ء۔ ۱۹۳۲ء۔ ۱۹۳۳ء۔ ۱۹۳۴ء۔ ۱۹۳۵ء۔ ۱۹۳۶ء۔ ۱۹۳۷ء۔ ۱۹۳۸ء۔ ۱۹۳۹ء۔ ۱۹۴۰ء۔ ۱۹۴۱ء۔ ۱۹۴۲ء۔ ۱۹۴۳ء۔ ۱۹۴۴ء۔ ۱۹۴۵ء۔ ۱۹۴۶ء۔ ۱۹۴۷ء۔ ۱۹۴۸ء۔ ۱۹۴۹ء۔ ۱۹۵۰ء۔ ۱۹۵۱ء۔ ۱۹۵۲ء۔ ۱۹۵۳ء۔ ۱۹۵۴ء۔ ۱۹۵۵ء۔ ۱۹۵۶ء۔ ۱۹۵۷ء۔ ۱۹۵۸ء۔ ۱۹۵۹ء۔ ۱۹۶۰ء۔ ۱۹۶۱ء۔ ۱۹۶۲ء۔ ۱۹۶۳ء۔ ۱۹۶۴ء۔ ۱۹۶۵ء۔ ۱۹۶۶ء۔ ۱۹۶۷ء۔ ۱۹۶۸ء۔ ۱۹۶۹ء۔ ۱۹۷۰ء۔ ۱۹۷۱ء۔ ۱۹۷۲ء۔ ۱۹۷۳ء۔ ۱۹۷۴ء۔ ۱۹۷۵ء۔ ۱۹۷۶ء۔ ۱۹۷۷ء۔ ۱۹۷۸ء۔ ۱۹۷۹ء۔ ۱۹۸۰ء۔ ۱۹۸۱ء۔ ۱۹۸۲ء۔ ۱۹۸۳ء۔ ۱۹۸۴ء۔ ۱۹۸۵ء۔ ۱۹۸۶ء۔ ۱۹۸۷ء۔ ۱۹۸۸ء۔ ۱۹۸۹ء۔ ۱۹۹۰ء۔ ۱۹۹۱ء۔ ۱۹۹۲ء۔ ۱۹۹۳ء۔ ۱۹۹۴ء۔ ۱۹۹۵ء۔ ۱۹۹۶ء۔ ۱۹۹۷ء۔ ۱۹۹۸ء۔ ۱۹۹۹ء۔ ۲۰۰۰ء۔ ۲۰۰۱ء۔ ۲۰۰۲ء۔ ۲۰۰۳ء۔ ۲۰۰۴ء۔ ۲۰۰۵ء۔ ۲۰۰۶ء۔ ۲۰۰۷ء۔ ۲۰۰۸ء۔ ۲۰۰۹ء۔ ۲۰۱۰ء۔ ۲۰۱۱ء۔ ۲۰۱۲ء۔ ۲۰۱۳ء۔ ۲۰۱۴ء۔ ۲۰۱۵ء۔ ۲۰۱۶ء۔ ۲۰۱۷ء۔ ۲۰۱۸ء۔ ۲۰۱۹ء۔ ۲۰۲۰ء۔ ۲۰۲۱ء۔ ۲۰۲۲ء۔ ۲۰۲۳ء۔ ۲۰۲۴ء۔ ۲۰۲۵ء۔ ۲۰۲۶ء۔ ۲۰۲۷ء۔ ۲۰۲۸ء۔ ۲۰۲۹ء۔ ۲۰۳۰ء۔ ۲۰۳۱ء۔ ۲۰۳۲ء۔ ۲۰۳۳ء۔ ۲۰۳۴ء۔ ۲۰۳۵ء۔ ۲۰۳۶ء۔ ۲۰۳۷ء۔ ۲۰۳۸ء۔ ۲۰۳۹ء۔ ۲۰۴۰ء۔ ۲۰۴۱ء۔ ۲۰۴۲ء۔ ۲۰۴۳ء۔ ۲۰۴۴ء۔ ۲۰۴۵ء۔ ۲۰۴۶ء۔ ۲۰۴۷ء۔ ۲۰۴۸ء۔ ۲۰۴۹ء۔ ۲۰۵۰ء۔ ۲۰۵۱ء۔ ۲۰۵۲ء۔ ۲۰۵۳ء۔ ۲۰۵۴ء۔ ۲۰۵۵ء۔ ۲۰۵۶ء۔ ۲۰۵۷ء۔ ۲۰۵۸ء۔ ۲۰۵۹ء۔ ۲۰۶۰ء۔ ۲۰۶۱ء۔ ۲۰۶۲ء۔ ۲۰۶۳ء۔ ۲۰۶۴ء۔ ۲۰۶۵ء۔ ۲۰۶۶ء۔ ۲۰۶۷ء۔ ۲۰۶۸ء۔ ۲۰۶۹ء۔ ۲۰۷۰ء۔ ۲۰۷۱ء۔ ۲۰۷۲ء۔ ۲۰۷۳ء۔ ۲۰۷۴ء۔ ۲۰۷۵ء۔ ۲۰۷۶ء۔ ۲۰۷۷ء۔ ۲۰۷۸ء۔ ۲۰۷۹ء۔ ۲۰۸۰ء۔ ۲۰۸۱ء۔ ۲۰۸۲ء۔ ۲۰۸۳ء۔ ۲۰۸۴ء۔ ۲۰۸۵ء۔ ۲۰۸۶ء۔ ۲۰۸۷ء۔ ۲۰۸۸ء۔ ۲۰۸۹ء۔ ۲۰۹۰ء۔ ۲۰۹۱ء۔ ۲۰۹۲ء۔ ۲۰۹۳ء۔ ۲۰۹۴ء۔ ۲۰۹۵ء۔ ۲۰۹۶ء۔ ۲۰۹۷ء۔ ۲۰۹۸ء۔ ۲۰۹۹ء۔ ۲۱۰۰ء۔ ۲۱۰۱ء۔ ۲۱۰۲ء۔ ۲۱۰۳ء۔ ۲۱۰۴ء۔ ۲۱۰۵ء۔ ۲۱۰۶ء۔ ۲۱۰۷ء۔ ۲۱۰۸ء۔ ۲۱۰۹ء۔ ۲۱۱۰ء۔ ۲۱۱۱ء۔ ۲۱۱۲ء۔ ۲۱۱۳ء۔ ۲۱۱۴ء۔ ۲۱۱۵ء۔ ۲۱۱۶ء۔ ۲۱۱۷ء۔ ۲۱۱۸ء۔ ۲۱۱۹ء۔ ۲۱۲۰ء۔ ۲۱۲۱ء۔ ۲۱۲۲ء۔ ۲۱۲۳ء۔ ۲۱۲۴ء۔ ۲۱۲۵ء۔ ۲۱۲۶ء۔ ۲۱۲۷ء۔ ۲۱۲۸ء۔ ۲۱۲۹ء۔ ۲۱۳۰ء۔ ۲۱۳۱ء۔ ۲۱۳۲ء۔ ۲۱۳۳ء۔ ۲۱۳۴ء۔ ۲۱۳۵ء۔ ۲۱۳۶ء۔ ۲۱۳۷ء۔ ۲۱۳۸ء۔ ۲۱۳۹ء۔ ۲۱۴۰ء۔ ۲۱۴۱ء۔ ۲۱۴۲ء۔ ۲۱۴۳ء۔ ۲۱۴۴ء۔ ۲۱۴۵ء۔ ۲۱۴۶ء۔ ۲۱۴۷ء۔ ۲۱۴۸ء۔ ۲۱۴۹ء۔ ۲۱۵۰ء۔ ۲۱۵۱ء۔ ۲۱۵۲ء۔ ۲۱۵۳ء۔ ۲۱۵۴ء۔ ۲۱۵۵ء۔ ۲۱۵۶ء۔ ۲۱۵۷ء۔ ۲۱۵۸ء۔ ۲۱۵۹ء۔ ۲۱۶۰ء۔ ۲۱۶۱ء۔ ۲۱۶۲ء۔ ۲۱۶۳ء۔ ۲۱۶۴ء۔ ۲۱۶۵ء۔ ۲۱۶۶ء۔ ۲۱۶۷ء۔ ۲۱۶۸ء۔ ۲۱۶۹ء۔ ۲۱۷۰ء۔ ۲۱۷۱ء۔ ۲۱۷۲ء۔ ۲۱۷۳ء۔ ۲۱۷۴ء۔ ۲۱۷۵ء

ہی ہیں۔ وہ تقریباً سنا نہ ہیں۔ تاریخ سے ان کا ٹیکہ بہت نہیں چلتا بلکہ
 نے لکھا ہے کہ میرے ایک ہم عصر نے اس حکومت کی واقعات اور ذاتی واقفیت کی بنیاد
 پر لکھے ہیں۔ لیکن اس نے اسکا نام ظاہر نہیں کیا جو الغرض اس نے لکھا ہے کہ الغرض کی
 مان حسیان کی ایک لٹری ہوتی ہے اور اسکا نام لگتا تھا۔ بہر حال وہ کسی کے بطن سے
 ہو وہ بد بطن جو اب تخت شاہی پر تنگن ہوا ہمیشہ علانیہ طور پر انگریزوں کے ساتھ
 مراعات کیا کرتا تھا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی عام طور پر تمام مصلحتوں سے جنگ
 کا اعلان کر دیا۔ لیکن انگریزوں کو اس سے بھی مستثنیٰ کر دیا۔ البتہ یہ کہ باشندگان
 ہسپانیہ کے ساتھ بہت زیادہ کاوش تھی اور اس کے حرکات و سکنات سے ہمیشہ
 یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان کو نفرت اور حقارت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے سلطان محمد کاغیر
 اہل ہسپانیہ کے ساتھ بہت مراعات کیا کرتا تھا۔ پس الیزبید نے ایک ون فتحہ میں
 ہسپانیہ کے سفارتخانہ کے دروازہ پر اس وزیر کے ایک ہاتھ اور دو بڑے ٹپھے
 ماکون کے سروں میں جن میں گلوادیں۔ وزیر کے دوسرے ہاتھ کو کاٹ کر اودھا
 کے پاس بھیجا یا اور اسکا سر قلم کر کے میکسین میں ہسپانیہ کے گوشہ نشین لوگوں کی
 غنائقہ کے سامنے ایک ستون پر نصب کر دیا اور اس کے بعد اس کی بہت کچھ
 بیخبری کی۔ ان تمام باتوں کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ ہسپانیہ کے ساتھ جنگ شروع ہو گئی۔
 لیکن اعلان دشمنی و جنگ سے پہلے ہسپانیہ کے قونصل اور سفیر نہایت عقلمندی سے وہاں
 سے اپنی جانیں بچا کر بھاگ گئے۔ الیزبید کی یہ خوش قسمتی کہ کدو چلے گئے تو وہاں
 الیزبید نے جو ہوری نائب قونصل ہا کرتا تھا الیزبید نے اسکی ایڑیوں میں سوراخ کر کے اب
 مستور لالچ پر ایک بھیڑ کیا اور لٹکا دیا اور الیزبید بن عطار کو جو قوم کا یہودی لیکن ایکے ہائیک ایمان نہ
 تھا زندہ لٹکے لٹکے کر کے جلوا دیا۔

۱۷۰۰ ہسپانیہ کا قونصل وغیرہ میر کا ارادہ ظاہر کر کے ہے۔ ہسپانیہ کے جہازوں میں سوار ہو کر
 لیکن مورون کو ان کا اصلی غنا معلوم ہوا تو ان کی آتش غضب متعل ہو گئی۔ لاری کی اور موگاڈ
 کے نائب قونصلوں نے اسکی شکایت کی کہ ہا ری ایملو بحال کو ہم سے جدا کر لیا گیا۔
 بلکہ ان تمام کارروائیوں کے غرض حالات انگریز قونصل کے مراسلوں میں جو اس نے
 نبوت سے بھیجے تھے متعلق ہیں۔ وہ مرسلے ہونڈر کو کے محافظان میں سے ہیں۔

لے لیا جاوے اور اس بارہ میں اُسے انگریزوں کی امداد پر بھروسہ تھا اور بالخصوص اس وقت جبکہ ہسپانیہ سے اس کی جنگ کا خاتمہ ہونے والا تھا اس نے انگریزوں کی امداد پر علائقہ مغرب سے اپنے بھروسہ کا اظہار کر دیا۔ اس نے انگریزوں سے مدد لینے کے واسطے لائبرٹی انگریزوں کو دینا چاہا لیکن انہوں نے اسکے لینے سے انکار کر دیا۔

اصول اور عمل الشیرید کا قول تھا کہ مراکو کے ہر ایک سلطان کو اس قدر خونیازی کرنی چاہیے کہ اس کے قلعہ کے دروازہ سے شہر تک ہمیشہ خون کی ہز جاری رہے اور لوگوں کی زندگی ہمیشہ خوف اور اندیشہ کی حالت میں بسر ہو۔ اس نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اپنی سلطنت کے بین اضلاع میں یہودی رہا کرتے تھے انکو غارت کر دیا۔ اس سے اس کی صرف یہ خوض تھی کہ اس کے جیشیوں کے رسالے خوش ہوں اور براہی لے کر کام کریں۔ اس کے علاوہ اس نے جیشیوں کو زندہ جلوا دیا۔ اس نے خود اپنے ہاتھوں سے قلعہ کے پاشا کو دو مرتبہ گولیوں سے جرح کیا۔ اس کے دونوں کان کٹوائے اور اسکا سر پاش پاش کر دیا۔ اسی پاشا کی بیوی کی پستانوں کو شکوچیں دیوادیو اور اس کی دیپاشا کی ہان کو دو دن تک ہلکی ہلکی آگ سے اوپر آویزاں رکھا اور اس کے سر پر بیخیں جڑوا دیں۔ لاری کی کے ریش اور پاشا کی عمر، اسی سال یا اس سے بھی کچھ زیادہ نہیں ان دونوں کو ڈاڑھیان جڑھتے اکھڑا دیں۔ مراکش کے قاضی نے شکوہ کیا کہ ظالم سلطان کو تخت نشانی سے معزول کر دیا جاوے اور حقیقت میں اس کا یہ حکم بالکل منشا پر نہ تھا۔ لیکن الشیرید پیرائہ برہم ہو گیا اور اس نے غم دیا کہ تباہی کی زندگی کمال تمام جہم سے اومالی ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے تمام اعضا و اعضاء ایک کسے علیہ کرہ کسے کسے اور اسے بعد اسکا سر قلم کر دیا۔ الشیرید کے مخالف اس قدر بڑھ کسے کسے کہ ان کی کوئی حدود شمار نہ رہی تھی۔ یہ بیان سے باہر ہیں۔ بائیس ہجری تک اس کا زمانہ

طہ اس حکام کا زمانہ پیرائہ نے صرف اس قدر مذہبی کوائف لکرنے پر ڈاڑھ کو ابھرنے سے روک دیا کی طاعت کو کسے کسے چاہا۔ یہ لکھی امداد کرنے کی اہانت دیدیا۔ ہنود پر کے پند بھگت کو شخص جہلمان ہو گئے تھے ان کو سلطان کے حکم سے برہنہ کیے انگریزوں کو قلعہ کے حوالے کر دیا گیا۔ وہ جبرالٹر کو بھیج دیئے اس وقت بارود کا بجائی آنا سنا مال کرنے سے منع کیا گیا۔ یہ سب ۱۰۹۰

سلطنت کے لئے بعد اس کی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ اس کے دوسرے بھائیوں نے اسکے خلاف سلطنت کا دعویٰ کیا۔ تمام رعایا ان کی ساتھ ہو گئی۔ اور انیرید سے بغاوت شروع کر دی۔ وہ ان کی سرکوبی کے واسطے اٹھا لیکن ناکام واپس ہوئی۔

عبدالغلام | انیرید کی سلطنت کے خاتمہ کے بعد فوراً مراکش میں اعلان کر دیا گیا کہ ملا خٹام ۹۵-۹۴ھ | تخت نشین کیا گیا۔ لیکن سلطنت کے دوسرے حصوں میں اسکے دوسرے بھائیوں کی بادشاہت کا اعلان کیا گیا۔ یعنی سلطنت فیض کے نصف شمالی حصہ میں مسلمہ اسی سلطنت کے نصف جنوبی حصہ میں سلیمان دوم اور طفیلالت میں بجایر لٹن کو بادشاہ بیان کیا گیا۔ اسی وقت سوس کے بعض حصص میں وہان کی رعایا نے سعدی احمد و موی کے بیٹے کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اس پر تمام بھائیوں میں تین سال تک سخت جھگڑے ہوتے رہے۔ بالآخر سلیمان اپنے تمام بھائیوں پر غالب آ گیا۔ خٹام کو تخت چھوڑنے پر مجبور کیا اور تمام سلطنت کو پھر ملا کر ایک کر لیا۔

عبد سلیمان | سلیمان کے عہد حکومت میں سلطنت مراکو میں اسی ہی خوشحالی اور فلاح الہی ۱۰۲۲-۱۰۲۵ھ | ہوئی جیسی کہ محمد ہفتم کے زمانہ میں تھی۔ اس زمانہ میں بل مراکو کثرت سے بحری چوریاں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس کی یورپی لوہے پر شکنی کرنے کا غرض ہی سلطان کو حاصل ہوا

۱۱۵۰ھ | انیرید کے خاتمہ حالات انگلستان کے صیغہ خارجہ کے ایک مراسلہ میں لکھ ہوئی ہیں اور اب وہ پبلک ایکسچینج "مراکو" چند ۱۱۵۰ھ میں موجود ہیں۔ جنہ ان بیانی و المعاصر ص ۱۶۹-۱۱۵۰ھ | سلطان کی تخت نشینی کے موقع پر اسکے وزیر محمد بن عثمان نے ایک عجیب و غریب اعلان بادشاہ کی جانب سے شائع کیا اسکے اعلان بالکل بادشاہ کو اذکار معلوم ہوتے تھے چنانچہ اس میں لکھا تھا کہ میں من تمام کر نیچے اس کے کھراج طینت لگیا۔ لیکن چونکہ میری اس پسندی اور دل کو سری کیوجہ سے خروج اور رعایا نے جھگڑت نشینی کے واسطے ملا بیٹے ہی راہہ کر لیا ہے کہ اپنی سلطنت کی عمرانی میں اور غیر فائدہ کے تعلقات کی مسخرہ و ہلکی امیدوں کے موافق ہی کام کرونگا۔ ماسیما ان سے اس کی رعایا نے کہا تھا کہ بلحاظ حدی کے سلطان بہ نسبت مراکو کے بہت بریں کے زیادہ قابل ہے۔

۱۱۵۰ھ | بروک جلد اول صفحہ ۳۵۹

۱۱۵۰ھ | انیرید کی

اپنے زمانہ میں اسلام بہت بڑا مبلغ قوم تھا۔ اقصائے مغرب میں جہان اسلام کی قدرت زیادہ ضرورت نہ تھی جس قدر کہ مشرق میں تھی۔ اگرچہ لوگ اسکے نامی و مددگار بنے تھے اور ان کو اسکے ساتھ بڑی ہمدردی تھی۔ لیکن انہوں نے اپنے عہد کے مسیحیوں کی طرح ہی کام کیا وہ یہ سمجھا کہ عیساٰ علیہ السلام دوم بن الہ نام کو اپنی زندگی میں شخص شاہی پر بنا دیا۔ عیساٰ علیہ السلام پہلے مگادور میں ماکم مال تھا۔ سلیمان کے زمانہ سلطنت کا سب سے بڑا اور مشہور روح فخر ہے کہ اس نے اوجہ کو واپس لے لیا تھا۔

عیساٰ علیہ السلام دوم | عیساٰ علیہ السلام دوم بڑا اہم کل۔ کفایت شعار اور تہوار کا شایق تھا۔
 ۱۸۵۹ء - سلطان سلیمان نے جو اس کو اپنے بیٹوں پر ترجیح دی اور تخت

نشین بنایا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کو اس مہر کا پورا اہلیان سمجھا کہ یہ میری ہی جیسی پالیسی پر حکمرانی کریگا۔ اس کی حکومت کے ابتدائی سالوں میں معمول کے موافق تھے۔ بغاوتیں ہوئیں۔ لیکن ان کو اچھی طرح فوج کر دیا گیا۔ اسکے زمانہ میں دوسری سلطنتوں میں باہم دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے اور گذشتہ صدی میں یورپین سلطنتوں کے ساتھ جو اطمینانی حالت پیدا ہو گئی تھی اور دوستانہ تعلقات میں جو اطمینانی پیدا ہو گئی تھی وہ اس کے عہد میں رفع ہو گئی۔ اور باہم رابطہ و اتحاد و دوستی قائم ہو گیا۔ لیکن اس زمانہ میں چونکہ یورپ کے بحری چروں کی بڑی کثرت ہو گئی اس وجہ سے یورپ کے ساتھ زیادہ عرصہ تک دوستی قائم رہنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ پہلے شام، مصر، انگلستان سے اور چھ مہینہ میں ہسپانیہ اور آسٹریا سے ایلانی کے آثار پر بار ہو گئے۔ یا کم دن کہ یہ خیال تو ضرور ہوتا تھا کہ جو مال و اسباب سمندر و دریا لوٹ لیا جائے اس کے متعلق کوئی چھکڑا ضرور کھڑا ہو گا۔ باشندگان آسٹریا نے عراق کے چند بندر گاہوں پر گولہ باری ضرور کی۔ یہ چند کہ ان کو اپنے حوالہ میں ناکام کیا۔ ہوئی لیکن ان کو کچھ حقوق پھر بھی حاصل ہو گئے۔ امپیریل ٹیکس، دودھ، شام سیکشن نے بغاوت شروع کی۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ فارس میں مہموری سلطنت قائم ہو گئی۔ لیکن سلطان نے ایک سال سے زیادہ عرصہ تک اس کا محاصرہ کیا۔ بالآخر

نیجریہ جو کہ فاس اور کناس کے درمیان میں ایک لاکھ و نیلے سپاہیوں کے ساتھ دنیا کے تیس ہزار آدمیوں کو غارت کر دیا۔ باغی افواج کو جس وقت شکست ہو کر ان کی ہتھکڑیوں کو فرو کر دیا تو وہ تمام ملک میں منتشر ہو کر بھاگ گئیں اور اس وقت سے پھر کبھی انہوں نے ملک میں بد امنی نہیں پھیلانی۔

فرائض کے ساتھ ۱۸۳۷ء میں فرائض اور الجیرا میں متاقتہ شروع ہو گیا اس کی رانی ۱۸۳۸ء وجہ سے مراکو میں بھی اس زمانہ میں بہت سی واقعات پیش آئے

ابتداء میں عبد الرحمن کو بھی اس لوٹ مار میں شریک ہونے کا خیال پیدا ہوا۔ اور ٹیلیسین پر حملہ بھی کیا لیکن بے سود ثابت ہوا۔ ۱۸۳۸ء میں عبد الرحمن کو مجبور کر کے ایک عہد نامہ پر دستخط کرانے گئے۔ جس کی رو سے ٹیلیسین پر اپنے تمام حقوق اس نے دست برداری کی اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ وہ اس بات پر بھی مجبور کیا گیا کہ آئندہ شاہ الجیرا سے کوئی نعم نہ لے۔ اور اس سے کسی قسم کی خاواوت نہ نہ کرے۔ اس زمانہ میں الجوز کا بادشاہ عبد القادر تھا جو نہایت مشہور و معروف آدمی تھا۔ فرانسیسیوں نے جو عہد نامہ کرایا تھا اس کا آخری حصہ بالکل بیکار ثابت ہوا۔ ۱۸۳۸ء میں جس وقت انہوں نے عبد القادر کو مغلوب کر کے

اس کی سلطنت نکال دیا تو وہ بھاگ کر مراکو پہنچا۔ اور وہاں پناہ چاہی۔ لیکن اب اس میں الٹکار کر دیا گیا۔ اس کے دو سال بعد ۱۸۴۰ء میں جبکہ وہ مال غنیمت بن کر مراکو کو مجبور کر کے گلیا۔ اس وقت اوجہ ہر حملہ کرنے کا فرانسیسیوں سے بیان کر دیا گیا۔ امیر عبد الرحمن نے مراکو کے سرحدی شہر پر دوبارہ قبضہ کرنے کی غرض سے اپنی فوج کو فراہم کر کے جنگ کا اعلان کر دیا۔ اور چند چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد جنگ آرتلی میں لڑائی کا نتیجہ اہل مراکو کے خلاف نکلا۔ فتح اور موکا در پر بہت کچھ گولہ باری ہو چکی تھی۔ بلکہ موکا در تقریباً بالکل تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ وہاں

۱۸۴۱ء میں عبد الرحمن کا وزیر تھا عبد الرحمن نے جو عہد نامہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ اس آئندہ عبد القادر کو قسم کی حد نہ دوں گا اس کی خلاف ورزی کرنے پر اس نے اپنی وزیر کی زبان نکالی۔ ۱۸۴۱ء انصری مہینہ ۱۸۴۱ء میں بائیکے حضرتیں ایک ٹوٹ بڑھ کر رہا ہوا اس کو ملا حضرتین کے لکھ ۱۸۴۱ء میں ہی اس جنگ کے فصل حالات پر اس میں شائع ہوئے تھے۔

کے جو یہ وہ فرانسیزیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن شہر کے چاروں طرف جو قوتیں
 رہتی تھیں انہوں نے اسکا محاصرہ کر لیا۔ عام طور پر لوگ اس قدر کمزورت سے باہر
 چلے جاتے تھے اور اپنے وطنوں کو چھوڑتے جاتے تھے کہ ایک مرتبہ جبے کا رسی
 اعلان شائع کیا گیا تو ایک آدمی بھی کہیں باقی نہ رہا تھا جو اسکو سنا اور اس پر
 کاربند ہوتا جب عہد نامہ صلح لکھا گیا تو اس میں منجملہ دیگر شرائط کے یہ بھی لکھا تھا
 کہ عملہ لشکر کو آئندہ کبھی مدد نہ دیا جائے گی اور اور جدا جولانہ مغنیہ سے بہت
 زیادہ قریب شہر ہے اس میں کبھی دویزار سے زیادہ فوج نہ رہے گی۔ اسی
 وقت سرحد قائم کرنے کے واسطے ایک کمیشن مقرر کیا گیا جس نے اکثر مقامات پر
 اس قدر خراب حد بندی کی کہ دوسروں کو ہمیشہ اس کی تصحیح کے واسطے کہنے کا موقع
 مل سکتا تھا۔ اس وقت فرانسیزیوں کی جو بڑی غلطی ہوئی اور جس کا انکا فوس بھی بہت
 برباد ہوئی کہ انہوں نے قوت میں جو نہایت ذریعہ تک تھا اور جو ٹیکٹ کے مسئلہ
 میں واقع بہت مسلمانوں کی باوجود شہادت کو تسلیم کر لیا۔ حالانکہ اہل فرانس کی نظریں ابتدا
 سے اس کی جانب لگی ہوئی تھیں۔ بالآخر حکماء میں عبد القادر کے پیچھے مراکو بڑی
 درپے ہوئی جس کی وجہ سے وہ فرانسیزیوں کی اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہوا۔ تو
 پھر وہاں سے جلاوطن کر کے مشرق کو بھیج دیا گیا۔ ان دنوں مراکو کے باشندوں کے
 خیالات اس قسم کے ہو رہے تھے جسکی وجہ سے عبد القادر کو عام بغاوت کا اندیشہ تھا جب
 وہ اپنا تمام خزانہ تعینات کو لیکر چلا گیا اب تک ہر طرح امن قائم تھا۔
 فرانسیزیوں اور پرتگیزیوں فرانسیزیوں کو اب تک اپنے مقبوضات قائم کرنے
 کے دعا کو۔ ۱۵۸۶ء کے دعویٰ تھے جس وقت ان کی جماعت کا فی طور
 سے جمع ہو گئی تو انہوں نے ساسی پر گولہ باری شروع کر دی۔ لیکن ہن لڑائی جھگڑا
 سے رتبت کو کوئی تعلق نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فرانسیزیوں کا جو مقصد تھا وہ ان کے
 حسب منشا پورا ہو گیا۔ اس کے کچھ دن بعد شاہ پرتگیشیا اور ریفس کے
 لوگوں میں جھگڑے اٹھ کھڑے ہوئے شاہ سے ان پر دفتار حملہ کر دیا تھا اور جنگی پر
 آخر نے کی کو شیش کرنا تھا۔ لیکن اپنے خراج کا تاؤ دن ہیکر اپنے الامداد سے باز
 رہا۔ اس وقت میں بحری چریوں اور قزاقوں کا بھی خاتمہ ہو گیا تھا۔ غیر طاقتیں

میں اب بحری قانون کی حمایت نہ کرتے تھے۔ مختلف طریقوں سے عہد نامے ہونے لگے اور مراکوب اپنی اصلی حالت پر آنے لگا۔

بیسویں صدی عہد ہشتم ۱۸۵۹-۱۸۶۳ء
سینتیس سال کی حکومت کے بعد عبد الرحمن کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا محمد ہشتم اس کی بجائے سربراہ بنے سلطنت ہوا۔

عبد الرحمن نے اپنی حیات میں ہی اپنے اس بیٹے کو اپنا ولیعہد قرار دیا تھا۔ باوجودیکہ اس کے باپنے اس کو ہر جلیل القدر مرتبہ کے واسطے منتخب کیا تھا لیکن تخت شاہی پر جلوہ افروز ہونے کے بعد اس کو اپنے اپنے بڑے رفیقوں سے لڑنا پڑا۔

آخر کار جب ہسپانیہ سے اس کی لڑائی چھڑی اس وقت اس کو ان سے امن ملا۔ عبد الرحمن کی زندگی کے آخری دنوں میں بھی میڈیٹر ڈار الخلافہ ہسپانیہ سے

بہت سی شکایتیں پیدا ہونے لگی تھیں۔ وہاں کے باشندے بہت سے جو پیش کرنے لگے تھے۔ بالخصوص ہسپانیہ کے ان قلعوں کے شعلوں جو مراکو میں واقع تھے اور ان قلعوں کے باشندوں اور ارفیق کی قومن میں باہم

صحت منازعات شروع ہو گئے تھے۔ سلطان عبد الرحمن کے انتقال سے بعد جبکہ سلطنت میں ہڈی بھیل گئی اس وقت اس سے تین باتوں کا خاص طور سے مطالب

کیا گیا۔ اول یہ کہ ہسپانیہ کے چند باشندے جو میللا کے قریب گرفتار کر لئے گئے تھے ان کو آزاد کر دیا جائے۔ دوم یہ کہ تادان دیا جائے۔ تیسرے ہر ایک

صوبہ میں کچھ آزادانہ حقوق دیئے جائیں۔ جو وقت سلطان نے پہلے مطالبہ کر منظور کر لیا تو دومروں کی بہت اور زیادہ زور دیا گیا۔ ان باتوں پر ہسپانیہ کے

پہلے اناضری صفر ۱۲۸۵ھ اس جنگ سے قبل ہسپانیہ مراکو کے سفیروں کے درمیان میں جو خطوں کا کتابت ہوئی جو اس صحاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ گورنر ہسپانیہ کا یہ ارادہ تھا کہ یا تو

سیوئٹہ کو علاقہ تمام ملک اس بنا پر اپنے قبضہ میں کر لیا جاوے کہ اخیر کے باشندے دن بعا و نین کرتے رہتے ہیں وہ نہ بے صحت دیگر جنگ کا اعلان کر دیا جاوے اسکے بعد اسی طریق

طریقوں کو نام جو کشی چھٹی بھیجی گئی تھی اس پر ایک سبب بنیاد اور قبول ہوا ہوا اور عذر کر لیا گیا تھا۔

بلکہ کتاب "لینڈ آف دی مورس" کا عنوان باب ملاحظہ ہو۔

ایک پانچ ارباڑنے بہت زیادہ زور دیا اور گورنمنٹ ہسپانہ کو اعلان جنگ کی ترغیب دی جبکہ وہ آمادہ ہو گئی اور جنگ کا اعلان کر دیا۔ یہ اعلان اکتوبر کے مہینہ میں کیا گیا تھا۔ حالانکہ یہ زمانہ جنگ کو قابل نہ تھا۔ لیکن چونکہ ہسپانہ میں جاپانہ اور وحشیانہ جوش پھیل چکا تھا۔ اس نے سب کی آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور کسی کو اسکا خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے کسی کسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس جوش نے ہی ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی اور نتیجہ اور انجام کا پر ان کو ذرا بھی توجہ نہ ہوئی۔

جنگ تھادین سیوت کے قلعہ میں جو ہسپانہ کی فوج رہا کرتی تھی وہ معہ چار سو کے جنگی سامان ایک امدادی بیڑہ کے ٹیٹوان کی جانب آہستہ آہستہ روانہ ہوئی اس فوج اور بیڑہ کے ساتھ پیرم اوگواٹل اور رباس تھے۔ دسمبر کے مہینہ تک ان کو کہیں سخت مقابلہ کی نوبت نہ آئی۔ یکم جنوری کو جبکہ نو روز کا دن تھا اپنی ہسپانہ فوجوں کو سخت شکست دی جس میں مورون کی بہت سی جاںیں ضائع ہوئیں۔ فروری کے آغاز سے پہلے ہی تھادین کے باشندے ہسپانویوں کے اور خالی کر کے پہلے گئے تھے۔ لیکن فروری کے مہینہ میں چند ہسپانویوں اور مورون کی درخواست پر جو وہاں باقی رہ گئے تھے ہسپانہ کے لوگ ٹیٹوان میں داخل ہو گئے۔ اور اس جو کچھ کے راستہ میں واقع ہے وہاں فوج میں عظیم الشان لڑائی ہوئی جس میں مورون کو شکست فاش ہوئی اور اب اس جنگ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اگست میں ایک سالنامہ ہوا اور اس میں اہل ہسپانہ نے جو شرائط پیش کی تھیں وہ سب منظور ہو گئیں ان شرائط میں یہ بات بھی شامل تھی کہ

لوگوں کو آزادی دے دوں۔ ۱۵۰ سالہ نامہ نگار مورون کی رپورٹوں میں اس جنگ کے مفصل حالات موجود ہیں نیز یہ ہیں بھی اسکے واقعات درج ہیں۔ ۱۵۰ سالہ اس جنگ میں اور نیز دوسرے لڑائیوں میں جو ہسپانہ اور مراکش کے درمیان میں ہوئیں انکے عجائبات میں ایک یہ بات ہے کہ غیر ملک کے اندر کثرت قتل ہوئی ان کا گروہ کے قتل اور گردنوں میں گھسیان لگیا کر کسی وجہ سے ہوئی یا گھوڑوں پر سوار ہو کر حالت میں تاک کر ان پر نشانہ لگایا جاتا تھا۔ نیز اس سالنامہ میں لکھا ہے کہ کتاب ہارڈ میں ۱۵۰ سالہ

میکل کے چاروں طرف کا ملک ویدیا جاؤ۔ علاوہ اربعہ ہسپانیہ کو یہ جی محل ہوگا کہ اگر باشندگان بربر کسی وقت میں حملہ کریں تو گورنمنٹ ہسپانیہ ان کی گوشمالی کرے لیکن گورنمنٹ مراکش اس میں کسی قسم کی دست اندازی نہ کرے گی۔ نیزہ کے ساحل سنوس پر پوچھی کا جوشکار گاہ ہے اور جس کو اہل ہسپانیہ "سنتاکر وڑی مایلوینا" کہتے تھے اس میں ان کو ہر قسم کے حقوق دیے جاتے ہیں۔ اور چالیس لاکھ پونڈ بطور زراواں کے ادا کیا جائے جس کی ضمانت کے واسطے قطاویں ان کے ہی قبضہ میں رہیں گی۔

ملکی آزادی آخری شرط پر انگلستان نے اعتراض کیا اور کہا کہ کو کی ملکی آزادی بدستور قائم رکھنی چاہیے۔ اسی بنا پر مرکو کو لندن سے قرضہ لیکر ایل ہسپانیہ کو ادا کرنا پڑا۔ مرکو کا جب قدر حصول درآمد و برآمد تھا اس کی رسید و نبراس قرضہ کی ضمانت دی گئی۔ چنانچہ اس وقت تک انگلستان اور ہسپانیہ کے عہد ہی ان کی جانچ پر تال کرتے رہے۔ اور محل کی جو کچھ آمدنی ہوتی تھی وہ دونوں قوموں میں بحدہ مساوی تقسیم ہو جاتی تھی۔ اس انتظام سے قبل مرکو کے محل درآمد برآمد کی آمدنی صرف ساڑھے تین لاکھ پونڈ سے کچھ زیادہ تھی۔ لیکن حقیقت یہ تھی انتظام کا نتیجہ تھا کہ اب اس ملکی آمدنی ساڑھے پونڈ کے قریب پہنچ گئی ہے۔

اس وقت سے لیکر اس وقت تک بہت کم ایسے بڑے واقعات پیش آئے ہیں جن کی وجہ سے مدامتھرا کو میں کسی قسم کی بد امنی یا بد انتظامی پیدا ہوئی ہو۔ انصاری جو ہی زمانہ کا مرکو کا بڑا مورخ تھا اور جس نے اپنی کتاب "کتاب الاستقصا"

۱۸۴۷ء میں ۲۸ سالہ کتاب "دی لینڈ آف دی مورس" کا انیسواں باب ملاحظہ ہو۔ اس وقت اوڈال ٹیٹوان کا ٹوکھ مقرر ہو گیا۔ ۱۸۵۷ء چانچ لاکھ ایک ہزار دوسو پونڈ کی چند دینارین لکھی گئیں۔ مرجان ڈرو موٹھسکو بعنوان سے کام کارروائی ہوئی جس کی وجہ سے اسکا بہت کچھ اڑا ہوا۔ ۱۸۵۷ء انگریزوں کا قرضہ ۱۸۵۷ء میں ختم ہو گیا اور اس وجہ سے انہوں نے اسی سال میں اپنی نگرانی وصال کی لیکن ۱۸۵۷ء تک ہسپانیہ کا قرضہ موجود رہا اور اس کے بعد صرف اسی کی نگرانی باقی رہی۔

اپنی ساٹھ سال کی عمر میں شائع کرائی تھی اس نے سلطان محمد موجودہ سلطان کی تخت نشینی کے زمانہ سے لیکر جنگ ہمایہ کے خاتمہ تک واقعات چھتر گنجان صفحہ پر لکھے ہیں۔ لیکن کچھ بھی اس میں کوئی ایک بات بھی دلچسپی سے غالی نہیں۔ اس عہد حکومت میں بھی معمول کے موافق بغاوتیں ہوتیں جن میں سے ایک شخص سہمی جیلانی الرفیع کی بغاوت قابل ذکر ہے۔ اس شخص کی سلطان نے پورے طور پر گرفتاری کی اور لڑائی کے ختم ہوتے ہی اسکو قتل کرادیا۔ اس کے بعد سیدی محمد نے چودہ سال تک امن اور چین کے ساتھ سلطنت کی۔ لیکن اس عرصہ میں بھی محول کے موافق دو سلطنتوں کے سفیر آتے رہے اور آتے دن نئے نئے اپنی حقوق بناتے اور طلب کرتے رہے۔ بالآخر سید محمد نے سلطان نے وفات پائی اس کی موت کسی اور طرح نہیں ہوئی بلکہ وہ اپنی ہی موت مرا۔

الحسن بن محمد | انصاری نے کہا ہے کہ "اب فلیفۃ المسلمین۔ شاہ دوران۔ آقا محمد
۸۹۳ھ | نامدار الحسن بن محمد بن عبد الرحمن دام ملکہ و حمتہ" سربراہی سلطنت
ہوئے۔ ظاہر ہے کہ اس کے پاس جب اسکے باپ کی وفات کی خبر پہنچی تو اس نے مانہ
میں وہ سوئس میں ایک فوج کا سپہ سالار تھا۔ مراکش میں سب نے نہایت
عاشی کے ساتھ اسکی با و شاہت کو قبول و تسلیم کر کے اسکا اعلان کر دیا۔ لیکن
جس کے باشندے کو کبھی کسی سے خوش ہونے والے ہیں نہیں انہوں نے اسکو
اپنا بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے سلطان نے مراکش سے رات
تک دو مہینہ میں اپنا سفر طے کیا اور اس عرصہ میں برابر نہایت سختی کے ساتھ اپنے
مخالفوں سے لڑتا رہا۔ لیکن اس کے بعد بھی رات اور کناس کے درمیان
میں بن حسن ابھی مغلوب کرنے کو باقی تھا اور اس کے کسی صلحت سے قابو میں
کرنے کی امید نہ تھی۔ آخر کار الحسن سوم ان تمام مقامات پر قابض ہو گیا اور کناس
میں بھی اس کی بادشاہی کے اعلان میں کامیابی ہو گئی۔ بس اس کے چند مہینوں
بعد اسکو فیض جانے کی جرات ہو گئی فاس اور کناس کے درمیان میں اگرچہ
صرف ایک ماہ کی دورانیہ ہے لیکن بن مطہر راہ میں مانع آیا اور ایسی سخت
لڑائیوں ہوئیں کہ کئی دن راہ میں لگ گئے۔

خاص میں اعلان شاہی اجہ فیض کی حالت تو اس قابل نہ تھی کہ اسکو بغیر میں لائے اور
 انتظام قائم کرنے میں کسی قسم کی دقتیں اوٹھانی پڑتیں لیکن قیدیم فاس نے الحاق
 حیدر آباد کو بادشاہ تسلیم کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔ اس کے آنے میں مزاجم ہوتے
 اور ایک ضعیف العمر نابینا شریف کو کہنے پر سلطان کو شہر میں داخل ہونے سے
 باز رکھنے کی غرض سے شہر کے تمام دروازے بند کر دیئے۔ اسی مغرب نے
 وہاں سکھ باشندوں سے یہ معمولی بات کہہ کر کہ تم پر اب نئے نئے بڑے بھاری
 محمول اور جمل مقرر کر دیئے جائیں گے۔ ان کو بھڑکار رکھا تھا۔ قائم فاس کے باشندوں
 نے اس شرط پر اس کو ابتدا میں سلطان تسلیم کیا کہ وہ بنکاس کے بیگن کو
 موقوف کرے جسے ہمیشہ سے وہاں کے لوگ ناپسند کرتے رہے ہیں چنانچہ
 سلطان نے ان کی اس شرط کو منظور کر لیا تھا۔ لیکن اس نے اس شرط کو ختم تک
 قائم نہیں رکھا اور ان پر دوبارہ ٹیکس مقرر کر دیا جس سے ان میں اسکی جانب
 سے اور بھی زیادہ غم و غصہ خیالات کی آگ مشتعل ہو گئی۔ ایک دن اتفاقاً سوامدار
 میں مال کے حاکم رعلے کے ایک ماتحت اور ایک چمار میں کچھ جھگڑا ہوا جس پر
 دونوں طرف سے گویاں چلنے کی نوبت آ گئی۔ پس پھر کیا تھا عام طور سے غم و
 شرمع ہو گیا۔ چاروں نے اپن مال کے مکان کو لوٹ لیا۔ لیکن تمام اہل شہر پر
 سلطان کے غم و غصہ کا خوف طاری ہوا۔ اس واسطے انہوں نے شہر کے
 تمام دروازے بند کر لئے اور کہا کہ تا وقتیکہ سلطان بنکاس وغیرہ کے بیگنوں
 کی منسوختی شرط کو منسل سابق کے برقرار نہ رکھیں گا اسوقت تک ہم دروازے
 نہ کھولیں گے سلطانی فوج نے فوراً شہر کا محاصرہ کر لیا اور آخر کار کاروں
 اور دغا بازوں کی مدد سے وہ فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ یہ تو ضرور ہوا کہ پہلی
 مرتبہ جو متر سیاہی باب مہر رخ کے شہر میں داخل ہوئی ان کو شہر کے تو کون نے
 بازار میں ہی گولیوں سے مار دیا۔ خارج لینو سلطانی فوج کا جمل تھا۔ زیادہ تر
 اسی کی کارگزار یوں سے اس مرتبہ فتح نصیب ہوئی تھی۔ لیکن اس کی اس قدر
 قوت ہو گئی تھی کہ خود سلطان اس سے خائف ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے بالکل تمام
 سلطان نے اسکو گرفتار کر کے طوطوان بھیج دیا جہاں وہ چند رہ سال تک مقید رہا

عام طور پر یہ بات مشہور تھی کہ اس جنرل کو قید خانہ میں جو بی جلاب کی سربراہی تھی۔
ملا الحسن کا | الغرض اس ہیبت کے ساتھ ملا الحسن سویم مراٹھو کے تخت شاہی پر جلوہ افروز
چال چلن | ہوا۔ اور حقیقت اس کا تخت شاہی پر بیٹھنا مراٹھو کی خوش قسمتی کا باعث نہ
تھا۔ اس کے عہد حکومت میں سلطنت میں بہت سی تبدیلیاں پیدا ہوئیں انھوں نے
غیر مالک کے تعلقات اس قدر زیادہ وسیع ہو گئے کہ اس کی پہلے چند بادشاہوں کے
عہد میں بھی ایسے نہیں تھے۔ اسکے زمانہ سلطنت میں جو غیر مالک کے ستیاج
وغیرہ مراٹھو گئے۔ انہوں نے مراٹھو کے حالات نہایت آزادی اور مبالغہ کو ساتھ
لکھے وہ چونکہ ملا الحسن کی رعایا اور اس کی پہلے بادشاہوں کے حالات کو ناواقف
تھے اس وجہ سے انہوں نے اسکے متعلق سیرائے قائم کی کہ ملا الحسن ہمیشہ خون
کامیاب رہتا ہے۔ وہ بڑا ظالم و جاہل ہے ہمیشہ لوگوں کو قتل کرنے اور ان کو
تباہ و غارت کرنے پر کمر بستہ رہتا ہے۔ وہ اس قدر ظالم اور خود مختار ہے کہ گویا
اس کے ضمیر تلب ہی نہیں علاوہ ازیں اسکے حاکم اور علاقوں کا ایک گروہ اس کو
بھی زیادہ جاہل اس کی حمایت میں ہمیشہ رہتا ہے اور وہ اپنی حرم مرثیہ میں بوقت
عیش و عشرت میں مشغول رہتا ہے لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اگر اس کے عقید میں
سلاطین اور اس کی رعایا اور عمال کی حالت کو اس کا مقابلہ کیا جاوے تو یہ کہا جا
سکتا ہے کہ یہ سلطان بہت رحمدل و شریف مزاج و عظیم اور خوش روی کا تخت
خالق تھا۔ وہ بہت سی اصلاحیں کرنا چاہتا تھا لیکن صرف اس وجہ سے ان میں کامیاب
ہوا کہ وہ درحقیقت بالکل خود مختار حکمران نہ تھا۔ حالانکہ اگر نہ اس کو خود مختار ہی ظاہر کیا
جاتا ہے۔ اسلامی خیالات کے اعتبار سے ملا الحسن ایک نیک بادشاہ تھا۔ لیکن
اس کو پوری خود مختاری نہ تھی۔ ملا اسماعیل جیسا شخص نہ صرف موزوں کی حالت کے
اعتبار سے وہ ان کے واسطے زیادہ موزوں تھا۔ بلکہ غیر مالک کے لوگوں کے
خیالات کے اعتبار سے بھی جس قسم کے اوصاف وہ مشرقی بادشاہوں میں ہونا
پسند کرتے ہیں وہ ملا اسماعیل میں موجود تھے۔ اس میں شک نہیں کہ ملا الحسن کو چونکہ
اکثر میدان جنگ میں تہذیب و آرائی کا اتفاق ہوا۔ اس وجہ سے ایک جنگجو شخص کی
حیثیت سے اس نے شہرت حاصل کی۔ لیکن جب کہیں وہ بذات خاص میدان میں آتا تھا۔

تو اس کی محافظت کے واسطے چار گھاٹ ہو کر تھے اور ان کے جسم پر بھی مثل سلطان کے زبردہ بکنہ ہوا کرتی تھی۔

تین سالہ جنگ — لڑاٹھن جو پہلے جعفر بادشاہ سلطنت مراٹھوں میں گذرے ہیں ان کے عہد حکومت میں فاضل ان کے ہی ملک کو اندر کی لڑائیوں کو مفصل طور سے بیان کرنا چاہتا ضروری نہیں معلوم ہوا لیکن چونکہ اس کے بغیر وہ بات اچھی طرح معلوم نہیں ہو سکتی کہ مراٹھوں میں حکومت کا طریقہ کیا ہے اور سطح وہاں کے سلاطین اس ملک پر حکمرانی کرتے ہیں اس واسطے اب ہم ہر نئی نئی عہد کے فوجی کا ناموں اور عہدوں کو بتاتے ہیں سلطان لڑاٹھن کی حکومت کا آغاز اور اختتام دونوں تھکون پر ہی ہو چکا ہے اور یہ لڑاٹھن اسکو اپنی رعایا کی سرکش قوموں سے ہی لڑائی پڑی جس وقت فاس میں اعلان شاہی کو منظور و تسلیم کر لیا اس وقت آفریقہ کا پہاڑی صوبہ بطبع کرنے کو واسطے باقی تھا۔ اور جو وقت وہ بھی مہر ہو گیا تو باشندگان مراٹھوں نے سلطان کے خلاف ہتھیار اٹھائے جس وقت سلطان جنوبی صوبہ کی بناؤ تو ان کو مشکل و زور کے اوجہ کو جادہ تھا۔ اسی وقت اسے مجبور ہو کر فوراً نہایت عجلت کے ساتھ پھر فاس کو جانا پڑا فیض اور بہادری کے درمیان میں لڑاٹھن کو سب سے پہلی بڑی بیماری شکست غیاٹہ کے ہاتھوں سے ہوئی اس نے سلطان کی فوج کو ایک ٹنگ راستہ میں ایسا پس کیا کہ وہ تھک رہ گئی اسی وجہ سے اس وقت تو اس کی فوج کے تمام سپاہیوں نے اس راستہ کا نام ”واوٹی دوزخ“ رکھ دیا۔ غیاٹہ شاہی حرم کو بھی چھین کر لے گیا اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سخت نقصان سلطان کو اٹھانے پڑے۔ اس کے بعد وہ تعاقب کرتا ہوا دوسرے راستہ پر لے گیا اور اس میں بھی اسکو کامیابی ہوئی تھی کہ اوجہ میں پہنچ گیا۔ لیکن ایک فاضل ترکیب اور جالاک کے ساتھ باغی گورنر گرفتار کر لیا گیا اور پھر فوجیں واپس ہوئی شروع ہو گئیں متصل کی ایک قوم کی مدد سے جو ملک کی تمام حالت پر بخوبی واقف تھی غیاٹہ کو ہرا کر نام بطبع بنایا۔ لیکن اس وقت مراٹھوں کی سب سے زیادہ فوجی یا فسر کو بغیر مجھیں بدلے ہوئے اپنے ملک میں پہنچنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔

غیر مالک کی فوجوں قاتس میں سلطان کو ایک سال ہی چین کے ساتھ گزارا تھا کہ تمام
 کا جمع ہوا ۸۷۷ھ جھگڑے اور لڑائیاں شروع ہو گئیں لیکن پھر ملک میں امن قائم ہو
 گیا۔ اس کے بعد ایک سال اسکا سخت قحط پڑا کہ جس کا کوئی خیال کرتے ہو کہ اسکا
 ہم نے اسکے بعد سے اندر سر نو زندگی پائی ہے۔ اسی سال سلطان نے مرکش کو مراجعت
 کی جہاں پہنچا کہ وہ بیمار ہو گیا۔ جس وقت اس کی بیماری کی خبر عام ہوئی تو زائر بربرہ کے
 باشندوں نے تمام ملک میں بغاوت شروع کر دی اور اسی اثنا میں غیر مالک کے
 جنگی جہاز بندر گاموں میں آنے لگے اور انہوں نے اپنے اپنے کی وجہ یہ بیان کی
 کہ غیر مالک کے جو لوگ یہاں آباد ہیں ان کی حفاظت کی عرض سے ہم آئے ہیں۔ لیکن
 حقیقت میں ان کے آنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام ملک کے باشندوں میں جوش پیدا
 ہو گیا اور انہوں نے بغاوتیں شروع کر دیں۔ ۸۷۸ھ میں ملاطفت دو بارہ ہوا ہو
 گیا لیکن اس مرتبہ بھی اسکو صحت ہو گئی۔ اسی وجہ سے دو نو دفعہ غیر مالک کی فوجوں
 اور جہازوں کا اکٹھا ہوا کر آنا بیکار ثابت ہوا۔ اسکو میں عام طور پر یہ حالت تھی کہ جب
 بادشاہ کہیں چلا جاتا تو بدامنی کے آثار پیدا ہو جاتے تھے اور ہر شخص خود مختار
 بن جاتا اور اپنی مرضی کے موافق کام کرنے لگتا تھا۔ لیکن اب کچھ دنوں کے واسطے
 وہاں کی یہ حالت رفع ہو گئی اور نہ وہاں کی پہاڑی قوموں کو اور نہ غیر مالک کے
 لوگوں کو کوٹ مار کا موقع مل سکا۔ جسکی ان کو بہت کچھ امیدیں تھیں۔

۸۷۹ھ میں جس وقت سلطان میدان جنگ میں آیا۔ تو
 چھوٹی چھوٹی لڑائیاں قیائل بن موسیٰ۔ ایب حتاب اور بن مطیر کی بغاوتوں کو
 فرو کر کے ان کو اپنا مطیع بن گیا۔ اسکے بعد اگلے سال ۸۸۰ھ میں سلطان کے ایک
 بیچانے قبیلہ کلائیہ کو ریف کا پہنچنے والا تھا سخت لڑائی کے بعد مغلوب کیا۔ اسی سال
 وزآن کے گرد و نواح کی مختلف قوموں نے شور و شغب پیدا کر دی لیکن جون کے
 مہینہ میں ان کی بھی گونشالی کر کے ان کو دبا دیا۔ جولائی کے مہینہ میں قبیلہ ایب
 یومی کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی اور اسکے بعض قبیلہ ہٹیلینا نے سر اٹھایا لیکن
 اس کی بھی سرکوبی کر دی گئی۔ مکناس اور رات کے درمیان میں دو قبیلے رہتے
 تھے جن کا نام زبجورا اور زابٹر تھا۔ یہ دونوں قبیلے اس قدر سرکش تھے کہ تمام

سلطنت میں ان کا جواب نہ تھا۔ انہوں نے بھی کچھ جھگڑے پیدا کر رکھے تھو ان کے
 طے کرنے کو واسطے ۱۸۵۷ء میں سلطانی فوج روانہ ہوئی اسکے بعد ٹاڈ لاک کی پہاڑی
 فوجوں کی سرکوبی کی گئی اور ان بعد قبیلہ زائیمیا کی۔ ان سلسلہ لڑائیوں کا نتیجہ
 یہ ہوا کہ ایک انگریز فوجی معلم مقرر کیا گیا اور اسکے بعد چند فرانسیسی عاریٹیا ہلا کر واسطے
 رکھے گئے کہ وہ شاہی افواج کو دوبارہ مرعب کریں۔ کیونکہ اسوقت اسکی سخت
 ضرورت تھی۔ نیز فرانسیسی افسروں کے ہی متعلق یہ کام تھا کہ وہ سلطانی فوج کو
 جدید آلات جنگ کے استعمال کا طریقہ سکھاویں۔

سوں کی بول | ان تمام لڑائیوں کے بعد ملاطفت نے سوس پر طے کیا۔ اس مقام پر یہ
 ۱۸۵۷ء | اسکا پہلا ہی حملہ تھا اور اس نے عہد کو مست میں جھگڑے کے کچھ
 ان سب سے یہ ہم بڑی تھی۔ اسوقت تمام صوبہ میں صرف دو کیدوں نے سلطان
 کی حکومت کو تسلیم کر کے اطاعت قبول کی چنانچہ وہ بالکل شمالی حصہ میں اگر براہمیر
 اور نژدہ دستہ میں آباد کر دیئے گئے۔ جس وقت شاہی افواج نے کوہ اٹلس کو
 دوبارہ عبور کرنے کو واسطے میدانوں کو چھوڑا۔ اس کے پہلے وہ ان تینتا پس کید
 ویسے تھے جن کو اس نے آباد کیا تھا اور جن میں سے اکثر چھوٹے دار بھی تھے ان
 سب کے سلطان کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اب ان کی خود مختاری کا خاتمہ ہو گیا
 تھا۔ شہر یون کی فوج کو بہاڑی نقصان اٹھانے پر لے اور ان کو سخت سے سخت
 مشکلات پیش آئیں۔

دور دہیں | اس موقع پر جوئی بات ہوئی اور جو خاص طور پر قابل ذکر ہے وہ
 اقوام کا اثر | یہ تھی کہ غیر ملک کا ایک دفاعی جہاز سول کے مختلف شہروں میں غلہ
 وغیرہ اور کئی قسم کا سامان بچانے کے واسطے مقرر کیا گیا چنانچہ وہ اگر براہمیر میں یہ
 چیزیں بچانے لگا۔ لیکن انکو کے قریب چونکہ سمندر میں سخت تلاطم تھا اسوجہ کو
 وہ ان قسمی قسم کا سامان نہ جاسکا اسوجہ سے جب تک اشیاء خورد و خورد و ان نہ پہنچ
 سکیں وہ ان کی فوج میں تحط کی حالت موجود رہی۔ دگلو وہ انتہائی مقام تھا چنانچہ
 ان کے متعلق مفصل حالات اخبار دی فیلڈ مطبوعہ ۲۷ ستمبر میں ہائٹشن کو وین اور پین
 نے شائع کرائے ہیں۔

ایک سلطان پہنچ سکا اور اپنی زوجہ کو لے گیا تھا لیکن اسکا چچا اپنی فوج کے ایک دستہ کو روانہ کیا تاکہ یگانہ تھا۔ اس کے علاوہ اس نے ایک دو مہلے ترقیا کو اس غرض سے بھیجا کہ وہاں جو انگریزوں نے ایک کمپنی قائم کی تھی اس پر حملہ کرے۔ غالباً اسی حملہ کی وجہ سے سلطان کا وہاں اقتدار قائم ہو گیا اور اس نے لکھی بولی بولی کی کہ لکھنؤ میں یورپین قوموں کو آخر کار وہاں سے ہٹانا اور اس قدر زیادہ تاملوں دینا پڑا کہ سلطان کو اس سے رقم کثیر مل گئی۔

سوس کی قیمت کا ایسویں صدی کو آغاز سے ہی سوس کا بڑا حصہ علانیہ طور پر خود مختار ہو گیا فیصلہ ۱۸۵۷ء اور اسکا فروزا سعدی حشام بن احمد دہلوی لکھے۔ اس کے بعد ہی

کی طرح اس کی اولاد وہاں حکومت کرتی رہی۔ لیکن ملا الحسن کی جہم کے بعد جو باہم خط و کتابت ہوئی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کا شریف سلطان کی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ سلطان نے اس وقت جس قدر نئے کید مقرر کئے تھے ان میں اس شریف کا ایک بیٹا بھی تھا۔ ملا الحسن کو اس وقت وہاں ایک جدید چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ اس نے تفریقیت ایک نیا شہر آباد کر کے وہاں چھاؤنی ڈال دی۔ اس سے اسکی غرض یہ تھی کہ اسے جو اس کے خاندان کے دشمنوں کا گھر تھا اس پر پورا قبضہ کر لیا جائے۔ لیکن ایک مسئلہ ہنوز طے ہونے کو باقی تھا وہ یہ کہ گورنمنٹ ہسپانیہ کو سوس کی جانب توجہ ہوئی۔ اسکو یہ بات یاد تھی کہ ۱۸۵۷ء میں ایک عہد نامہ کی رو سے ساحل برکسی ایک مقام پر پہلی کاشکار کیلئے کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس لڑائی سے اس نے فائدہ اٹھانے کی غرض سے سوس میں ایک بندرگاہ بنانے کو واسطے خط و کتابت شروع کر دی۔ اور ایک جہاز کو سوس کے حالات معلوم کرنے کو واسطے بھیج دیا۔ چونکہ خود اہل ہسپانیہ میں اس بات پر اختلاف تھا کہ کون سا بندرگاہ لیا جائے۔ بہر حال انہوں نے مقامات تجویز کر کے پیش کئی۔ ملا الحسن نے ان دونوں مقاموں میں سے کسی ایک مقام پر بھی ان کے حقوق تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے باہمی اختلاف کی وجہ سے سلطان کا اس طرح انکار کر دینا بھی کچھ باعث تعجب نہیں۔ اسی وجہ سے یہ مسئلہ ہنوز طے نہیں ہو سکا۔

لے کتاب "دی لیڈ آف دی مورس" کا بیسواں باب ملاحظہ ہو۔

میلہ ہی پڑا ہوا ہے۔ بالآخر ایک چھوٹی موٹی لڑائی کے بعد سلطانی فوج گرمی کے موسم میں بڑا طویل کوچ کے باعث سخت نقصان اٹھا کر مراکش کو واپس ہوئی اور اگست ۱۸۸۲ء میں منزل مقصود پر پہنچ گئی۔

سخت مقابلہ | اس کے دوسرے سال سلطان نے ضلع ٹاڈاکو فتح کر کے اوپر زور قبیلہ زانیان کو اپنا مطیع بنا کر صوبہ تیس میں داخل ہوا۔ اس وقت تمام صوبہ کے باشندوں نے اسکی حمایت کی۔ یہ حالت صرف ہفت تک قائم رہی جب تک کہ شہر سمال کے لوگ ترقی میں راج اور مانع نہیں آئے لیکن جس وقت ان کے نئے قلعہ پر گولہ باری کی گئی اس سے وہ فوراً ہمس گئے اور بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ آخر میں مجبور ہو کر اطاعت قبول کر لی لیکن پھر بھی عورتوں کیوجہ سے شرائط اطاعت طے نہیں ہوئے انہوں نے شاہی فوج کے ہاتھوں میں جانا منظور نہ کیا۔ امدادوں سے کہا کہ قبیلہ سلطان بغیر کسی شرط کے معاف نہ کرے اطاعت قبول نہ کرواپس سلسلہ میں لڑائی از سر نو شروع ہو گئی۔ لیکن ایک دن رات کو شہر کے تمام آدمی اسے خالی کر کے چلے گئے جب صبح کو سلطانی فوج نے یہ حالت دیکھی تو تمام شہر کو توپ کے گولوں سے اوڑھ کر غارت کر دیا۔ نکلے جہینہ میں ملک ڈائری پر دوبارہ حمل کیا گیا اور تمام جہینہ میں صرف ہو گیا۔ بعد ازاں کامل چار جہینہ کی جنگ جمل کے بعد فوج شاہی مکناس پر پہنچ گئی۔

الغرض ستمبر آئندہ تک مکناس میں ہی دربار شاہی رہا اس کے بعد فاس کو منتقل ہو گیا لیکن اسی اثنائے میں ملک میں زلزلہ اور آفات رومی کے باشندوں سے لڑنا پڑا اگست ۱۸۸۲ء میں قبیلہ لیس جو میلوا کے جنوب میں ہے اسکو ڈانٹا میٹھ ہوا ڈانٹا دیا گیا۔ مراکو میں ڈانٹا میٹھ کے استعمال کا یہ پہلا موقع تھا لیکن یورپین اقوام کی تعلیم سے اہل بربرہ کی تباہی کے وقت عام طور پر یہ بھی استعمال کیا گیا تھا جس سے ان میں سلطان نے اپنے جیلا لائین کی ماتحتی میں ایک ہم نشینا وان کو بھی بھیجی۔

۱۸۸۲ء کے بعد انی نے کہا کہ بندوق کی باروت کا موحد ایک ڈاکٹر تھا علم کیمیا کے آغاز کے زمانہ میں ہی یعنی ۱۸۳۲ء میں وہ ایک دن کوئی کیمیائی تجربہ کر رہا تھا اسوقت اسکو باروت کی اجزا کی کیفیت معلوم ہو چکا تھا پھر اس نے ان سب کو یکجا جمع کر کے باروت بنالی۔

طبع کے کام کا ۱۸۸۳ء میں گورنمنٹ مراکو نے ایک ایسی قوت سے کام لینا شروع کیا۔ جو
 آغاز ۱۸۸۳ء میں دنیا میں بھی کہیں زیادہ قوی تھی یعنی اسی سال منجہ میں ایک مطبع
 کھولا گیا اور وہاں سے ایک ہپانی اخبار جس کا نام المغرب الاقصا تھا جاری ہوا۔ اس اخبار
 کے جاری ہونے کی چند ہی ہفتے بعد ایک دوسرا اخبار ریویو ڈو مراکو جاری ہوا۔ اور بعد ازاں
 ۱۸۸۳ء میں ٹائمز آف مراکو نکلا۔ اس زمانہ سے لیکر آئندہ کے تمام واقعات سلطنت
 مراکو بنید زمانہ ان اخباروں میں موجود ہیں۔ لیکن اندرونی حالات کا ان سے
 پتہ نہیں چلتا بلکہ ان کا پتہ یا تو سواصل کے شہروں میں ملتا ہے یا افواہی باتوں میں جو
 عام طور پر زبان زد خلایق ہیں۔ انصاری نے واقعات مراکو کو آئندہ بھی زیادہ
 تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ جن کا تعلق یہ ہیں اخباروں کو پورا پورا علم نہیں ہوا۔ لیکن
 مذہب کے لوگوں نے سواصل پر جو کچھ کارروائیاں کیں ان کا جس قدر حال انصاری کو
 معلوم ہوا اسی قدر بغیر کسی اختلاف کے اکثر اہل مراکو کو معلوم ہے۔
 جون ۱۸۸۳ء میں ملاطین ایک جم لیکر کناس اور رابت کو گیا۔ لیکن جب تک کہ طلیفہ
 کے شمالی حصہ میں نہیں پہنچ گیا۔ اس وقت تک وہاں جنگ کا آغاز نہیں ہوا۔ اس کے بعد
 مراکش آیا اور تمام موسم مراوہاں ہی بسر کیا۔
 دوم جنگ سوس | شروع مارچ ۱۸۸۳ء میں سلطان کو ایک اور بڑی بھاری ہم
 ۱۸۸۳ء | پیش آئی۔ سوس کی دوسری ہم تھی غشکہ وہ اپنی فوج کو صحتی۔ مگادور
 اور اگا وراغیر کی راہ سے لیکھا۔ اس موقع پر دارالاسمی کو بالکل شاہ و بر باد کر دیا اور
 ترضیع کو دیکھتی ہوئی تمام فوجیں ارکشیٹش اور دریاجہ وادانوں کی طرف آگے بڑھتی
 چلی گئیں۔ جی کہ گلیٹیں تک پہنچ گئیں۔ لیکن اس ہم میں سابقہ ہم کی بنسبت بہت زیادہ
 جھٹہ لاک کو فوجوں نے ملے کیا۔ اور چہاں چہاں ہو کر گزریں وہاں شریف کی قوت سے
 اختیارات حاصل کر لی گئیں۔ اس سال دعوت عظیم اتفاق سے ۱۴ جولائی کو ہوئی لیکن
 وہ ترونت میں ہی بڑی شان و شوکت کو ساتھ دی گئی۔ اس سے فارغ ہو کر ترونت
 سے فوجیں روانہ ہوئیں اور درہ بیادان کے راستہ سے کوہ اٹلس کے زیریں
 جھٹہ کو ملے کیا۔ راہ میں افواج سلطانی نے کیفیات کے متعدد بڑے بڑے قلعوں کو
 لہ مراکویں طبع جاری ہونے کے مفصل حالات کے واسطے قیصر حصہ ملاحظہ ہو۔

مسار کر دیا اور ہمارے داداؤنمان کے قبائل کو نیست و نابود کر دیا۔ لیکن ہی وقت
ان تمام حالتوں کی خبریں یورپ میں شہور ہو گئیں۔

(۱۵۵۷ء) اس کے بعد تادل اور جنوبی نطیفہ کو اور نیز دمنات کو شاہی افواج نے

فتح کیا۔ لیکن دمنات اس وقت سے آج تک مورون کے قبضہ سے نہیں نکلا۔ ان
مقامات کو فتح کر کے فوجوں نے رات بیکجاں کوچ کیا۔ لیکن راہ میں شاوہ میں چند
سخت لڑائیاں ہوئیں۔ لیکن باوجود ان لڑائیوں کے فوجیں بغیر کسی مزاحمت کے
باعث سے کمناس کو چلی گئیں۔ یہ مہم مئی سے دیکر اگست تک جاری رہی لیکن مئی مہم
میں سخت محنت کرنے کی وجہ سے سلطان کی تندرستی جواب دہ ہو گئی۔ یعنی کہ موسم ہر
میں اس کی زندگی سے بالکل مایوسی ہو گئی اور عام طور پر یہ اندیشہ ہو گیا کہ تمام
کار و بار سلطنت درہم برہم ہو جاویں گے ساتھ ہی یورپ میں مراکش کی جانب سے
اضطراب پیدا ہونا شروع ہو گیا اور نومبر میں اور بھی زیادہ ہو گیا۔ کیونکہ نومبر میں
ہی ہسپانیہ نے اس کی کوشش کی کہ کیطرح جزیرہ پر بجل کو اپنے قبضہ میں لے لے
آئیلے جبرائیل میں شامل کر لیا جائے۔

(۱۵۵۷ء) مئی ۱۵۵۷ء میں افواج شاہی نے دوبارہ کوچ شروع کیا اس کوچ ہی

صرف یہ مقصد تھا کہ بن ایم گیلہ جو کئی صدیوں سے خود مختار بنا بیٹھا تھا اسکو زیر کیا
جائے۔ کیونکہ ملا اسماعیل کا عرصہ سے ارادہ تھا کہ مراکش سے لیکر کمناس تک کھنڈہ مرے
بنائی جاوے۔ اس مہم کی روانگی کے وقت ہر ایک کام بخیر و خوبی انجام پایا۔ بہت
سرداروں نے نما ظہار و وفاداری کیا اور اپنی خدمات پیش کیں ان حالتوں کو دیکھتے
ہوئے یہ خیال ہوتا تھا کہ لڑائی کی بہت کم فوٹ آوے گی۔ مگر سرور جو سلطان کا چچا
تھا وہ بن سو سواروں کے قید آیت سو خان کے پاس بعض امور کا فیصلہ کرنے
کی غرض سے بھیجا گیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو ابتدا میں اس کے ساتھ اس قبیلہ کے
لوگوں نے اچھا سلوک اور برتاؤ کیا۔ لیکن بعد میں جو کچھ پیش آیا اس کے متعلق ایک
شخص کا بیان بجنسہ نقل میں درج کیا جاتا ہے۔ یہ شخص وہاں موجود تھا وہاں
سے اس واقعہ کے علاوہ اور بھی اکثر باتیں وہاں کی معلوم ہوئی ہیں۔

درین دن تک تو سلطانی فوج اور سلطان کے چانے آیت سو خان کے

ساتھ شل بھائیوں کے کھانا کھا یا اور اس طرح ہے۔ تیسرے دن فوج نے اپنی گھوڑوں کو قرب و جوار کے دیہات میں چراگا ہوں میں پھرنے اور کھانے کی غرض سے بھیج دیا اسی دن شام کو کھانے کی فراغ ہونے کے بعد جبکہ سب لوگ آرام کر رہے تھے۔ کم دفعتاً ہندو قون کی آوازیں آنے لگیں۔ جو لوگ زعمہ ہے وہ سب قبیلہ آیت عثمان کے لوگوں کے پاؤں پر گر پڑے۔ لیکن طاس درم درم نے ان کے قدرن پر ہر نہیں رکھا جتنے در فوج وہاں بھیجی گئی تھی اس میں سے معدودی چند آدمی ہی واپس آئے اور اب وہ سب بقیہ ہیں اور ان میں اکثر لوگ بڑے بڑے منصب دار اور ذی رتبہ تھے اور وہ ایسے نہ تھے کہ وہاں پشت دکھا کر بھاگ آتے جس وقت سلطان کو یہ خبر ملی وہ فوراً اسکا حوض پلینے کے واسطے روانہ ہو گیا۔

اس علاقہ کے تمام سرداروں نے وہ خلعت جو ہمارے سلطان نصر اللہ تعالیٰ (خدا اسے فتحیاب کرے) کی جانب سے عطا ہوئی تھی پھینک دیئے اور قسم کھالی کہ ہم آدمی نہیں کہتے ہی ہوں جو اسے اپنے ملک میں سے گزرنے دیں اور ہم اپنی لڑائیوں کی شادی اسکے خاندان میں ہرگز ہرگز نہیں کریں گے۔ چنانچہ ایک سردار نے آکر وہ خلعت سلطان کے سامنے ڈال دیں لیکن ان باتوں سے سلطان کے ارادہ میں کچھ فرق نہ آیا۔ وہ زیادہ تر مستعدی کے ساتھ بڑھتا گیا۔ جب ایت موخان میں وارد ہوا شہر کو با شندون سے خالی پایا تو پھر ان کے معاونین کی طرف رخ کیا۔ اور ان کو تباہ کر دیا جو کچھ وہاں تھا آدمی کھا گئے جو چیز ان سے بچ رہی اسے انکے جانوروں نے خوب پیٹ بھر بھر کر کھا یا اور ان کا پیہ کا ندہ آگ کے شعلوں کی خوراک ہو گیا۔ الغرض وہ مقام جو سبز باغ کی مانند لہرا رہا تھا خاک سیاہ ہو کر ویرانہ کی صورت میں بدل گیا۔

۱۸۸۹ء اگست کا مہینہ تھا جب کمنا س میں پہنچے موسم سرما فاس میں بسر کیا۔ آئندہ سال کوئی نہ کوئی وجہ ایسی پیش آتی رہی جو مانع سفر ہوئی اور ماہ جون میں شمال مشرق کی طرف کوچ ہوا۔ سب سے پہلے غار اشعل ریف کا حساب پاک کیا پھر طاعنہ سلام بن شیش کے مزار کی زیارت کی اور شیشاوان۔ قلعہ قمرین اور طنجہ کی طرف کوچ کیا۔ گو آئندہ تو کم تھی مگر قلعہ قمرین اور طنجہ میں برٹشے زور کا استقبال ہوا۔

یہاں تک کہ ملا الحق نے دس ہزار پونڈ دریا سے تھانویں پر یک ٹمبر کرنے کو لئے دیئے۔
مگر طبع میں ہر سے بھی زیادہ جوش کے ساتھ اپنی زیر پ کی طرف سی آؤ بھگت ہوئی اور
لا وجود اس امر کے کہ کئی قسم کے حادثات خیال میں تھے مگر وقت امن و آرام سے
گذر گیا۔ وہاں سے براہ لاری کی فاس کی طرف مراجعت کی اورایت سخمان پر ماسرور کی
موت کا انتقام لینے کی غرض سے حاکم کیا۔ بعد ازاں امر کش کی روداد۔

جنوبی دار الخلافہ میں اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا جوہں قابل تھے عقد
نکاح باندھا اور ملک میں چونکہ امن آسائش تھی ایک سال فوج کی بھرتی
میں صرف کیا سلطان کی صحت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی اور جب یا سردیا
عام میں جلوہ گر ہوئے۔ سے معدوم ہو گیا تو یورپ میں کئی قسم کے اور توہمات پھیلنے
شرع ہو گئے۔

قلم طبع کا صحن جس میں سلطان مرحوم عذیران دولت ناریہ کی ملاقات کرتا تھا (درمیان
محرابوں سے خزانہ کو رستہ جاتا ہے جس کے سامنے صنادیق خزانہ رکھے ہیں)

پھر عقابوں کے جھنڈے کے جھنڈ نظر آنے لگے گویا غنیمت کے جنگی جہازوں کا ہیرا
آن موجود ہوا ہے اور اس کی یہ تعبیر کی گئی کہ مراکو میں جلد ہی بادشاہ گردی
ہونے والی ہے۔ فرانسیسیوں نے کوشش کی کہ کئی طرح مختلف مان طلعات
لگ جائے اور اس سے عاکو چل کرے کہ واسطے شریف دران کو روانہ کیا مگر اس میں
ان کو کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ خریف صاحب تو لکھ پوچھ راہی ملک بٹھا ہوئے اور
سلطان نے شفا پالی اور آئندہ سال تفضیلات کی طرف کویں کیا۔

آخری ہم والی میس نے ۱۸۷۱ آخری ہم کا بیان برآی خوبصورتی مگر صحت کے
ساتھ کیا۔ کیونکہ وہ بھی اتفاق سے اس وقت میں

ملاحق کے پاس تھا اگرچہ کئی ایسی لڑائی واقع نہ ہوئی لیکن یہی نجد اورایت
کو متحدہ تحلیف۔ بکر فاعوس دھنا پڑا۔ نیز ان کی لڑائی ہی کرنی پڑی گو اس قسم کی کارروائی
ایک عرب النسل بادشاہ کے واسطے ایک تعجب و کجی نہ رہتا۔ ماہ اکتوبر میں سلطان اس
مرسبر منزل تھوڑی دین پہنچا۔ لیکن پالیس ہزار سپاہ کے واسطے جس میں نوکر شاگرد
بیشب بھی شامل تھے اس قدر سامان رسد و نیزہ نہیں تھا جس سے موسم مرا بھر ہو سکے

بنامیر اگرچہ سلطان کی صحت کمزور تھی اور راستہ سخت دشوار گذار تھا لیکن حکم صادر ہوا کہ فوج واپس ہوگی۔ دن کی گرمی رات کی سخت سردی اور اپر خوراک کی قلت یہ سب اسباب مرقع ہو گئے کہ یہاں تک بکثرت مر گئے اور اس پر بھی کہ سپاہ اسکی حفاظت سے بہ خوف نہیں رہ سکتی تھی۔ موسم سرما کا شروع تھا۔ درہ گلدرہ گذرنے تک سردی زیادہ بڑھ گئی۔ اس مقام پر جو آٹھ ہزار فٹ اونچا ہے غضب کی سردی پڑنے لگی اور سردی کی شدت سے سپاہی بچھڑ گھوڑے۔ لوٹ جان دینے لگے۔ تمام لشکر کاہ پر برت پڑ گئی۔ جدھر نگاہ کرو برف ہی برف آئے۔ آہی سے ہزارہا جدوجہد اور کوشش سے جوں جوں کر گئے اس کثیر العدد فوج کا باقی ماندہ حصہ کوہ الپس کی پہلک برف اور پہاڑیوں سے بھٹک کر نکل کر میدان میں پہنچا۔ مراکش تک پہنچتے پہنچتے بادشاہ بہت ضعیف ہو گیا۔ ٹھکانا مذہبفروں کا ملا۔ اب اس سلطان اپنے نقرہ گھوڑے پر سوار ہے اسکے سر پر قرمزی رنگ کی مثل کا چتر لہرا رہا ہے اسکی صورت دیکھ کر آدمی کے خیال میں اس بیعت کی تصویر کا ایک نقشہ آتا تھا۔ ملائین کو مراکش میں چین حاصل نہ ہوا۔

۱۲۷۵ء اس کا پختہ بست میں اسکی رفیقہ رعایا اور اہل ہسپانیہ میں لڑائی ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان کو تقریباً ایک کروڑ روپیہ بابت ہرجانہ دینا پڑا۔ اور قبل ازیں اس اہم پند تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ ضرور خرچ ہوا ہوگا۔

۱۲۷۶ء ان واقعات سے سلطان مجبور ہوا کہ اپنا تمام ترک کر کے رباط اور فاس کی طرف کوچ کرے۔ کیونکہ رفیقہ اقوام کی سرکوبی ضروری تھی مگر فاس میں پہنچنے کا ارادہ ظہور میں نہ آیا اور نہ ہی یہ اہم سردی بلکہ آدھی رات کو بلا الحسی کا جذبات باطنیں داخل ہوا۔ چند روز پیشتر سلطان کے تادمہ میں وفات پائی۔ لیکن اسکے مندرجہ بالا جب شیخ احمد نے اس وقت وزارت کے عہدہ پر مامور تھے سلطان کی موت کو مخفی رکھا۔ چپ چاپ رہا۔ میں بخش لائی گئی۔ ماوراء اپنے جد امیر سعدی محمد ہفتم بن عبد اللہ سے پاس مدفون کی گئی۔

دوسرے روز علی اصباح سلطان کا پیا ما بیٹا عبد العزیز جو کہ سلطان کے بھائی جانشین کے قابل بنایا تھا اور جسکو آگے سپاہ میں روانہ کیا تھا سلطان قرار دیا گیا اور اس

اس خوشی میں بٹے جلسے منا کر گئے شہزادہ کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی اور نظام کی قابلیت نہیں رکھتا تھا نظم و نسق ملک شیخ احمد بن موسیٰ کے ہاتھ میں بطور نائب سلطنت دیا گیا۔ یورپ کی کل طاقتیں شہزادہ کی حمایت کو کھڑے آمادہ نہیں۔ عمان حکومت نے شیخ احمد کے ہاتھ میں تھی۔ اس واسطے عبد العزیز خلیفہ سی لڑائی کے بعد کا بیابان چلا گیا اور بغاوت رمانہ و دیگر مقامات میں بھی اُٹھی وہ ایسی تھی کہ ساتھ فرار کی گئی کہ تمام قوم کے دلوں میں خوف چھا گیا اور انکو بے اطاعت کہنے میں لڑی۔

جو امن و آسائش اس وقت سمر کو کو چل چکے وہ شیخ احمد کی سیاست اور تدابیر ملی کی بدولت ہوا اس امر میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ اس قسم کا انتظام مراد کو کے حصہ میں کہی نہیں آیا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ خوش فہمی کیسے قائم ہوئی۔ یہ امر مستر انگیز ہے کہ یہ نودہ سلطان اپنے وادوں و عمو کی بہت تعلیم تکر کر کے اسے اور ان کا اسکے مزاج میں بہت دخل ہے۔ یہ فریق ایک طرف ہزارہ و زہرہ بانی حامی معالی ثانی اسکے بھائی محمد صغیر سابقہ وزیر جنگ دوسری طرف ہر دو فریق میں ہمیشہ سے سخت رقابت چلی آتی ہے۔ بلکہ میں جب شیخ احمد بن موسیٰ نے دیکھا کہ اس کے پاؤں یا نکل تم سے ہیں تو سلطان ہرجوم کے بعد جسکو مرے ہو خواہی پانچ ہونے بھی گذرنے نہ پانچ گئے کہ فریق مخالف کو جس میں چار چھوٹے چھوٹے ہمدہ در شامل تھے کمنا میں قید کر دیا اور ان کی جائیداد ضبط کر لی۔ اس فریق پر سازش کا الزام لگایا گیا تھا اور اس الزام کی تائید میں وجوہات کافی تھیں۔ کیونکہ اس فریق کو یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ عبد العزیز کی تخت نشینی ان کے زوال کی باتیں دلیل ہے۔

مولائی عبد العزیز فاس میں نئے سلطان کی تخت نشینی کے اعلان کا انتظام رکھے چہارم کی تخت نشینی درجہ کی حکمت عملی سے کیا گیا۔ پہلے سلطان اٹھن کی موت کا اعلان ۱۸۹۹ء کا کیا گیا اور اسی ملک میں اس واقعہ کی خبر نہ ہونے پائی تھی کہ مسعود اور معتبر اشخاص کو جو جلد مسجد میں جمع کر کے اس طریق سے فرمان سنایا گیا کہ گوراکوئی نئی بات و قدرعین نہیں آئی۔ مولائی عبد العزیز بڑی اطاعت کا بیعت

لے جانے کا فرمان دے دیا۔ پہلے پانچ کا ہوا والا ہے ہر صبح صبح میں بڑا اٹھتا تھا۔ اس خاندان کا ایک شخص یوسف ثانی کا وزیر تھا اور مہدی ابن عمارت کا دوست تھا۔

جگہ و فانی بند کر کے تحریر کیا گیا۔ اس معاملہ میں شیخ احمد کے دو شخص بڑے معاون تھے ایک اسکاجا اسماعیل اور دوسرا اسکا بھائی عمر۔ بصورت دیگر اسماعیل ایک نہایت معارف پاک حریف نہایت ہوتا۔ کام کا سر انجام تو اس صورت پر ہو گیا کہ چونکہ فصل سے دو کا وقت تھا ایک ہی سال کے بعد اس سال فصل چہی بھی ملک کے کوئی فصل کے سنبھا۔ انہیں بہت مصروف تھے الغرض لوگوں نے اطاعت کا جو کچھ دن پر بیسے چون و چرا نہ کیا اور مانند سابق کوئی شور و شعلہ برپا نہ کیا۔

اہل مراکو آزاوی کے اجداد لدادہ ہیں سلطان کی وفات پر ہمیشہ یہ خیال کیا جاتا رہا کہ موجودہ انتظام درہم برہم ہو جائے گا جب تک اسکا جانی نہیں بزرگ نہیں رہتی اطاعت کا لوہا نہ منالے۔ لیکن اس موقع پر اگرچہ ساحل پر غیر ملک کے جہاز موجود اور ان سے حملہ کا بھی اندیشہ تھا مگر ملک میں سوائے چند مقامات کے امن و امان ہی رہا۔ نئے سلطان نے معیاضی افواج براہ میں جن۔ زمر۔ زمر ہون۔ کھاس۔ فاس کی جانب کوچ کیا۔ جہاں رسم جلوس ادا کی گئی اور کسی قسم کی مخالفت ظہور میں نہ آئی۔

شیخ احمد بعد سلطان کے بھائی عمر و محمد تخت کے دو حیدار ہو کر اسلئے انکو گرفتار کیا گیا چونکہ شیخ احمد وزیر اعظم تھا اس لئے اس نے اپنے ایک بھائی شیخ ادیس کو جہاں نظارت اورو دوسرے بھائی شیخ سعید کو وزیر ہنگ مقرر کیا۔ اس وقت سے لیکر آج تک وزیر نائب السلطنت کے اختیار میں یہی قسم کی ظل اندازی نہیں ہوئی۔ بہت سی اصلاحیں کی گئیں اور اگر کوئی شکایت لوگوں کو چھ تو صرف یہ ہے کہ حکومت سلطان انہیں ہرگز وزیر کر رہا ہے

۱۵۰۰ جوں ہی اسماعیل مہم میں داخل ہوا اسکے مکان پر پیرا کر دیا گیا مگر جب عثمانی طاعت تحریر ہو چکا تو پیرا اٹھا لیا گیا۔ ۱۵۰۱ء اصلاحیہ امور میں ملنے کے متعلق نہیں لیکن شیخ احمد نے جو نہایت

قابل تعریف کام کیا یہ تھا کہ اس نے ممالک مشرق میں طاعون کی وجہ سے کم نازد کو دیا کہ کوئی شخص مکتوف کو حج کو نہ جاوے۔ یہ حکم طبع کے ممالک غیر کے سوا ان کی تحریر یک بہ یک جاری ہوا تھا۔ اس معنون کلام فرمان جامع مساجد میں پڑا گیا۔ فاس کے علاوہ سبارہ میں استشار نہیں کیا گیا۔ علما کے سامنے سلطان کی خواہش کا اظہار کیا گیا اور فتوہ دیا گیا تھا۔ ۱۵۰۲ء میں سلطان نے قیو غلاشا واقع ساحل و دیگر مقامات کی صفائی کرائی اور قیدیوں کے روزانہ خورد و آشامیہ میں

اب سوال یہ ہے کہ سلطان جلد عزیمت کے من بلوغ ہیں پنجہ پریشانی سے حکومت سے دست بردار ہو گیا یا نہیں ؟

۲۰ یادداشت محاربہ اہل فرانس ۱۸۴۲ء

ولیں فلپ تیسرے بیٹے پر نرس کی جانول نے جو ایک نا تجربہ کار جوان مجاہد سوچے سمجھے فتح پر گولہ باری کر دی پر نرس کی عمر اس وقت ۲۶ سال کی تھی اور وہ شہرت کا از بس دلدادہ ہو رہا تھا۔ فتح کی گولہ باری جو دیواروں اور فصیل شہر تک ہی محدود تھی بتایا کہ اور اگست ذبح سے نکلا۔ ہجرت جاری رہی۔ انگریزی و دیگر جہاز عزت نما شادی کیا کئے متادری کی گولہ باری بتایا کہ ۵ اگست شروع ہوئی اور جواب بھی بالخصوص جزیرہ میں نہ پادہ تر سخت گولہ باری سے دیا گیا۔ آخر تک مشرورہ مند رہے۔ وزیر دولت برطانیہ کی بھی کوشش رہی کہ کیسے طریقہ متناہیین آپس میں مصالحت کر لیں مگر اسکی کوشش منکور نہ ہوئی اور اہل مراکش نے جو اپنی نزاکت حالت کا وزن کرنے کو قاصر تھی اسکی درخواست سے انکار کر دیا۔ اور ادھر فرانسیسی پر نرس کی جو پیشی طبیعت نے کوئی بات نہ چننے دی۔ کیونکہ اُسے اپنی طاقت پر بہت بھروسہ تھا۔ باشندگان یورپ جو وہاں سکونت پذیر تھے ہزار وقت جبل الطارق و کینڈز کو بغرض حفاظت روانہ کئے گئے اور ان کے مکانات پر بارہ لگا دیا گیا۔ فتح میں تو یہ انتظام چل گیا مگر متادری میں نہ چلا کیونکہ وہاں بعض سوداگر گورنمنٹ کے مقروض ہونے کے باعث ترک مقام نہ کر سکے۔ آخر الامر شہر خالی کیا گیا اور محاصرہ میں سے لوٹ لیا۔

مارشل بوجڈ نے جانول کی کارروائی کا حال سنا کر حیرت و ابا دیا کہ جب نے میرے نام ایک ہندی تحریک ہے لیکن یقین جانول کہ انکی ادائیگی میں توقف نہیں ہوگا۔ بتایا کہ ۱۹ جون فوج آمدہ میں داخل ہوئی اور بتایا کہ ۱۹ جولائی چھوٹی چھوٹی بیٹا لڑائیوں اور حملوں کے بعد فوج متادریا واپس ہوئی۔ شروع اگست میں سلطان کے مقابلہ کے ٹی پھر فرانسیسی فوج سرحد سے پار آئی۔ سلطان بھی مع چیمبراز سواروں کے بارہ ہزار و چیدہ سپاہی اور تقریباً ساٹھ ہزار سوار جو منٹے بھرنے کے لئے تھے دریا کے اتلی پر پڑا تھا۔ اہل ملک کو ایک نیچے راستے دشمن کے کیمپ میں جا پہنچے اور میں

میں نکال دینے کے وقت تلہ کر دیا۔ دو پہر کے وقت بوچند مارشل سلطان کے بیٹے کے کیمپ میں چائے پی رہا تھا۔ اہل مراکو کے زندہ و مردہ کی تعداد جو دشمن کے ہاتھ لگی بارہ ہزار تھی اور تقریباً ڈھائی سو ان کو اپنے مردہ و زخمی تھے۔ بیمار اسکے علاوہ تھے چوبیس گرمی و ماندگی بھصاب و وسوسہ۔ ورنہ ہسپتال میں داخل ہوتے تھے۔

باب دوم

باوجود اس امر کے کہ اگر سرسری نگاہ سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کی کل ریاستوں میں ملکی تنظیم یکساں سا نظر آتا ہے۔ مگر مراکو میں ایک خصوصیت پائی جاتی ہے جو خاص توجہ کے قابل ہے اس میں ہر دیگر تہذیب (اہل اسلام کی مانند قرآن مجید کے احکام و قوانین اور پہلی عاویث کی پابندی کیجاتی ہے۔ مراکو کے بعض خاندان مثلاً اولادیں۔ سویم۔ فاطمی۔ شہتم۔ سعیدی اور بنو فلالی رجو آجکل حکمران ہے) محمد کی اولاد ماننے ملتے ہیں اور اس ملک میں ان کو شریف کو نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے مسلمانوں پر ان کی تعظیم و تکریم لازم ہے۔

خلافت اور یہ امر کہ وہ پیغمبر کی اولاد ہیں۔ سے ہیں ان کے حق میں خلافت کے واسطے ایک بھاری دلیل ہے۔ حالانکہ ترکوں کو یہ اتحقاق کبھی حاصل نہیں ہوا۔ دیگر خاندان مثلاً محمد بنی مرین بھی فیلہ کہلانے لگے حالانکہ ترکوں کی طرح انکو حق نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ خاندان مراکشی کے بعض امیروں نے امیر المومنین کہلایانہ کو امیر المسلمین لیکن جب اس سلطانی کا لفظ استعمال ہونا شروع ہوا۔ اسے تو امیر المومنین کا خطاب اب کم ہی استعمال میں آتا ہے۔ تاہم خطبوں وغیرہ میں سلطان کے لفظ کو امیر المومنین سے تعبیر کرتے ہیں۔

ہر کیف سلطان مراکو اہل مراکو کے نزدیک مسلم طور پر ایک دینی و دنیوی حاکم ہے اور اسی بنا پر پہاڑ کی گورنری۔ عربی صحار کے عربوں پر اسکا بڑا اثر ہے یہ کہنا ذرا مشکل امر ہے کہ سلطان کی رعایا کا دلی خیال اسکی نسبت کیا ہے۔ مگر محض فرضاً کہا جاسکتا ہے کہ رعایا اسکی نہایت تعظیم کرتی ہے۔ اسکی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اسکا منصب بہت اعلیٰ اور وہ ایک خاص خاندان کی یادگار ہے۔ دوسرے یہ کہ

اس کے اختیارات میں کوئی جمل نہیں دیا جاتا۔ اگرچہ سلاطین میں اس سے بعض اوقات سخت تعدی و ظلم سرزد ہوا ہے۔ مگر اس سے اس کی رعایا کی تکمیل میں کوئی کمی نہ ہو سکتی۔ یہ فرق نہیں آیا۔ اور مراد کوئی تالیف نہیں کوئی مثال ایسی نہیں ملتی کہ کسی کسی ظالم حاکم کو باغی رعایا نے تخت سے اتار دیا ہو۔ اگرچہ بعض اوقات نوکروں نے موقع پا کر امیر کو قتل کر دیا ہے۔ لیکن اس قسم کے واقعات اس صورت میں ظہور پذیر ہوئے ہیں جب کوئی اور دعویدار مد مقابل بن کر کھڑا ہو گیا ہے۔ حاکم شریفیہ میں زیادہ تر اسی ضرب المثل پر عمل چلا آیا ہے جس کی لاشی اسی کی بھینس۔ پس جس کسی کے بازو میں زور ہوا وہی مالک بن بیٹھا اور اسکا کوئی حزام نہ ہو سکا۔

شاہی القاب | القاب جو سلطان کے واسطے استعمال کئے جاتے ہیں وہ کاتب کی حدت طبع کے مطابق ہوتے ہیں۔ تمام حضرت الشریف باغی و غیرہ القاب اکثر استعمال کئے جاتے ہیں مگر سید سلاطین مولانا کے علاوہ ان کے خطاب کئے جاتے ہیں۔ جن سلاطین کا نام محمد ہوان کی منہ سیدی یا سیدنا متعل ہو گیا ہے۔

سلطان ایک مطلق العنان حاکم ہوتا ہے اور کسی خود رائے اور بے اصول شخص کے ماتھے میں عنان سکوت ہوتا ہے۔ اس کے وجود و الّا اختیار رہنا پڑتا ہے اور اسکی بنیادی مذہبی برکت ہے جو اس کی طاقت کی جڑ ہے۔ بنا بریں ظہر یون کا خواہ وہ کیسی ہی نزدیکی رشتہ دار کیوں نہ ہوں پہلے ہی بند و بست کیا جاتا ہے بعض کو کسی نہ کسی بہانہ سے قتل کرایا جاتا ہے اور باقیماندہ کو تعینات ہیں جلا وطن کیا جاتا ہے۔ مگر اب یہ دستور متروک ہو گیا ہے۔ طرفہ بات اس ملک میں ہے کہ اگرچہ یہاں کے لوگ اپنے خدا کے پیچھے ہوئے سلطان کے اس قدر فرمانبردار ہیں کہ اس کی بعض ناواقب کار و ایون پر بھی ہر مسلم غم کر دیتے ہیں۔ لیکن جب کوئی ایسی اصلاح پیش ہو جو مذہب میں خلل انداز معلوم ہو تو ہر کوئی فی الفور بڑے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسی ایجاد ہو جو باہمی نظروں میں محمولی و کھائی دیتی ہو تو خواہ ان کے منہ کیسے ہی سخت و زبر کیوں نہ ہوں تو انکی نسبت سکوت اختیار کیا جاتا ہے۔ قصہ کوئی رواج اس ملک میں ایسا نہیں ہے کہ اگر ملے آہستہ آہستہ دانائی سے ترک کرایا جائے تو اس میں کوئی اذیت پیش آئے۔

سلطنت دراصل اس ملک میں کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جو سلطان کے دست
مشران اختیار کی مراد ہم ہو سکے۔ لادینی مزاحمت کا حق ملایہ علماء و مہمل ہے
 اور ہر معاملہ ہم میں لگی راہولی جانی ہے اور پھر نہایت آزادی سے اسکا اظہار کیا جاتا ہے
 اگر سامان بناتے ہو۔ علماء کا مشورہ جیسا کہ اکثر اختلاف کیا جاتا ہے کہی نہ بھی نے تو رعایا
 کے لوگ خود بخود استفتا کرتے ہیں اور اگر آرائی متناقص ہوں جو شاد و ناخوشی
 ہونے سے تو اپنے اپنے خیال کے مطابق بلاتامل ایک نہ ایک طرف اختیار کر لیتے ہیں۔
 فی الحقیقت لوگ قدیمی ہم ورون کو پسند کرتے ہیں اور ہر مذہب کو بغیر پسندیدگی نہیں
 دیکھتے۔ لیکن دانا لوگ پیشتر ہی سے سلطان کے ہر حکم تک غالب ہیں کہ وہ
 ایسے معاملات میں اپنی رائے ظاہر کرنے سے پہلے سلطان سے استعلاج و استفسار کرتے
 ہیں اور کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں ایک امر مفہم ہے جسکا تعفیہ بمعاظ اغراض سلطان
 حضرت اشرف ہی کر سکتے ہیں۔ جیسا حضور عالی مناسب خیال کریں ویسا ہی
 ہونا چاہیے۔

ملا الحسن اور اس کے وزیران

حالانکہ جماعت سلطان مشران معاملات ہمہ بیان میں خواہ وہ دشمن کے ساتھ
 کتنے جاویں یا دوست کے ساتھ نہایت مفید صلاحکار ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر علی
 طور پر دیکھا جائے تو ان کا عدم وجود برابر ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اگر چہ مراکو میں درہن ملکی انقلاب واقع
رہنایا کی آزادہ وی نہیں ہوتے تاہم اگر کوئی ناوابجہ تجویز پیش کر جائے یا کوئی جاہل
 معمول ملک پر غاید کیا جائے تو لوگ فوراً سلطان کے برخلاف بھی بلاتامل انتھار اٹھاتے
 ہیں۔ یہ ایسا ہی وہ کسی اہلکار جسکو وہ پسند نہ کرتے ہوں کے معزول کرنے
 کی صورت میں کرتے ہیں۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ ایک باغی صوبہ کے لوگ سلطان فرج
 کے ساتھ جنگتہ جدل کر رہے ہیں اسکی وجہ یہ تھی کہ سلطان ایک گورنر کو مقرر کرنا
 چاہتا تھا اور رعایا اس کے برخلاف تھی۔

سازشیں سلطان حرم اور دربار کی سازشیں بھی سلطنت کو ایک قسم کا ضعف
 پہنچاتی رہتی ہیں مراکو کے لئے ایک بے غرضی و ایم سے براہ کرم

کوئی شخص زیادہ فتناک نہیں ہو سکتا سلطان کے حرم میں سیاہ و سفید بہت سی ستورات ہیں جو ہمیں داخل ہونے کی عورت اس قدر اعلیٰ نیاں کیجاتی ہے کہ بڑے بڑی رئیس پوئی خوبصورت لڑکیوں کے واسطے رشوت دیتے ہیں۔ حرم سلطانی کے واسطے قسطنطنیہ سے بھی عورتیں حاصل کیجاتی ہیں۔ ہماری ایک دوست نے نین عورتیں خریدیں ایک سلطان کے نذر کی جو موجودہ سلطان کی والدہ سرکیشیا کے رہنوالی تھی اور وہ ایسی ذات کے واسطے رکھ لیں۔ ان عورات سلطانی میں سے بعض فلکیسی زبان اور چند سرین باجے کی بھی جانتی ہیں۔ جب حرم میں ان ستورات کی تعداد زیادہ بڑھ جاتی ہے تو سلطان شخصہ سپہ سالار وغیرہ کو جنگو قاید کہتے ہیں بخش دیتے ہیں اگرچہ بعض اوقات یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ زہ قیبت کے لباس میں یہ کوئی سلطانی جاسوس ہی نہ ہو۔

شیخ احمد بن موسیٰ موجودہ وزیر اعظم [جو نائب سلطنت ہونے کی تربیت سلطان خدام کے ساتھ مجلس میں ہوئی اسکا مجددہ حاجب تھا اور سلطان کی ملاقات اسکی وساطت ہو جاتی تھی۔ وہ محل میں رہتا تھا اس واسطے اسکا نام بابا احمد پڑ گیا یعنی سلطان کا باب۔ حالانکہ یہ خطاب اکثر خواجہ سراؤں کو دیا جاتا ہے۔ مجلس میں خواجہ سراؤں کی فاضلی تعداد ہوتی ہے۔ یہ لوگ بہت رو بہ عزت کر کے الی سینا سے لا کر جلتے ہیں۔ یہاں انکو کھانا پکارتے ہیں ان کے اصلی نام عطر۔ کافر۔ مشک۔ غیر وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ قل کا کاروبار جیسی لڑکے کرتے ہیں ستورات کی خدمت خواجہ سراؤں اور عورتوں کے تعلق ہوتی ہے جو نشاط کا کام بھی کرتے ہیں۔ سنا عجیب ہے کہ سلطان مردوم بخشندہ۔ کس روز باغ میں تمام محذرات کا معائنہ کرتے تھے اور جن جس کو پسند فرماتے تھے ان کے واسطے اشارہ کر دیتے تھے کہ خاص محل میں بھیجی جاویں۔ جہاں وہ بعد کا کچھ حصہ ان کے ساتھ بسر کرتے تھے۔

شہزادوں اور شہزادیوں کی تربیت جو تعداد میں یہ شمار ہوتی **اولاد سلطانی** ہیں خاتن ہوں وغیرہ مقدس مقامات میں کیجاتی ہے یہ مقامات الگ ٹھکانہ جگہوں میں واقع ہوتے ہیں ہر ایک کچ کے ساتھ اسکا ایک ہجر ملتی ہوتا ہے تاکہ وہ دنیا میں وہ اسکا بے لوث مجھے غرض دوست بنا ہے۔

ہر سال ان لوگوں اور لڑکیوں کی جو کافی عمر کے ہو جاتے ہیں شادی کی جاتی ہے شادی ان سرکاری خرقہ پر حسب ہدایت سلطانی ہوتی ہیں اور وہی چند باقی محل میں رہ جاتے ہیں جس سے سلطان کو بہت محبت ہو یا جنگی والدہ کا اہی تک رسوخ باقی ہو۔

تولی عہد کا تقرر بالکل سلطان کے اختیار میں ہے اور اکثر یہ دستور انتخابی عہد ہے کہ جس شاہزادہ کو اس عہدہ پر مقرر کرنا ہو پہلے اسے فوج کا سپہ سالار یا گورنر مقرر کیا جاتا ہے۔ گویا یہ ولیعہد کے تقرر کا امتیاز ہوتا ہے اور ایسے جلیل القدر ذمہ داری کے عہدہ پر اسے اس غرض کے واسطے مقرر کیا جاتا ہے کہ قابلیت حاصل کرے جو کہ سلطان کے دل میں ایک یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ شاید اس تقرر کے لئے منسوخ کرنا پڑے اس واسطے اس امر کی احتیاط کہی جاتی ہے کہ ولیعہد کی طاقت اس حد تک نہ بڑھ جائے کہ سلطان کے برعکس کام آئے اور اکثر ایسا وقوع میں آیا ہے۔ اور جب ولیعہد کی عمر چھوٹی ہو اور ایسے ذمہ داری کے عہدہ کی قابلیت نہ رکھتا ہو۔ تو سلطان اسے ضروری مواقع پر اپنے ساتھ کھینچتے ہیں جیسا کہ موجودہ سلطان کی صورت میں کیا نمونہ لڑکیوں کی شادی صغیر سنی میں ہی کی جاتی ہے لیکن انکو کوئی منصب بطور حق وراثت نہیں ملتا۔ نہ ہی شاہزادوں کے لڑکوں کو کوئی نصاب سوائے لفظ مولاکو عطا ہوتا ہے۔

افسران خاص شاہی خاص محافظین کی جماعت میں بعض خاص ضرر بھی شامل ہوتے ہیں مثلاً مولی الفضل جو چھتر ہزار ہوتا ہے جیسے چکن دوزی و طلائی کام اور علما و بزرہر سے مرصع ہوتا ہے۔ مولی الشواس یعنی چوری بردار۔ مولی المشوار (نقیب) جو ہمیشہ بہت بلند آواز ہوتا ہے۔ مولی الخضراب۔ مولی الکھن۔ مولی لازفل۔ قیاس و جلاہ مولی الفرائش۔ مولی الرواح۔ مولی المار۔ مولی الامار۔ مولی المنجاب۔ علم بردار وغیرہ وغیرہ ایک وفد ایک وفد عورت حاجب کے عہدہ پر مشا زخمی ہے۔

ادارہ حکومت سلطنت مراکو میں ہے اول و افضل سلطان ہوتا ہے جسکی جانب سے کل امور بالواسطہ یا بلاواسطہ فیصلہ پاتے اور طے ہوتے ہیں سلطان کے ماتحت زمرہ وزراء ہوتا ہے جسکا یہ فرض ہے کہ اس کی خواہشوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ایسے عہدہ داران کی کوئی مقررہ تنخواہ سرکار کی طرف سے نہیں ہوتی۔

اور یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ یہ کمی وہ رعایا سے پوری کر سکتی ہیں اس واسطے اس ملک میں رعایت کی گرم بازاری حد سے زیادہ ہے اور اس خصوص میں کسی عہدہ دار پر اعتبار نہیں ہو سکتا۔ بنا برین اس قسم کے منصب حاصل کرنے کو واسطے بڑی بڑی رقوم پیشکش کیجاتی ہیں۔ سلطان کی دائیں طرف وزیر کبیر یعنی صدر الخط جو اکثر شیر کل اور وزیر برانی بھی سہ ہوتا ہے لاکن تلخچیں یہ صورت نہیں ہے وہاں امور خارجہ کا جہتم ایک کشتہ ہوتا ہے۔ کشتہ کا دراصل تو یہ کام ہوتا ہے کہ وہ خاکہ غرض کے سفر سے جو وہاں مقیم ہیں معاملات کا تصفیہ کرے الامعاہات اہم ہیں اسکو کلی اختیارات حاصل نہیں ہیں۔

دیوان خاص ایک وزیر دخلانی ہوتا ہے اور گورنروں کا تقرر اسی کے اختیار میں ہوتا ہے یہی باعث ہے کہ یہ عہدہ پر لے درجہ کا باعث تصور ہوتا ہے بدلتان کوئی مال یا شہ مال ہوتا ہے۔ شاہی خزائن تین بڑے بڑے غنہروں میں رکھا جاتا ہے یعنی خاس۔ گنٹاس اور مراکش میں یا جہان مصلحت وقت پر ہر اہل مرا کو سرخ فینٹ سے نظرت کرتے ہیں اور وہ کبھی استعمال نہیں کیا جاتا۔ بجز اس صورت تک کہ کوئی شخص کام کرنا نہ چاہتے لیکن افغان اکثر فرش پر بیٹھ کر کام کرتے ہیں۔ مکان کے باہر روزانہ پر یا اصطبل کے صحن میں قالین بچھالیتے ہیں اور ہنسنے بچھٹن خود دیکھ لے کہ جلد اعیان دولت نیکے لگاؤ بیٹھتے ہیں اور نزدیک ہی سلطان بھی رونق افزہ ہے +

فرمان شاہی وزیر اور دیگر عہدہ داران کے علاوہ بہت سے منشی ہوتے ہیں ہوشاہی مراسلات وغیرہ ترقیم کرتے ہیں۔ جب مراسلات تقرر ہو جاتے ہیں۔ تو ان پر تھم لگائی جاتی ہے دو مہر ہیں ہوتی ہیں چھوٹی اور بڑی۔ ہر اسلہ کے سر سے پر تھم لگائی جاتی ہے اور مکتوب الیہ تھم کو بوسہ دیکر پیشانی سے لگا لیتا ہے جب کہ یہی یہ مطلوب ہوتا ہے کہ کسی شاہی فرمان کا اعلان کیا جائے اور یا بغرض اطلاع عام میں قسم کی خبر کا اشاعت کی جائے کہ فلان قوم کی گوسٹانی کے واسطے تھم جانے والی ہے تو مراسلات کی نقول قصبات میں روانہ کی جاتی ہیں جو جامع مساجد میں پڑھی جاتی ہیں اور ساتھ تو پیں چھوڑی جاتی ہیں۔ اس قسم کی تحریرات ایک خاص گروہ کی معرفت جنکو سوزن کہتے ہیں ارسال کیجاتی ہیں اور شاید دنیا میں اس جماعت کے شخص سے بڑھ کر کوئی حریف ہو سکا۔

شاید ہندوستان کے تعمیل کنندہ غلط سے زیادہ نہ ہوں۔ مگر

جب سلطان کسی شخص کو باریاب ہونے کی اجازت دیتا ہے تو یہ لوگ اور ان کے ماتحت فوجیں مانگ کر اسکو بڑا تنگ کرتے ہیں اور شرم انکے پاس تک نہیں پہنچکتی۔

جو کوئی سلطان کی خدمت میں حصول قدمداری کی غرض سے حاضر ہوتا ہے سرکاری تحایف اس سے یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ کچھ تحایف بھی نذر کرے گا اور اکثر یہاں تک ہوتا ہے کہ تحایف کی ایک فہرست تیار کرالی جاتی ہے اور تمام اشیاء جو پیش کی جاتی

ہوتی ہیں وہ سلیقہ سے بچائی جاتی ہیں اور نذر یا تحایف پیش کنندہ کی خواہش تحایف کے مطابق ہوتی ہے بشلیک وہ سلطنت کے کسی اعلیٰ افسر کو خوش کرنا بھول گیا ہو۔

تحایف نہ لے کر دے وغیرہ ہوتے ہیں یا کوئی ایسی شیا جو شخص دیکھنے کو لے ہی ہوں۔ تمام سلطنت میں سلطان ہی ایک ایسا فرد بشر ہے جو نقدی کو مانگتا نہیں لگاتا۔ اگرچہ مسمرع ہے کہ سلطان مرحوم کبھی کبھی اشرفیوں کا صرہ قبول فرمائیے تھے جب کوئی اور غیر نذر پیش کنندہ کو دستیاب نہ ہو سکتی تھی۔

در بار عام سلطان کا دربار عام محض اعزازی ہوتا ہے کیونکہ تمام معاملات بجز کسی خاص

بھاری معاملہ کے سوز راہی ملے کرتے ہیں۔ رعایا کے شخصی قص کو اجازت نہیں ہے کہ کسا (ایک قسم کا کھلا جوغہ ہوتا ہے) پہنکر سلطان کے حضور میں شرفیاب تمام انخاص ہمیشہ برنوس میں حاضر ہوتے ہیں اور اسکا دایان کندھے کی اوپر پیچھے کی طرف ڈال لیتے ہیں۔ جو لوگ سلطان کے حضور میں بغرض شرف نیاز آتے ہیں وہ سر سے برہنہ ہوتے ہیں اور سلطان کے سامنے کھڑے رہتے ہیں مگر سلطان ہمیشہ بیٹھا رہتا ہے سلطان مرا کو کا لباس بہت سادہ ہوتا ہے۔ البتہ گھوڑے کا ساز و براق بہت شاندار ہوتا ہے اور اس میں رنگ کی بوقلمونی نظر آتی ہے۔

شاہی سواری سلطان عرض لشکر و طواف کے موقع پر اور بروز جمعہ مسجد میں جانے کو لئے سوار ہوتے ہیں۔ چار کوئل گھوڑے مختلف رنگ کر لئے جاتے ہیں سلطان

ہر وفد ان میں سے ایک سواری کے واسطے انتخاب کر لیتا ہے۔ دیگر مواقع پر کبھی کبھی گاڑی کا بھی استعمال کیا جاتا ہے مگر چونکہ وہاں مرکزیں نہیں ہیں اس لئے بہت فاصلہ تک گاڑی نہیں چلائی جاسکتی شاہی سواری نہایت آہستہ آہستہ جاتی ہے اس واسطے سپاہی ہاتھوں میں کوریئے ہوئے آگے چلتے ہیں تاکہ رستہ کی سطح بد رک جائے سلطان

کے ساتھ ساتھ خاص فدام ہوتے ہیں جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے جن میں سے چوری بردار و چھتر بردار خاص ذکر کیجئے گئے قابل ہوتے ہیں۔ چھتر مرکو میں بطور ایک سلطانی نشان کے استعمال ہوتا ہے اور مالک شرفیہ میں بھی اسکا استعمال اکثر نظر آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ مرکو میں چھتر کا استعمال فاندان سعدی نے شروع کیا تھا۔ گوان سے پہلے گاہ بگاہ استعمال ہوتا تھا۔

سلطان کی سوا سی آہستہ آہستہ بڑھتی رہتی ہے خلعت کا جو کم کثیر ہوتا ہے۔ ہر موٹ پر مر و بلند آواز سے بزبان عربی دعائیہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری آقا کو تیر سلامت رکھے اور فتح اسکے نصیب کرے۔ یہی طرح چھتوں پر سے عورتوں کی آواز آتی ہے۔ پھر عصبیان ڈالی جاتی ہیں جو ایک خاص قسم کی ٹھون میں رکھی جاتی ہیں۔ کیونکہ اہل مراکو کا وزیر کی نسبت خواہ کیسا ہی خیال کیوں نہ ہو سلطان کے عدل و انصاف پر ان کو کلی اعتقاد ہے۔

جب کوئی شخص سلطان کی ملاقات کا شرف چاہے تو سلطان کی طرف سے بھی تحایف دیکر جاتے ہیں اور پوچھا جاتا ہے کہ تیرا دربار میں کئی قسم کے ہوتے ہیں جب انخاص مالک غیر کو گھوڑی بٹھنے جاتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے تو قاعدہ یہ ہے کہ ان کی راہداری کے واسطے درخواست کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ سواہر کے ان جانوروں کو بیرون حدود ملک لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس وقت کی وجہ سے جو حصول

ملک ہندستان کے بعض حصوں میں مثلاً مرہٹوں اور فارس میں چھتر کا استعمال ہوتا ہے۔ برہما۔ جاوا۔ و مالک ملحقہ میں تو یہ حال ہے کہ چھتر بھتر کی تعداد زیادہ ہو اسی قدر بادشاہ کا مرتبہ و اقتدار زیادہ تصور ہوتا ہے اور یہ نام نہاد قدیم میں بھی پانچ بھی کیونکہ نینوا اور مصر کے پتھروں پر اسکی تصویر نظر آتی ہے اور کسی زمانہ میں تمام عالم میں اسکا رواج تھا۔ کیونکہ یہ سائبان وغیرہ جو یورپ اور مصر میں شاہی سردی وغیرہ کے وقت ہتھال کئے جاتے ہیں یہ اسی کی شکل ہے۔

ملک الاما بون کہتا ہے کہ تمام برائیاں جو کسی ملک میں دیکھی جاتی ہیں وہ ان عہدہ داروں کی عطا ہوتی ہیں۔ جانچ۔ بار و کتاب۔ بائبل۔ ان سپین میں تحریر کرتا ہے کہ سلطنت مراکش رومی میں سلطنت ہے اور اس کے ساتھ خوش سلاطین سے تعلق قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ انہوں نے اکثر بددینی ظاہر کی اور اکثر معاملے میں بدعہدی کی۔

راہداری میں پیش آتی ہے لوگ گھوڑوں کو اسی جگہ فروخت کر دیتے ہیں کیونکہ کہی کہی ہار کی
لیض میں اس قدر خرچ ہو جاتا ہے جو گھوڑی کی قیمت سے بڑھ جاتا ہے اور راہداری تلخی میں
چاکر حاصل کرنی پڑتی ہے۔

لشکر گاہ شاہی | سفر میں شاہی خیم سب سے اونچی جگہ پر نصب کیے جاتے ہیں اور سب سے بڑے
خیمہ کی درمیانی چوب پر ایک سنہری گولہ لٹکا ہوتا ہے گویا سلطانی خیمہ کا
یہ نشان ہوتا ہے۔ شاہی قیام گاہ کے گرد اکوڑوں اور خاجہ سراؤں کے خیمے ہوتے ہیں
جنکو صرف بیرونی فئات کے اندر تک ہی طے کی اجازت ہوتی ہے اور اسی قسم کی خیمہ گاہیں
دیگر افسران کی ہوتی ہیں جنکو معہ عیال و اطفال سفر کرنے کی اجازت حاصل ہوتی ہے
جو ہیں سوارات روانہ ہوتی ہیں تو خیمے آگے بھیج دیے جاتے ہیں تاکہ شام تک نصب
کر بیٹے جائیں۔ نزدیک ہی مسجد اور دربار کا خیمہ ہوتا ہے اور تھوڑی سی فاصلہ پر وزراء
و دیگر افسران کے خیمے ہوتے ہیں۔ جماعہ فوج (جسکے بغیر کبھی کوچ نہیں کیا جاتا) کو ران
افسران کے قیام گاہوں میں تھوڑی سی جگہ چھوڑ دی جاتی ہے جہاں بازار لگتا ہے۔
جو خیمے استعمال میں آتے ہیں ان کو بونکیہ یا خزانہ لکھتے ہیں پھر ان کی رقم ہوتی ہیں
یعنی قبضہ دارانہ۔ نوخرانہ اکثر افسران کے کام آتے ہیں۔

ملازمان لشکری | کل فوج کے لئے خیمے ہرگز کافی نہیں ہوتے۔ سب سے لشکریوں کو آسمان
کے نیلگوں شامیانہ کے نیچے سونا پڑتا ہے بعض ملازمان لشکری ایک
عجیب قسم کے خیموں اور چھپرہ داروں میں رہتے ہیں۔ شاگرد پیشہ میں زیادہ تر عورتیں ہوتی
ہیں جن کے سامنے بد صورتی ہی شرماتی ہے۔ چار پانچ عورتوں میں ایک گھما اور
ایک خیمہ ہوتا ہے۔ پانی پکھا لون میں جٹکوا ویہ کہتے ہیں ڈال کر لے جاتے ہیں ایک
گدھے پر دو پکھال ادھر ادھر رکھی جاتی ہیں۔ بعض اوقات راویہ غلہ و دیگر اسباب
کے واسطے بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ اونٹ کے گوشت پران لوگوں کا زیادہ تر گزارہ
ہے۔ لشکر گاہ میں عجیب قسم کی بے ترتیبی ہوتی ہے۔ کوئی چیز کدھر کوئی کدھر پڑی ہوئی
ہے البتہ وہ تو بچیں جو عرب میں رکھی ہوتی ہیں بطور قبلہ نما کام دیتی ہیں کیونکہ ان کا

لہ کہتے ہیں کہ مولانا محمد سلیمان کے سامان وغیرہ کی بار برداری کے واسطے تعزیناً

دوسو قاطر کار ہوتی تھیں۔ بخا سے چ

اُن کا منہ مکہ شریف کی طرف ہوتا ہے تاکہ نماز کی سمت معلوم ہے۔ چونکہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کوچی اپنا تک چھاپہ نہ مارے اس واسطے نصف نصف فوج باری باری غانا داہ کوئی ہے۔

اس امر کے تحقیق کرنے کی کوشش کرنا کہ فی الحقیقت مراد کی فوج کی کتنی مودوں کی سپاہی تعداد ہے بالکل بے فائدہ ہے البتہ فوج حراب جو یور و بین افران کے زیر تعلیم ہے باقاعدہ فوج کے نام سے موسوم ہو سکتی ہے باقی فوج بالکل باری نام پر فوج بخارا کا بھی یہی حال ہے جسکو بھرتی کئے ہوئے صدیان گذریکے ہیں یہ فوج سودان بھرتی کی گئی تھی اور مولانا اسماعیل نے جسکو خونخوار بھی کہتے ہیں دو سو سال کا عرصہ قضا ہوا ہے اسکو اندرون آریستہ کیا تھا انکا نام جامع الصیحة کے مصنف لیا گیا ہے اور اس کتاب کی یہ لوگ از حد تعظیم کرتے ہیں۔ گذشتہ ایام میں اس فوج کی طاقت اس مدد تک ترقی کر گئی تھی کہ یہ بادشاہ گربن گئی تھی جسکو چاہا تخت پر بٹھا دیا جس کو چاہا معزول کر دیا۔ گویا عزل و لقب سلاطین فوج بخارا کے ہاتھ میں تھا۔ اب یہ فوج بعض قصبات کے قلاع میں بغرض حفاظت رکھی ہوئی ہے۔ اصل میں یہ فوج بالجبر بھرتی کر لی گئی تھی اور یہ لوگ بطریق فوج میں داخل نہیں ہوتے تھے یہ لوگ جنکو شرفاً تو کوئی حق حاصل نہیں تھا کیونکہ ممالک میں سے تھے اس لئے شاہی فرمان صدرہ ۶۶۷ کے رو سے فوج کو انتخافاً جایا د عطا کیا گیا۔ اس فوج کے سپاہی سودانی الاصل ہونے کو سبب غایت درجہ کے سیاہ تھے مگر متواتر سفید رنگ کی عورتوں سے نکاح کرنے کے باعث اب ان کی اولاد کا رنگ بہت صاف ہو گیا ہے۔ اکثر اغیار شہر ارضہ ان کے ہموطن بھائی ہیں اور وہ اراضیات پر بطور گزارہ قابض ہیں۔ غیشی لوگ بھی مودوں کی سپاہی ہیں جنگی خدمات کے عوض میں ہر سال کی طرف سے انکو اراضیات ملتی ہیں اور جب یہ لوگ نوکری پر ہوں تو انکو کچھ بھتہ دیا جاتا ہے۔ جسکو وہ ان کی اصطلاح میں رتبہ کہتی ہیں۔ راتب کی مقدار ان کے فرائض و مالیت اراضیات مقبرہ کے مطابق ہوتی ہے البتہ مغرب میں ایک عایت دی گئی ہے جسکو بہت غنیمت خیال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مغرب ہر قسم کے حصول کی بری ہے۔ ان ہی اقوام میں سے پولیس بھی رکھی جاتی ہے پولیس کو علاوہ اس مقررہ راتب کے جسکو محض برائے نام

ہی کہنا چاہیے ان اشخاص کو بھی کچھ آمدنی ہوتی ہے جنکو وقتاً فوقتاً ان کی خدمات کی ضرورت پڑتی ہے۔ پولیس کے سربراہ ایک ایسی نوکدار لوہی ہوتی ہے۔ فوج بخاریہ اور ان سپاہیوں کو جن کے تعلق شاہی محل کی خدمات ہیں پارچات سرکار کی طرف سے ملتے ہیں اکثر ان ہی جنگی اقوام میں سے ہوتے ہیں۔ انتظامی عہدے بھی پرکے جاتے ہیں یہ ساری اقوام سوار سپاہ ہیں اور باستانخی فوج بخاریہ کھوڑی و ہتھیار اپنی گرہ سے بہم پہنچاتے ہیں۔

سپاہ کی پیادہ فوج کچھ قابل ذکر نہیں ہے اور وہی اس فوج کو جو تعلیم پیادہ فوج اور سپاہیوں کے باقی مقدار نظر ہے کہ اسکی اصلاح غیر ممکن ہے یہ فوج مراکو میں اسکاتلینڈ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ فوج اول اول علاقہ میں جتنی گینگی تھی جب اہل مراکو کو فرانسیسیوں نے شکست دی تھی۔ بسوقت نوی پختہ فوج حرکت کھڑی کی جاتی ہے تو صرف ان اشخاص کو مجبور کیا جاتا ہے جو نہ ہی اس خدمت کے معاوضہ میں روپیہ اور نہ لپٹے قائم مقام بہم پہنچا سکیں جو لوگ فوج میں حاضر ہو جائیں تو پھر بھی انکو واپس جانے کی جب تک انکی خدمات کی ضرورت ہو اجازت ہوتی ہے بشرطیکہ وہ اپنی جگہ کوئی لڑکا یا آدمی کھڑا کر جائیں یا یون کہنا چاہیے کہ فوج مراکو ایک عجیب قسم کی کھوڑی ہوتی ہے اور اس شعار سے وہ فوراً شناخت ہو سکتی ہے سپاہ کی دردی جنگی قطع حال ہی میں اچھا دیکھی ہے یہ ہونچے کھلپا جامہ ہوتا ہے اور اسنے اوپر ایک تھپا جو سرخ رنگ کا ہوتا ہے اسکا کپڑا ایلاروی اور رنگ کیا ہوتا ہے بایں میں فوج کی لہریں جاری ہو جاتی ہیں۔ سربراہ ایک ٹوسی ہی سیدھی نرکی گولی ہوتی ہے جو آسٹریا میں بنتی ہے۔ قایدینی سپہ سالار کا امتیازی نشان جو یہاں رائج ہے قراں حمیدہ کا سنہری پٹن و زلفاف ہوتا ہے یا کوئی اور نشان جو وہ حسب ہنہ خود بطور زینت اختیار کر لے۔ ہوا فسر پور وہیں قواعد سکھاتے ہیں انہوں نے اپنے واسطے ایک نہایت شاندار لباس تجویز کر لیا ہے ان افسروں کو وہاں حرا یک ہوتی ہیں لیکن قراں فسر الجیریا کی وہ دسی استعمال کرتے ہیں۔ دسی افسر عرض اشکو و فیرہ کو واقع یہ نہایت رقی برقدار لباس پہنتے ہیں مگر نقص کی بات یہ ہے کہ گون کے دلوں میں انکی کچھ وقعت نہیں ہر عہدہ دار کو اپنی قدر و قیمت جب سرکاری کام پر ہو خوراک اور کپڑے ملتی ہیں یا اسکا

معاوضہ ملتا ہے مثلاً ہریادہ سپاہی کو روزانہ تقریباً دو آنہ۔ سوار کو تقریباً تین آنہ۔ اور کمانڈنگ افسر تقریباً بارہ آنہ۔ اکثر اسلحہ وغیرہ تصفیہ حساب کے فروخت کئے جاتے ہیں۔ اس ملک میں ہتھیار کی عجیب جماعت ہے کسی کے پاس تو وہی پوسا نا دنیا تو سی نمونہ ہے کسی کے پاس یورپ کے نئے نمونہ کی بندوق ریفل ہے۔ حال میں گورنمنٹ امریکہ نے بہتے ہتھیار مالک یورپ کے خرید کئے ہیں اور اکثر دیگر طاقتوں کی جانب سے تحفہ بھی بہت سی مقدار امریکہ میں پہنچی ہے۔ اس قسم کا تحفہ امریکہ میں نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ چراہہ فوج کے پاس بندوق مارٹینی ہنری ہے۔ آپ فاس میں بھی ہتھیار بننے شروع ہو گئے ہیں دیسی تلواروں کے بجائے یورپ کے نمونہ کی تلواریں استعمال میں آتی جاتی ہیں۔ لیکن وہ چھوٹے خمدار خنجر اب تک بکثرت مستعمل ہیں البتہ انکے محل اب برسنی بنتے ہیں۔

توجہ ان کی حالت بالکل ردی ہے۔ اگرچہ یورپ میں افسر فوج کی توجہ ہر طرف توجہ ان کے مہذول کرنے کی بہت کوشش کرتے ہیں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ تو یہیں کسی صاف نہیں کج باتیں بیڑنا جاتا ہے کہ چوتیل تو یون کی صفائی میٹرو دیا جاتا ہو وہ سپاہیوں کی خوراک کا حصہ بن جاتا ہے۔ ان سپاہیوں میں ہر کام سیکھنے کا مادہ تو موجود ہے۔ مگر کچھ حالات ایسے ہیں کہ ترقی تقریباً مسدود ہے۔ ایک فرانسیسی افسر نے ایک فوج سپہرے اینڈر مائیزس کی قایم کی تھی مگر سوائے افسوس کے کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوا۔ امریکا سے بہت طالب علم جبل الطارق وغیرہ مقامات اور امریکہ میں فن ہوسازی وغیرہ میں کمال حاصل کرنے کی غرض سے بھیجے گئے اور تعلیم کے زمانہ میں وہ نہایت ہوشیار اور ذہین طلبا ثابت رہے لیکن امریکہ میں واپس پہنچ کر ان کی قابلیت اسی پر اسے طریق میں ضائع ہو گئی۔

فوج امریکہ میں دیگر ممالک کا باجا بھی دیا گیا ہے اور استاد بھی بن کر مالک جنگی باجا کے ملازم رکھے گئے ہیں۔ جو ان استادوں نے چند قسم کے راگ باجا نوازوں کو سکھا دی ہیں لیکن یورپ کے لوگ تو کچھ پسند نہیں کرتے۔ میں نے خود انکو سلطان عرش آرمینیائی کے محل کے پاس باجا بجاتے سنا ہے۔ وہ بھی گاتے تھے گرم صبح تک گھر نہیں جاتے گے ہر ایک فوج میں چند اور ضغہائی دہل رکھے ہوتے ہیں۔ فوج کو قواعد زبان انگریزی یا فرانسیسی جو زبان قواعد آموز افسر کی ہوسکھائی جاتی ہے

مرکوب کی افواج جن کے نام صوبوں یا ان کے افسروں کے نام پر رکھے جاتے ہیں مختلف تعداد کی ہوتی ہیں فوج میں یہ عہدہ دئیے جاتے ہیں مقدم (سار جنٹل) رئیس (کپتان) - قائد الملیا قائد الرعا (کرنیل) ان افسروں کا ایک نائب ہوتا ہے۔ تمام اشخاص ارفع ذکر پر جو اس قابل ہوں کہ ہتھیار اٹھا سکیں جنگی خدمت لازم ہوتی ہے۔ اہل مرکوبی جرات اور جوش اس قسم کا ہے کہ ان کا فوج کرنا محال ہے۔ مگر آخر کار ان کی ہدایت دینا پڑتی اور بولالہو اسی کام کا بکا ٹرینٹی ہے۔

باب یازدہم

موجودہ انتظام

جنگی مہارت | مرکوبیوں اور ملکی کا انصرام باہر دورہ میں اس حد تک کیا جاتا ہے کہ کھجور دیوانی کو جنگ سے امتیاز کرنا ناممکن ہے ایک نہ ایک صوبہ بوجہ حصول کی زیادتی یا عاملوں کی تقدی کے باعث باغی ہی رہتا ہے اور ان باغیوں کی مرکوبی بتدیج کیجاتی ہے۔ کیونکہ مرکوبی اس ہر کی احتیاط رکھی جاتی ہے کہ کسی کرنیل کی جنگی طاقت بہت زیادہ نہ بڑھ جائے اور ان تمام افواج کا سپہ سالار عظم سلطان ہی سمجھا جاتا ہے۔ تقریباً ہر سال موسم ہر سات کے بعد ہر علاقہ کے گورنر سے فوج و سامان جمع کر کے کوئٹہ کر دیا جاتا ہے۔ اصلی منزل مقصود سرغلامص کی طرح کسی کو بھی بتائی نہیں جاتی۔ نہایت خطرہا رسستہ اختیار کیا جاتا ہے اور اشاعتی راہ میں بھی حسب ضرورت وقت بعض اضلاع کی گوشمالی کی جاتی ہے۔ اس قسم کے حملے اکثر دفعہ تو محض تحصیل محصولات کی غرض سے اختیار کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان حملوں میں ملک کی ستیاناس ہو جاتی ہے۔ نہایت خطرہا رسستہ اختیار کیا جاتا ہے اور اشاعتی راہ میں حسب ضرورت وقت بعض اضلاع کی گوشمالی کی جاتی ہے۔ اس قسم کے حملے اکثر دفعہ تو محض تحصیل محصولات کی غرض سے اختیار کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان حملوں میں ملک کی ستیاناس ہو جاتی ہے جس جس علاقہ میں یہ ٹھہری دل لشکر کا گذر ہوتا ہے۔ وہاں تمام فصل روندی جاتے ہیں یا مویشی نکل جاتے ہیں انبار غلہ وٹے جاتے ہیں۔ حور وٹوں کی بھر مٹی کی جاتی ہے۔ بیچون کو نہایت ہرجمی و ستایا جاتا ہے

اور غریب رعایا کے مکانات کو جلا کر ان کو بے خان کیا جاتا ہے۔ ہر دیہہ چار سے تو تباہ
مقاومت نہیں کر سکتے۔ پناہ کی جگہوں میں یعنی معبدوں یا خانقاہوں میں جا گھٹتے
ہیں مظلوم عورتیں سلطان سے رحم کی درخواست کرتی ہیں لشکر گاہ میں تو پناہ اور
چند چیزیں جاتی پناہ تصویر کجاتی ہیں رعایا کی طرف سے چند آدمی بطور وقفہ لشکر میں
تو بیرون پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں جس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ یہ لوگ امان کے خواستگار
ہیں بعد ازاں شرائط معامع ملے ہوتی ہیں۔ محصول معہ جرمانہ ادا کیا جاتا ہے و سلطان
سابقہ گورنر کو علیحدہ کر کے نیا گورنر مقرر کر دیتا ہے۔ ان اغراض کی واسطی جو لوہا اسیان واقع
ہوتی ہیں انکو جنگ کو حفظ سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ شاہی رسالہ کا ایک دستہ آگے رہتا ہے
اور فوج باغی کے قریب جا کر بندہ وقیفں جلاتا اور پھر بندہ وقیفں بھرنے اور دم لینے کے
لئے واپس آ جاتا ہے۔ دراصل مراکو میں کوئی رسالہ نہیں ہے۔ جب حکم ہو بندہ وقیفں
چھوڑ کر تلوار اور خنجر کا استعمال کیا جاتا ہے لیکن جب یہاں تک تو بہت پہنچ جائے تو
فوراً امان بخشی ہو جاتی ہے۔

اگر چہ رعایا کے پاس یورپ اور امریکہ کی ساخت کی نہایت اعلیٰ قسم کی رائلز موجود
ہیں مگر ان کے پاس کوئی توپ نہیں ہے اور چونکہ سلطان کے ہمراہ تو پناہ موقوف
اس واسطے شاہی طاقت ان اقوام کی طاقت پر ہمیشہ بہت برتری رہتی ہے تو پناہ
کے دوسرے ہمیشہ اہل یورپ میں سے ہوتے ہیں کبھی کبھی باغی اقوام نے ڈایا میٹ بھی
قلعہ اقلسی کے محاصرے میں استعمال کی ہیں۔

تہمیل لگداری | محصول کی دراصل کوئی شرح مقرر نہیں ہے جو کچھ ظالم مصلدان کے
نزدیک ٹھیک معلوم ہوا وصول کر لیا اور جو شرح مقرر ہے۔
ایکے مطابق کبھی عہد آدہ نہیں ہوتا سہیتے ہیں کہ عہد لوموں کے عہد میں شخص کی گنتی
مگر موجودہ طریق بالکل فضول ہے۔ مطالبہ اراضی کی پیداوار کے برابر ہی ہوتا ہے۔ ہر
ایک عامل اس قدر وصول کرتا ہے جتنے وہ اس سے ہو سکے اور ساتھ ہی اپنی محنت اور
وقت کی قیمت بھی وصول کرتا ہے۔ تاکہ دوسری دفعہ بھی تحصیل مالگذا رسی کی کوئی بھری
کوئی شخص بھی فی الفور ادا کی گئی نہیں چاہتا۔ تمام لوگ ہی عذر کرتے ہیں کہ وہ غریب
ناوار ہیں بعض قید کو ترجیح دیتے ہیں اور اکثر لوگ ہوا سٹے ادا کی میں پیش قدمی نہیں کرتے

کہ وہ کیوں بری مثال قائم کریں ہر ایک شخص جو اپنے لئے کسی قسم کی پناہ نہیں دیکھتا اپنی دولت زمین میں مدفون کر دیتا ہے یا کہیں ادھر ادھر چھپا دیتا ہے۔ پس جب سرکاری اعمال نازل ہوتے ہیں تو اگرچہ مکان کو سار تو نہیں کرتے مگر روپیہ کی تلاش میں تاخت و تاراج کر دیا جاتا ہے۔ جاہل و مساجد خانقاہ و دیگر مذہبی مقامات کی بابت کوئی حصول نہیں ہوتا۔ نہ ہی غیر حاکم کے باشندے جو جو وہاں پناہ گزین ہیں کچھ ادا کرتے ہیں۔ ایسے پناہ گزین اشخاص سے بذریعہ عہد و پیمان کچھ وصول کیا جاتا ہے۔ بعض اقوام سوار ہیا کرتی ہیں مثلاً کئی گھڑ ملک ایک سوار بہم پہنچاتے ہیں بعض یون کرتی ہیں کہ جو سرکاری گھوڑے ان کے علاقہ میں مرجائیں وہ ان کے عوض میں گھوڑے دیتی ہیں اور علاوہ اس کے سارے سرکاری عملہ اور جہازوں کو جو اس طرف سے ہو کر گزریں کھانا دیتی ہیں جو افسر سلطان کے ساتھ عاطفت میں آنا چاہتے ہیں۔ بالخصوص ایسے افسر جو پہلے کسی بادشاہ سے زیر عتاب ہوں وہ جب سلطان ان کے علاقہ میں سے گزرتا ہے پیش ہوتا خلیفہ لیکر جا پیش کرتے ہیں۔ چند سال کا عہد ہوا ہے کہ قادیان رفتی نے ایک سو حبشی مرد و نیک سو حبشی عورت۔ ایک سو گھوڑا۔ ایک سو گائے اور ایک سو شتر اور دو اپنی لڑکیاں نذر کیں تھیں۔ اُن سے لکھتا ہے کہ ایک مضر و قوم نے تین محبتیں سلطان کی خدمت میں پیش کیں جن کے بال ایک دوسری کے بالوں کے ساتھ باندھو ہو کر تھے۔ ساتھ ان کے چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے جنکے ہاتھوں میں لوحیں تھیں اور ہر ایک عورت کے منہ میں ایک ایک چاقو تھا اور چند مرد بھی تھے جنکے سروں پر قرآن شریف لکھا تھا۔ بیان ہے کہ ایک خوبصورت لڑکی کا کلا سلطان کے حیمہ کے قریب ۳۰ منہ کا ناگیا تھا لیکن اسکی غلطی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ اس نے گھوڑوں کی قربانی کے متعلق تحریر کیا ہے۔ مگر اس بارہ میں ہمارے ایک اور دوست بڑے وثوق سے کہتا ہے:-

میں بالکل درست پر ہے اقوم بربری آج تک گلے گلے گاہے افسانہ قربانی کرتے ہیں۔ چنانچہ چند سال کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے ایک قوم کی پناہ میں آنے کے لئے اپنی لڑکی قربانی کی۔ کیونکہ وہ ایک یہودی کا مضر وں جو اسکو گرفتار کرنا چاہتا تھا اور بھی ایسی کئی مثالیں ہیں ہمارا خاص ملازم یقین دلا کہ کہتا ہے کہ تین عورتیں ایک ہی دفعہ تین سال ہوئے دوح کی گئی تھیں :-

رکھے ہوئے تھے۔ اس قسم کے نذرانے جو حسبِ خواہش خود دیئے جاتے ہیں بعض اوقات بڑے مالیت کے ہوتے ہیں۔ بموجب قاعدہ ہر ایک ضیافت میں قاید کا بذاتِ خود حاضر ہونا یا اپنا نائب مع تحفہ تحلیف بھیجنا ضروری ہوتا ہے۔

اگر کوئی گورنر کچھ عرصہ حاضری سے قاصر ہے تو اسکو طلب کیا جاتا ہے اور اگر وہ مطالبہ وزرا وغیرہ کو پورا پورا ادا کرنے سے توفیہا ور نہ اسکو قید خانہ میں بھیجا جاتا ہے اور اسکا مکان دھندہ کی جتنی میں مہدم کیا جاتا ہے۔ یا چار وغیرہ میں اسکو سنبھایا کوئی ایسی زہر ملی شے کھلائی پلائی جاتی جو آہستہ آہستہ اسکا کام تمام کر دے۔ ہر ایک ضیافت کے موقع پر بعض کو اس امر کا یقین ہوتا ہے کہ بس ان کی میعاد اس دن تک ہی رہتی ہے اس واسطے وہ اپنے وقت میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھتے۔

دولتمند اشخاص کے قابو کرنے کو واسطے کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کیا جاتا ہے۔ یا کوئی الزام خواہ مخواہ ان پر عتوبیا جاتا ہے اکثر یون بھی ہوتا ہے کہ روپیہ حاصل کرنے کے لالچ سے انکو طرح طرح کے شکنجہ عذاب میں دیا جاتا ہے اس خوف کو ماری ہر ایک شخص کچھ دھوکا دے بار کے کسی اعلیٰ عہدہ دار کی پناہ حاصل کرتا ہے یا کسی غیر ملک کے سوداگر کے سایہ پناہ میں جاتا ہے۔ کیونکہ ان سوداگروں کے کاروبار بدیعہ عہد و بیان اس قسم کے نا واجب

۱۵ یر کو ارت کہتا ہے کہ عہد ہفتہ ہم کے عہد میں ربا لیون نے قاید کو قتل کر کے اس کے چار حصے کئے اور گوشت قصابوں کو حوالہ کیا کہ وہ شہر میں اسکو فروخت کریں۔ قیمت مقرر کی گئی تھی اور خریدار کہتے تھے کہ اگر ان پر اس سے ارزاں دو۔ سلطان نے انکی سرکوبی کے واسطے کوچ کیا مگر آپس میں صلح ہو گئی۔ بعد ازاں جب کہی وہ قاید ناپسند کرتے تھے تو سلطان کے حضور میں درخواست کرتے انکی درخواست منظور کی جاتی اور نیا گورنر مقرر کیا جاتا۔ ایسی درخواستیں شاہ و نامہ ہی معرض قبول میں آتی ہیں اور اکثر اس قسم کے سالیوں کو سخت انتقام دینا پڑتا ہے۔

۱۶ علل بے حساب روپیہ ظلم و ستم کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں اور وزراء کی نظر بھی انکی طرف ہوتی ہے جو کچھ وہ رعایا سے جبر سے حاصل کرتے ہیں انکی مقررہ تنخواہ ان کے کا عشر عشر بھی نہیں ہوتی سلطان مرحوم کو بیماری سے صحت ہوئی تو ایک سو چھیتر ہونڈ وصول کئے جن میں سے صرف تیس ہونڈ شاہی خزانہ میں داخل ہوئے۔ ایسے چندے وصول کرنے میں رعایا کو اتنا حد ایدہ آئیں دے جاتی ہیں۔

مطالبات سے محفوظ ہوتے ہیں۔

مصول علاوہ مذکورہ بالا مصول کے اور کئی قسم کے مصول وصول کئے جاتے ہیں۔ یہودی لوگ مسلمانوں کے ملک میں ہائش رکھنے کے عوض میں ایک قسم کا مصول ادا کرتے ہیں

لیکن یہ لوگ جنگی خدمات سے مستثنیٰ ہیں واقعات مذکورہ بالا سے یہ امر صاف نا ممکن معلوم ہوتا ہے کہ مراکش کی مالی حالت کا اندازہ لگایا جائے کہ یہی ایک صوبہ دوسرے صوبہ اور دوسرے کا تیسرے میں مثل ہوتا ہی رہتا ہے۔

مقامی افسران مقامی افسران جن کے سپرد انتظام ملک ہر کچھ تعداد میں زیادہ نہیں ہیں شہر میں ایک قایم ہوتا ہے اور اسکے ماتحت ایک اسکا نائب۔ جب کوئی شخص قایم مقرر کیا جاتا ہے تو اسکو ایک مرسلا عطا ہوتا ہے جو قصبات کی مساجد میں اور مضافات میں لوگوں کے مجمع میں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ قایم کی پہری صبح چھ بجے سے دس بجے تک اور نین سو چھ بجے تک کھلی رہتی ہے اور جمعہ کے نصف روز یعنی پنجو سے تین بجے تک تعطیل ہوتی ہے۔ مصلان مصول کو امانا کہتے ہیں۔ ہر قصبہ میں ایک محاسب ہوتا ہے جو خوراک وغیرہ کی اجناس کی قیمت مقرر کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اوزان پیمانے جن کے ذریعے خرید و فروخت کا مال ٹولا اور نایا جاتا ہے ٹھیک ہیں یا نہیں۔ مساجد ایک المکار کے اہتمام میں ہوتی ہیں۔ دیہات کا انتظام مشایخ کرتے ہیں۔

شہر کے ہر محلہ میں ایک مقدم ہوتا ہے۔ اگر کسی مقام میں سرقہ یا بلبریا کوئی نقصان وقوع میں آئی تو ہمسایہ لوگ جو ابدہ خیال کئے جاتے ہیں۔ سب کے بعد چوکیدار ہوتے ہیں جو وہاں عیس کے نام سے مشہور ہیں گذشتہ ہفتہ کا ذکر ہے کہ ایک دوکاندار نے صبح اپنی دوکان حسب معمول کھولی وہ نہایت تیزان و برستان ہوا۔ کہ اسکا سارا مال و اسباب لوٹا ہوا ہے۔ کوئی چیز بھی باقی دوکان میں نہیں چھوڑی گئی البتہ ایک چھڑی دوکان میں رہ گئی تھی مگر یہ چھڑی پہلے ہی کئی دفعہ دوکاندار نے دیکھی تھی اور اکثر لوگ پہچانتے تھے کہ یہ میر عیس کی چھڑی ہے۔ یا شا کو اس واقعہ کی اطلاع کی گئی اس نے فوراً سیاہی بھیج کر ملزم کو گرفتار کیا۔ آخر ملزم نے جرم سننے اقبال کیا اور قید کیا گیا۔ اس قسم کی واردات اکثر وقوع میں آتی رہتی ہیں گویا پولیس قابل اصلاح ہے۔

مرہٹوں میں چند ملازمین ایسے بھی ہیں جن کی نسبت باطینان کہا جاتا ہے کہ وہ قابل اعتبار ہیں۔ یہ اس قسم کے لوگ ہیں جنکا تجربہ بوجہ اپنے کاروبار کے بہت وسیع ہے اور جنکو بوجہ اہل اور پے کم تعصب باقی رہ گیا ہے۔ اکثر مرہٹوں میں ایسے اشخاص منتخب کئے جاتے ہیں جو نیک مشہور ہوں اور ہر بندہ گاہ پر چند آدمی بغرض نظام حصول ضرر ہیں مگر اس وغیرہ قصبات کے لوگ زیادہ متعصب ہوتے ہیں۔ حکام حصول کا انتظام ہیں کے انتظام کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے اور باطینان بخش ہے۔ اس حکم میں چند سال ہونے کی نہایت مہذب شخص لیتے ہیں بلکہ کشتہ زور اور خارجیہ نام کرتا رہا اسکا نام حاجی محمد تھا اگرچہ اسکا اس قدر عہد طویل تھا لیکن وہ ایک غریب تھا اور اسکا ایک بیٹا موچی کی دوکان کرتا تھا اور دوسرا بھی ایک معمولی دوکاندار تھا۔

ان باطنیانوں چند عہد داروں کے جنکا ذکر اوپر کیا گیا باقی کی حالت اخلاقی جاگرتا ناگفتہ بہ ہے عہد کی اکثر موروٹی ہوتے ہیں اور موروٹی عہد دار حکم جنگی کو منتخب کئے جاتے ہیں یہ عہدہ دار بندہ درم و پابند حرص و ہوا ہوتے ہیں نیز وہ اشخاص جو روپیہ مذہب کی آڑ میں کھاتے ہیں سخت متعصب ہوتے ہیں ایسے ایسے عمال تمام ملک کے واسطے باعث بدنامی ہوتے ہیں عوام الناس اور ان عمال کی حالت میں فرق پتہ ہے۔ ہر کیف ہں ملک کے لوگوں کے اخلاق کچھ ایسے گرے ہوئے ہیں کہ جب انکو موقع ملے تو اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے میں کمی نہیں کرتے۔

خیمہ گاہ گورنران

دارالعدالت گورنریا اسکا نائب اپنے مکان یا شہر کے دروازے کے قریب کچھ کرتے ہیں۔ اگر مقدمہ میں کامیابی مطلوب ہو تو حاکم کی خدمت میں خالی ہاتھ حاضر نہیں ہوتا پہلے تہنہ۔ بالعموم توفندہ۔ موم کی بنیان اور چادر وغیرہ نذرانہ کی اشیاء ہیں۔ لیکن ایک اہم معاملہ میں اپنے حق میں فیصلہ لینے کے واسطے عادل حاکم کو پوشیدہ نقدی کا نذرانہ پیش کرنا ضروری ہے۔

مرہٹوں میں سمن جاری نہیں ہوتے ہیں مدعی گواہوں کے رویہ و مدعا علیہ کو کہہ دیتا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں عدالت میں حاضر ہو جاؤ۔ یا اسے حکم پولیس سے توجہ کرنی پڑتی

ہے کہ فریق فی القضا کا حاضری کا انشطار بلا تکلف کیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی ذی تربیت شخص ہو تو ایسی کارروائی کرنے میں اندیشہ انتقام بھی ہوتا ہے بعض اوقات دولتمند شخص اپنے عزیز دشمن سے انتقام لینے کی غرض سے حکام کے ساتھ سازش کر کے اسکو تکلیف پہنچاتا ہے لیکن بسا اوقات لینے کو لینے پڑ جاتے ہیں اگر وہ غریب آدمی اس سے زیادہ رقم کا انشطار کر سکے۔ اگر فریقین کے بیان آپس میں متناقض ہوں تو قسم پر حصر کیا جاتا ہے قسم کا دستور عام درج ہے بالعموم اہل مراکو کی قسموں پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا ان جو قسم قرآن مجید پر اٹھائی جاتی ہے وہ قابل اعتبار ہے۔

قاضی ایک بینی حاکم ہوتا ہے اور تمام دیوانی مقدمات کی وہ سماعت اور بموجب شریعت فیصلہ کرتا ہے اس ملک میں دیوانی اور فوجداری مقدمہ میں کوئی خاص امتیاز نہیں ہے۔ شاید اس قدر تحریر کرنا کافی ہو گا کہ جو مقدمات غلطی عامہ کے امن وغیرہ کے متعلق ہوں ان کی سماعت قاید کرتا ہے۔ مثلاً لڑائی سے قتل و بخوری۔ لٹ۔ سرقہ۔ باجیر وغیرہ۔ ان مقدمات میں دو قسم کی سزا دی جاتی ہے یعنی قید یا مار پیٹ۔ قید کی کو جلا وغیرہ کہی پہنائی جاتے ہیں اور کبھی نہیں پہنائی جاتے۔ قید کسی خاص میعاد کے لئے نہیں ہوتی۔ نہ حاکم سزا دیندہ اپنے حکم میں کوئی میعاد مقرر کرتا ہے۔ قاید یا اسکے نائب یا خلیفہ کے جملہ احکام زبانی ہوتے ہیں جو تحریر میں نہیں لائے جاتے اور جو بنی احکام صادر ہوئے ہیں فی الفور ان کی تعمیل کی جاتی ہے۔ ایسے جرائم میں جسکی سزا موت ہو مثلاً قتل عمد مردہ بالجبر۔ لڑائی وغیرہ گواہان کے اظہارات قلبند کر کے اور ان سے دستخط کر کے سلطان کے حضور میں ابلاغ کئے جاتے ہیں۔ سلطان بعد ملاحظہ کا غزات واپس قاضی کے پاس بغرض تصفیہ بھیج دیتا ہے اور قاضی بعد از ان تعمیل احکام کے واسطے پاشا کی پاس روانہ کرتا ہے۔ خواہ ملزم کے سر یا کوئی دیگر عضو مثلاً ماتحت کاں وغیرہ کاٹنے کا حکم ہی کیوں نہ ہو۔

قاضی کی عدالت میں وکلاء وغیرہ بھی مقدمات کی پیروی کے واسطے مقرر کئے جاتے ہیں دستاویزات معمولی افسران جو اس غرض کے واسطے مقرر ہوتے ہیں اور ججکے دستخط پہلے ہوتے ہیں تحریر کرتے ہیں مگر جب دستاویزات کسی دوسرے مقام میں استعمال ہوتی ہوں تو مقرر رہے کہ معامی قاضی ان کی تصدیق کرے۔

ان عدالتوں میں عدل و انصاف کی کافی امید ہو سکتی ہے بلحاظ مالیت مقدمہ کا قاضی ایک رقم وصول کرتا ہے اور علاوہ برہنہ و دشاویزات پر دستخط کرنے کے واسطے نفیس ملتی ہے۔ قاضی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ہر نکاح کی تصدیق کرے۔ قاضی کے جملہ فیصلجات ہمیشہ تحریری ہوتے ہیں۔ اس کے نائب افسر بنکو وہاں آخوان کہتے ہیں اس امر کے مجاز ہیں کہ جس کسی کو ان کا افسر مقرر اور دے اس کو گرفتار کر کے قید خانہ میں لے جائیں ان افسران کی کوئی خاص پوشش و خزانہ نہ ہو گی کسی کی طرح نہیں ہوتی۔ بالعموم اگر قاضی کسی شخص کو قید خانہ میں روانہ کرے تو اس کی ہر مراد ہوتی ہے کہ وہ تین روز قید خانہ میں رہے گا۔ اور اگر اس سے زیادہ عرصہ تک قید رکھنا مقصود ہو تو بعد میں ایک حکم نافذ کیا جاتا ہے جس میں یہ عادی قید معز کی جاتی ہے۔ ہر قیدی کو جو لاپ پہنانا قاضی کے اختیار میں نہیں ہے۔ عام طور پر کوئی معتبر اہلکار یا کوئی رعایا میں سے یا سو رخ آدمی جس عزیز شخص کو چاہے قید خانہ میں مفید کر سکتا ہے گویا ایسے ہے جس آدمی کی قید کے واسطے کسی دیگر مجاز حاکم کا حکم ضروری نہیں ہے۔

عدالت قاضی | تین روز کے بعد قیدی کو اختیار ہے کہ ایک وکیل بغرض دادخواہی بعد از قاضی بھیجے اگر قاضی اس کے مقدمہ میں انصاف نہ کرے تو سلطان کے پاس وہ مراجعہ کر سکتا ہے قیدی کو اختیار ہے کہ کسی شخص کو عدالت میں مقرر کر کے بھیج دے۔ عدالت پہلے اور دوسرے وکیل کو اس وجہ پر نا منظور کر سکتی ہے کہ وہ مجاز نہیں ہے مگر قید وکیل منظور کرنا پرمٹ ہے۔ عدالت اس وقت تک اس بارہ میں اعتراض کر سکتی ہے جب تک مقدمہ میں کارروائی شروع نہ ہو جائے۔ الا جب ایک دفعہ کارروائی شروع ہو جائے تو وہ وکیل کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ قاضی کی عدالت صبح نو بجے ہو گیا رہے اور بعد از ان تین سے چھ بجے تک کھلی رہتی ہے۔ جب تک کوئی کافی قید نہ ہو قاضی کو مقدمات بذات خود فیصلہ کرنے ہوتے ہیں ان جب وہ بیمار ہو یا موجد نہ ہو تو اس کا فیصلہ مقدمات کی سماعت کرتا ہے۔ اگرچہ بڑے نام یہ دستور ہے کہ ہر ایک شخص سلطان کے حضور میں جملہ حکام و اہل

لئے منقول ہے کہ حشود قاضی مراکش کی نسبت غلط فیصلہ صادر کرنے کا الزام دیا گیا چنانچہ سلطان نے ایک فاضل شریف اور چند کلا اس کی عدالت میں بھیج دیں جنکے مشورہ سے قاضی فیصلہ صادر کرتا تھا۔ ایک فیصلہ میں شریف نے قاضی کی غلطی ظاہر کی۔ جس پر سلطان نے شریف کے ساتھ اتفاق کیا اور قاضی کو موقوف کر دیا۔

فیصلجات کے برخلاف رافو کر سکتا ہے۔ مگر درحقیقت اس سے کوئی فائدہ بہتر نہیں ہوگا
 اول تو ایک غریب آدمی کے واسطے سلطان کے پاس پہنچنا ہی سخت مشکل ہے اور اگر وہ
 جمع کے روز جب سلطان مسجد میں بغرض نماز جاتا ہے پیش ہو بھی جائے تو گو سلطان
 ٹھہر جاتا ہے اور اپنی زبان مہارک ہو اس معاملہ میں انصاف کی امید دلانا ہے لیکن
 عاقبت لام کوئی بہتر نتیجہ نہیں نکلتا اور سائل کی ساری کوشش بایگان جاتی ہے۔
 قادیان کی عدالتوں میں عیش و عشرت کا نظارہ دکھائی دیتا ہے ایک شخص بیکہ لگاؤ
 تجویز ہے | ہوئی ٹٹے ملطراق سے بیٹھا ہوا ہے اور اسکے گرد جو شیشے قدمیاں جمع
 ہیں۔ غوغا مچا ہوا ہے۔ کوئی ایک دوسرے کی سنتا نہیں۔ ہر ایک جودل میں آتا ہے
 کہے جاتا ہے۔ قیس اٹھائی جا رہی ہیں۔ کالی گلوچ ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ جب
 حاکم بول رہا ہو تو اس وقت بھی لوگ خاموشی اختیار نہیں کرتے۔ کوئی ضابطہ یا قاعدہ
 مقررہ نہیں ہے۔ اکثر مجرمان کو شلاق کیا جاتا ہے یا برہنہ پشت پر تازیانہ لگائے
 جاتے ہیں یا پاؤں کے تلوؤں پر۔ بعض اوقات عورتوں کو لمبی سزائی تازیانہ دیکھا جاتا
 ہے۔ شلاق یا تازیانہ کی سزا مدفون خزانہ کا یہ لینے کے واسطے یا بغرض حصول
 روپیہ دی جاتی ہے۔

قید خانہ میں جسکی حالت ناگفتہ بہ ہے کسی کے ٹخنہ میں کسی کی کلائی میں کسی کی گردن
 میں ایک بھاری طوق پڑا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن جب یہ قیدی سفر میں ہوں تو ایک بڑی
 بھاری لمبی زنجیر سب کی گردنوں میں ڈالی جاتی ہے اور جب کوئی قیدی رستہ میں
 سخت بیمار ہو جائے یا مر جائے تو اسکا سر کاٹ دیا جاتا ہے اور باقی حصہ وجود اسی زنجیر
 میں لگا رہتا ہے اور منزل مقصود پر پہنچ کر یہ دکھانا ہوتا ہے کہ یہ قیدی بھاگا نہیں ہے
 قیدیوں و باغیوں کے سر جو سس خراج کاٹے جاتے ہیں ان کو یہودی اٹھاتے ہیں اور اگر
 جہان سرون کو لیا جائے وہ مقام زیادہ فاصلہ پر ہو تو جو حفاظت رکھے جاتے ہیں جیسا کہ
 ابتدائی زمانہ میں انگلستان میں کیا جاتا تھا۔ قصبات میں عورتوں کے واسطے
 علیحدہ قید خانہ ہے۔

حلہ یہودی مہجرون کا یہ بھی کام ہوتا ہے کہ ایسے سرون کو مشہوروں کے دروازوں پر
 لٹکا دیں :-

اور کئی قسم کی دردناک سزائیں دی جاتی ہیں۔ مثلاً قاتل دینا۔ لہجہ یا کان کاٹ دینا
آنکھ نکال دینا۔ مجرم کو گدھے پر سوار کر کے شلق کرتے ہوئے قصب کے گرد گھومنا
ایسے سوار کا منہ گدھے کی دم کی طرف کیا جاتا ہے یا ہاتھوں میں ٹنگ دیا جاتا ہے اور
ہاتھ بند کر کے جرم خام سے باندھ دیا جاتا ہے اور اسی حالت میں پہننے دیا جاتا ہے جب تک
ناخن بڑھ کر تلی میں نہ گھس جائیں۔ اور بھی کئی قسم کے عذاب پہلے دیئے جاتے تھے۔ لیکن
اب معزوک ہیں۔ مگر اشناخو ہم میں بڑی بڑی سختیاں سرزد ہوتی ہیں اور کئی جاہلیں
یہ انتہائی تلف کی جاتی ہیں۔ لیکن پھر بھی اب سزاؤ قتل سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ بلکہ موٹا
الحسن موت کے قتلے پر دستخط کرنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ مگر تاہم سزاؤ سبب بالسنی فی الشرف
قصاص سے سلسلہ پر عمل کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی زانی یا زانیہ پکڑی جائے تو فریقین کے
واسطے مزائے قتل ہوتی ہے۔ مگر خون نہا بھی کہیں کہیں نسلور کیا جاتا ہے۔ قصاص کا
دستور سلسلہ طور پر مروج ہے۔ کیونکہ مراکو میں جان کی پروا کم کی جاتی ہے۔

باب (۱۲) دوازدہم

اہل رچک مراکش میں ملازمت کرنا

دیگر ممالک مغربی کی طرح مراکو ایسے لوگوں کا مروجہ مضر رہا ہے جو طالب نام خوشہنر
اور جاننازی کو کمیل خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حالات جو ان کو مراکو میں پیش
آئے کافی دلچسپ ہیں کہ کوئی شاعر یا فاضل نویس ان پر دماغ سوزی اور قلم فرسائی
کرے۔ تاہم اس موقع پر ہم ایک سرسری طور پر ذکر کریں گے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عدالت مراکے حکم نافذ ہوا کہ تیرہ مجرموں کو دو دو ہزار کوڑے لگا دیے
بارہ سو تک نوبت پہنچی تو سبے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر ایک ڈاکٹر نے ان کے ہاتھوں میں
زخم کر کے تک و غیرہ بھر دیا۔ اور ادھر بھیڑ کے کپے چیرے سے ددخت کروا دیا۔ جب یہ چہرہ
خفک ہو پاتا ہے تو سکڑ جاتا ہے اور بعد ازاں جب ہاتھ کھولا جاتا ہے تو بالکل مکمل ایک
گیند کی صورت کا بن جاتا ہے۔ یہ سزا باغیوں یا فرار یوں کو دی جاتی ہے۔

زمانہ سلف میں ممالک مشرقی و مغربی میں کچھ ایسا امتیاز نہ تھا اور یورپ کے سپاہی مراکو کے جھنڈے کے نیچے خدمات کرتے رہے ہیں۔ پوپ (تختِ اعظم) چہارم نے ۱۲۱۲ء میں امیر مراکو کو عیسائی سپاہیوں کی سفارش کی تھی اور بعد ازاں ۱۲۱۵ء میں پوپ مذکور نے عمر اول المرتضیٰ کو ایک سفارشی خط تحریر کیا تھا جس میں ایک قسم کی ہتھکڑی تھی۔ گو کچھ نتیجہ برآں نہ ہوا۔ عیسائی پوپ کی مرضی سے مسلمانانِ مراکو کی ملازمت کرتے رہے۔ نکالنے چہارم نے ۱۲۱۵ء میں ان سپاہیوں کو جو مراکو کی خدمت میں تھے تحریر کیا تھا کہ مسلمانوں کے درمیان عیسائیوں کی ممانعت نہ ہو۔

اس امر کی تصدیق تحریری شہادت سے بھی ہوئی ہے کہ اس وقت کے عیسائی بادشاہوں کو اس بارہ میں کوئی بھی اعتراض نہیں تھا کہ ان کی رعایا اہلِ مراکو یا دیگر شاہانِ غیر مذہب کی ملازمت کریں۔ چنانچہ جان اول نے مشرقی مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے فاس میں اپنی فوج روانہ کی تھی۔

ابنِ خلدون لکھتا ہے کہ غیر ممالک کے سپاہی بھرتی کرنے کی یہ وجہ ہوئی کہ اہلِ باشندگانِ دشمن کے مقابلہ میں تاب مقاومت نہیں لاسکتے تھے۔ جملہ وجہ کے قول کے مطابق مراکو کی فوج میں مختلف مذاہب اقوام بھرتی تھیں۔ مثلاً عرب۔ ترک۔ اہلِ ہسپانیہ و یونان وغیرہ متری کہتا ہے کہ مراکو کی فوج کا بہت سا حصہ عیسائی اقوام میں سے بھرتی کیا جاتا تھا۔

جب ۱۲۱۵ء میں اول ہی اول عیسائی پادری اس ملک میں وارد ہوئے تو اس وقت ایک عیسائی شخص بھی پیدر و فوج مراکو کا جنرل تھا۔ ۱۲۳۲ء میں جب بنوِ جواد میں سویم الامون کی ملکہ تھی عیسائی فوج کی حمایت کی اپنے بیٹے ریشیہ کو مراکش کے تخت پر بٹھایا تھا۔ فرنینو سویم نے کاسٹیہ کی عیسائی سپاہی اس شرط پر الامون کو بیٹھے تھے کہ وہ قلعہ جو کاسٹیہ کی سرحد پر واقع ہیں وہ اسکے حوالہ کر دیتے جائیں۔ مراکش میں ایک گرجا تعمیر کیا جائے جس میں وہ عیسائی آزادی کے ساتھ عبادت کر سکیں اور بوقتِ عبادت کھٹہ بجانے کی انکو اجازت دی جائے نیز ان لوگوں کو مسلمان ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ ہذا اقیاس مسلمان بادشاہ عیسائی بادشاہوں کے ساتھ رابطہ اتحاد رکھتے تھے اور عیسائی شاہان سے کسی ایک بار ملک جنگ میں نی گئی ہے۔

بعد ازاں احمد و زمانہ سے جب اہلِ ہسپانیہ نے مسلمانوں کی اطاعت کا جو ارادہ

سے اُتار پھینکا تو رابطہ اتحاد وجود و فی الفہم کے لوگوں میں اتحاد قطع ہو گیا اور رفتہ رفتہ سخت نفرت اسکی جاگیر ہو گئی۔ پیر و ن کا بیان ہے کہ ۱۶۳۳ء میں دو ہزار عیسائی جو مسلمان ہو گئے تھے مراکو میں ملازمت کرتے تھے اور ایک وقت تھا کہ مراکو کے جھنڈے کے نیچے دو ہزار جنگی سپاہی اور پانچ ہزار سوار خدمت نگارین تھے اور یہ تمام لوگ ایسے تھے جنہوں نے عیسائی مذہب ترک کر کے دین اسلام اختیار کر لیا تھا۔

۱۶۳۵ء میں کپتان جون سمٹھ بطور والینٹر مراکو میں موجود تھا مگر وہ بعد میں ان کی مکاری و دغا بازی دیکھ کر متنفر ہو کر انگلستان چلا گیا۔

۱۶۳۷ء میں چارلس اول نے شاہ مراکو کو کمک دی تھی۔ گفروہ مراکو میں ملازم ہوا جسکو بارہ روپیہ تنخواہ اور میہ کے علاوہ رسید بھی ملتی تھی اور اسکو ایک تلوار اور ایک چوہنہ جو امیر مراکو کو ملک الزیر متحد نے بطور تحفہ دیا تھا عنایت ہوا تھا اور یہی اکثر افسر مراکو میں معقول تنخواہ پر ملازمت کرتے رہے اور ہر قسم کے کاریگر سلطان مراکو نے یورپ سے بلا کر اپنے ملک میں رکھے اور بڑی دریا دلی سے انکو واجب عطا کئے۔ اس سر صاف ظاہر ہے کہ اہالی یورپ کے واسطے زمانہ سلف میں مراکو بھی ایک کان زر کا حکم رکھتا تھا۔

سعدی محمد بن محمد کے عہد میں بھی بڑے بڑے کاریگر ملک یورپ سے طلب کئے گئے تھے اور کئی ہزار عیسائی مسلمان ہو گئے تھے اور فرانسیسی قاید کے مشورہ سے عدالت مراکو میں کچھ ترمیم و تہذیب کی گئی تھی۔ عہد سلطان محمد صوح میں ایک شخص عمر نام جو دراصل سکاٹلینڈ کا مشغہ سکاتلینڈ تھا۔ مراکو کی فوج میں ایک جہاز کا افسر تھا۔ تو اس نے مراکو میں فوٹوک آف پر پروا ایک شہر شخص گذرا جسکو فوٹوک مذکور لینڈ کا مٹوطن ایک مشرفین خاندان سے تھا اور ہسپانیہ میں ولندیزیوں کی طرف سے سفر تھا۔ لیکن اس نے ہسپانیہ میں ہی سکونت اختیار کر لی اور وہاں کبھی روسا میں شمار ہونے لگا۔ آخر الامر جبلت و غلابازی قید کیا گیا۔ لیکن چلیا دسے ہزار ہو کر انگلستان چلا گیا اور وہاں سے مراکو میں جا پہنچا۔ وہاں ملازمت اختیار کر لی اور رفتہ رفتہ عبد الشہ نجیم کا وزیر اور سپہ سالار ہوا۔ اس نے کئی مذہب تبدیل کئے

آخر میں مسلمان ہو گیا تھا بعد میں پھر عیسائی ہو گیا۔ ویسا فطرتی اور مکار شخص دنیا میں کم ہی نظر آیا ہوگا۔

یہ دلندہ شخص ایک عجیب قسم کا آدمی تھا۔ مراکو کی دولت اور جاہ بظاہر ایک لئیر وزیر اعظم کا مال سمجھا اس طرف روانہ ہوا مراکو کا بیچ کرنے میں اس کی

دو غرض تھیں ایک تو یہ کہ وہاں سے بڑی دولت ہاتھ آئے گی اور دوسری یہ کہ وہ اہل ہسپانیہ سے خوب انتقام لے سکیگا۔ اگرچہ دولت کی اسے ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ صاحب جاہ و ادب تھا اور روپیہ وہ ہر جگہ کما سکتا تھا خاص کر یہودی لوگوں سے وہ ذر کثیر حاصل کر سکتا تھا مشہور عبد القادر۔ قریر کی سفارش سے دربار مراکو میں پہنچا اور اس کی رسائی ہوئی اور عاقبت الامر اس کا رسوخ بڑی ترقی کر گیا۔ اس میں یہ ایک خدا داد طاقت تھی کہ لوگوں کو فوراً دوست بنا لیتا تھا۔ چنانچہ وہیں آدمی اس کے ایسے صادق دوست بن گئے تھے کہ اس کے لئے جان دینے کو تیار تھے۔ یہ ہیں آدمی۔ انگریز۔ ولن بڑا اور فرانسیسی تھے اس مکار دلندہ نے آخر کار سلطان کو تخت سے اتار دیا۔

اگرچہ روبرو ابھار ضد و حتی الفاصل سخت لاجار تھا مگر اس نے کیونکہ و عمر آن برفو جکشی کی جو شخص تعمیل حکام میں تسلیم کرتا وہ اسے موت کی سزا دیتا۔ اور اگر کوئی لشکر اہل وطن سے بد سلوکی کرتا تو پچاسی چڑھا دیا جاتا۔ ہر پردہ تمام مقامات کا دورہ کرتا تھا۔ اس کو اٹھا کر گھوڑے کی پیٹھ پر بٹھا دیتے تھے اور اوپر اُدھر لے پھرتے تھے۔ نیز اس نے یہودیوں کے ساتھ ملکر بیویاں میں بہت سناٹے کئے۔ کمال لیکن اپنا تمام رویہ یا انگلستان بھیجتا تھا یا بالینڈ میں۔ اپنے پاس نہیں رکھتا تھا۔

آخر کار رعایا نے تنگ آکر ہر دو سلطان عبداللہ اور وزیر سے حکومت چھین لی۔ بعد میں وزیر نے کچھ مقابلہ کئے مسلمان کی فوج کو کیا مگر صلح کرنی پڑی۔ روبرو ابن الوقت تو تھا ہی جب تمام جیل سے ہاتھ دھو بیٹھا تو پھر ایک نیا مذہب جس میں یہودی مسلمان۔ عیسائی شامل کرنے کا ہتھکڑا قائم کیا۔ الغرض جس مذہب میں سخت جوار ہو گیا مرض الموت میں اس نے کٹاس کو ایک پاوری بلوایا اور اس کے ہاتھ پر توبہ کی۔ گویا مارتے

وقت وہ عیسائی تھا۔

اس انگریزی صدی میں بھی اگرچہ اہل یورپ مراکو میں ملازمت کرتے رہے ہیں۔ مگر ایسے لوگوں کی تعداد جنہوں نے عیسائی مذہب ترک کر کے دین اسلام اختیار کیا ہو کم ہوتی گئی ہے اور اب تو بہت ہی کم تعداد ایسے اشخاص کی ہے پیشتر مراکو میں اہل یورپ بڑی بڑے جلیل القدر جہتوں پر فائز رہے ہیں۔ تھوڈی عرصہ کا ذکر ہے کہ قواعد آموز سکالینڈ کے بچنے والا تھا اور ایک جبل الطارق کا باشندہ انجینئر تھا اور عہدہ اسکا قائم تھا۔ اور دیر تک ایک برمن میان انجینئر رہا ہے۔ علاوہ انہیں جہازوں پر بھی غیر مالک کے باشندہ ملاحی کا کام کرتے رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ مراکو کی وہ قبائلی ون گنڈے تھے ہیں۔ اب اگر کوئی امر قابل ذکر ہو سکتا ہے تو یہ ہے کہ ملازمین کی تنخواہیں بقایہ میں پرٹی ہیں اور خفیہ قسم کی مداخلت ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں۔

باب اسپر و ہم قرسانان اصلیه

وہ کون شخص ہے جس کے کان قرسانان اصلیه کے نام سے آشنا نہیں تمام ایسے اشخاص کم ہیں جو اس امر سے واقف ہوں کہ ان کی اصلیت کیا تھی۔ گو اس گروہ کے متعلق عجیب عجیب قصہ بیان کئے جاتے ہیں اور ان کے ہم فخر سے لئے جاتے ہیں۔ مگر دراصل ایک گروہ وفاقان تھا۔

تین صدی گزشتہ تک اور اشناؤ آخری صدی میں بھی قرسانان کا گروہ سوداگروں کے واسطے نہایت خوفناک رہا ہے۔ سترھویں اٹھارھویں صدی میں یورپ کے ہر مقام و شہر سے آمدہ لوگوں کو قید کر کے بیجا تھار اور بربر میں لے جا کر طوق غلامی انکو پہنا دیا۔ نئے جو لوگ اس گروہ کے پنجہ سے بچ کر واپس آئے تھے وہ گرفتار شدگان کی داستان عجیب درد انگیز طور پر بیان کرتے تھے۔

لے انکو بڑی لفظ کا اہر یعنی بحری قزاق عربی لفظ قرسانان سے مشتق ہو چکے معنی تاخت کنندہ جہازگو ہیں مراکو میں ایسے جہاز کو غازی ہی کہتے ہیں۔

بعض مورخین کا خیال ہے کہ چونکہ مسلمان ہسپانیہ سے اخراج کئے گئے تھے۔ اس واسطے انہوں نے انتقام کی عرض سے قورسانی اختیار کی۔ لاکن یہ خیال بایہ ثبوت کو انہیں پہنچتا کیونکہ انہوں نے ہسپانیہ سے عرصہ ہونے پر بیشتر مسند رکھنے والے گاہک ڈالے تھے۔ طرفہ بات یہ مقام پر ذکر کرنے کے قابل یہ ہے کہ اس زمانہ میں قورسانی اور بحری جنگ میں نہ ہی مسلمانوں میں اور نہ ہی اہل یورپ کے نزدیک کوئی ایسا امتیاز تھا۔ اس وقت قورسانی اور بحری قزاقی، ایک ہر خیال کیا جاتا تھا۔ بحیرہ قلم کے رہندہ میں بحری قزاقوں کے جہاز موجود ہوتے تھے۔ اور یہ لوگ اپنی اراض کو بندہ تھے۔ اگر ان کو غایہ نظر آتا تو لیجئے طور پر قورسانی کرتے تھے یا کسی سلطنت کی طرف سے تو اسکا نتیجہ ہوتا تھا کہ کبھی قزاق کی بہادری کی تعریف ہو رہی ہے اور کبھی وہ بندرگاہ میں بعلت قزاقی پھانسیوں پر چڑھاؤ ہوئے نظر آتے ہیں۔ خیر جو کچھ بھی مسلمانوں کے برخلاف بحری قزاقی کے متعلق کہا جاسکتا ہے وہی اس وقت کی ہر طاقت یورپ کے برخلاف بھی کہا جاسکتا ہے۔ اس امر میں شائبہ شبہی نہیں ہے کہ مسلمانوں نے یہ بحری قزاقی فی الحقیقت اہل یورپ کے سیکھی گوبعد میں اس پیشہ کو مقدم الذکر نے اس کمال تک پہنچا یا کہ آخر الذکر سے نہ صرف ہمتیار ہی بلکہ جہازوں پر جہاز چھین لئے۔

بعض قیدی اس قسم کے جہاز میں افسر مقرر کئے جاتے تھے اگرچہ ایسا تفریق قیدیوں کے خلاف مرضی ہوتا تھا۔ چنانچہ جو ہن ڈنٹن کے ساتھ بھی ہوا۔ جو ۱۸۳۲ء میں انگریزی بریٹے میں جہاد علیہ پر ملک کی غرض سے روانہ ہوا تھا شامل تھا۔

بقول کپتان جوہن سمٹھ بحری قزاقی مسلمانوں نے انگریزی قزاقوں سے سیکھی ہے وہ کہتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے جہاز بہت سال غنیمت روز بروز لاتے تھے۔ اور چونکہ انگلستان کے تمام باشندہ ان سے نفرت کرنے لگے تو قیس اول کے عہد میں یہ قزاق لوگ بدمعاش جیسے اور وہ ان کے بڑے بڑے بندروں میں پیٹھ قزاقی کو پلاتے رہے۔

سولہویں صدی میں جب مسلمان علم جہاز رانی بہت کم جانتے تھے تو وہ شخصوں نے یہاں یہ کام شروع کیا ان میں سے ایک کا نام وارڈ تھا جو باشندہ انگلستان تھا۔

دوسرے کا نام ڈنس کرتھا جو دراصل ولندیزی تھا یہ دو شخص اور ایک ووا اور شخص جہاز رانی کی تعلیم دیتے تھے جس کی مسلمان ایسے زبردست اور طاقتور ہو گئے کہ سب کا انہوں نے اس میں بچاؤ کیا دیا اور انہوں نے دو دو رنگتوں انگلستان کو رنگت بیرون تک پہنچے۔
ختم شد

سمتہ کے قول پر اعتراض کرنے کی کوئی وجہ تو نہیں ہے مگر کم از کم انا حاضر و ناظر ہوں کہ آپ کو علم تو ایسے سے نہیں ہے کہ کیونکہ مسلمانوں کو فن جہاز رانی سیکھنے کا موقع اس سے پہلے حاصل ہو چکا تھا اور پھر کہ قلم کے لحاظ سے وہ اس فن میں کافی دسترس حاصل کر چکے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت میں مسلمانان افریقہ اہل یورپ بہت خوف زدہ تھے۔ کیونکہ وہ نامیسیا میں بولٹا^۸ میں ہوا۔ ایک یہ شرط قرار پائی تھی کہ اگر کوئی پتیا کا باشندہ مسلمانوں کے جہاز پر حملہ کرے گا تو اسے مجرم کو اہل بیابا ہی سزا دینے کی قسم کے صلح نامے اہل جنوا و اہل جبار کا سے ہو چکے تھے۔ اس امر میں شک کرنے کی گنجائش نہیں ہے کہ مسلمانان افریقہ نے بحری قزاقی کیفیت میں بہت کچھ کر دکھایا ہے لیکن تیرھویں صدی میں جب ان کی حکومت ہسپانیہ میں بڑی عروج پر تھی۔ دیگر حکاک کے واسطے وہ نہایت خوفناک ہو گئے تھے۔ اور جہازوں کی دنیان سے سخت ترسان ہوا سان نظراتی تھی۔ اہل میں انبائی جبل طارق سے گذرنے کو لئے کثیر العدد جہازوں کی ضرورت تھی اور بعد میں جب ایسے جہازوں کی ضرورت نہ رہی تو پھر یہ اس کام آتے تھے کہ جو جہاز بنائی میں ہو موافق نہ چلنے کی وجہ سے وہ جگہ تھوڑی کی رہنمائی کریں کیونکہ یہ لوگ رستہ سے لڑھی طرح واقف تھے۔ آخر کاریوں ہونے لگا کہ ایسے خارجی جہاز دور دور تک نکل جاتے تھے اور دوسری اقوام کے سوداگروں کے جہاز گرفتار کر لاتے تھے۔

علاوہ انہیں اس امر کا تحریری ثبوت موجود ہے کہ ہوقت کے مسلمانان افریقہ اپنے ہم مذہب بھائیوں یعنی مسلمانان ہسپانیہ کو بھی لوٹ لیتے تھے مگر اس قزاقی سے اگر کسی کو زیادہ نقصان پہنچا تو وہ اہل یورپ ہی تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو باعیم اہل یورپ صلح ہوئے اور دوسرے یہ کہ تجارت ان ہی لوگوں کی زیادہ تر تھی لیکن ان

بڑے بڑے جہاز ہوتے تھے جنکو انگریزی میں ٹیبلے کہتے ہیں۔ سو اہلین صدی میں ترکوں کے زیرِ بریں جاگزیں ہونے کی وجہ سے یہ بحرِ قزاقی کچھ موقوف ہو گئی تھی مگر ترکوں کو صرف اتنی ہی خدمت دی گئی کہ وہ صرف مراکو کی دیواروں ہی کو ہاتھ لگا سکے۔ ۱۶۷۱ء میں اہلِ جنوا نے اہلِ فرانس کے پاس اس بحری قزاقی کی فریاد کی تھی مگر اس قزاقی کا زور بعد میں سترھویں صدی میں ہوا۔ اس کا باعث یہ بھی تو تھا ہی کہ ہسپانیہ قوموں کی رقابتِ بحرِ اٹلانٹک کے تمام بندرِ مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے تھے مگر مزید برآں یہ ہوا کہ ہسپانیہ کے بادشاہ فلپ سوم نے نولاکھ مسلمانوں کو ۱۶۷۱ء میں ملک سے بدر کر دیا تھا۔ منجملہ انکے جو لوگ آصفیہ میں فرار ہو کر پہنچے وہی وہاں کے مالک بن بیٹھے اور اہلِ ہسپانیہ کے جہازوں کی بالخصوص لوٹ مار کرنے لگے۔

مسلمانوں کی بحری طاقت کے متعلق اکثر مورخوں نے وقتاً فوقتاً تحریر کیا ہے مگر ان کی اصلی طاقت کا درست تخمینہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ یصفیہ روضۃ آخر کا واس ۱۶۷۱ء میں لکھتا ہے کہ جہازوں کے چار سو جہاز مختلف بندر گاہوں میں تیار پڑے ہوئے تھے۔

یہ جہاز کبلی قسم کے ہوں گے جن کو یونیون سے چلاتے ہیں اس کا طول بیس گز ہے ساٹھ گز تک ہوتا ہے اور عرض تین سے سات گز تک۔ بربر و غیرہ میں چھوٹے چھوٹے جہاز تھے جن کا ایک سٹول تھا۔

پندرہ (جہاز کی ایک قسم)

اس قسم کے جہاز میں وہ قلعہ نما راسِ الجہاز نہیں ہوتا اور برج بھی شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں اس قسم کے ہر ایک جہاز پر دو عیسائی غلام ہوتے تھے جو اسکو چلاتے تھے۔ اور عام سودا گروں کے جہازوں کے واسطے سخت خوفناک ہوتا تھا کیونکہ سودا گری کے جہاز کی ساری کاسٹات یہ ہوتی تھی کہ چند ملاح جو اسکو چلانے کے لئے کافی ہوں اور باقی سارے و سامان لدا ہوا ہوتا تھا۔ نیز سودا گروں کے جہاز ہمیشہ محتاجِ بادِ شرط

تھے۔ چنانچہ ہم شاہِ فرانس نے ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کو عیسائی ہولے کی شرط پر اپنے ملک میں سکونت کی اجازت دی۔ جنہوں نے اس شرط کو نا منظور کیا وہ آصفیہ قسطنطنیہ دیوڑ میں جا بیٹھے۔

ہوتے تھے اور جہاز از قسم گیل آجکل کے جہازوں کی مانند ہی ہوا کی ضرورت نہ رکھتے تھے۔
 علاوہ ان جہاز گیلی کے سبکی سپاہی نیزوں اور نیزوں سے اچھی طرح مسلح ہونے تھے۔
 قبل انہیں ہتھیار اور لیوانٹ کے مسلمانوں کے قبضہ میں بحاری بھاری بیڑے تھے۔
 اور ان کا ڈنکا بحری دنیا میں خوب بختارہ بعد از ان مسلمانوں کو بھی پہنچا تھا۔
 جگہ گورنر نے بندر ترکا فتح کیا اور مسلمانوں کے بچپس جہاز جلائیے۔ آری نے
 دریائے املیہ میں سترہ جہاز دیکھے تھے اور میں بعد میں داخل ہوئے۔ بیان کئے گئے تھے
 اس زمانہ میں یہ بیڑا نہایت زبردست اور خوفناک تھا۔ اگر لحاظ موجودہ زمانہ کی بحری
 طاقت کے اسکی زیادہ تر وقعت نہیں ہو سکتی بقول مسلمانوں مسلمانوں میں کوئی
 بارہ جہاز ناقص قسم کے تھے۔ اگر مگر زری جہاز انیس کے کپتان کے بیان کے بموجب ایک
 صدی ہفتہ تک ایک قسم کے جہاز بنتے رہے ہیں۔ ڈان کہتا ہے کہ اہل مراکو کیلئے قسم
 کے جہاز کم استعمال کرتے تھے وہ زیادہ دیگر قسم کے جہاز جلائے ہوئے تعداد میں تقریباً
 تیس تھے۔

محمد ہفتم کے تیس جہاز قورسان تھے جن میں گیارہ فرقہ تھے۔ ہر فرقہ میں تین سو تیس
 آدمی اور پینتالیس توپ ہوتی تھیں۔ انصاری کہتا ہے کہ بادشاہ کے تیس فرقہ اور دو
 مستول والے اور ساٹھ چھوٹے جہاز تھے لیکن یہ بیان مبالغہ آمیز معلوم ہوتا ہے۔
 مسلمانوں میں جینیئر لکھتا ہے کہ مراکو بحری طاقت چھوٹا تھا فرقہ تھی اس قسم کے
 جہاز وہ لمبہ و تنگ خاص کی تحریک میں روانہ کئے جاتے تھے جن کے واپس آنے کی امید
 ہو سکتی تھی۔

اسی زمانہ کے قریب لینیری تحریک کرتا ہے کہ مراکو کی بحری طاقت میں پندرہ چھوٹے
 فرقہ چند بھکی اور بیس سے تیس تیس تک بڑے بڑے کچلے جہاز تھے اس میں تقریباً
 چھ سو آدمی ہوتے تھے اور یہ سب ایک خاص بحری افسر کے ماتحت ہوتے ہوئے ایک کشتی
 سال بعد کی رپورٹ ہے کہ دس فرقہ تھے۔ چار چھوٹے بھرے۔ اور بیس تیس دیگر
 قسم کے جہاز تھے لیکن ملا حین کی تعداد میں کچھ تفاوت بیان نہیں کیا گیا۔

انیسویں صدی اوائل یعنی مسلمانوں میں بقول یفا چار فرقہ۔ ایک بھرہ اور ایک
 اور جہاز تھے ان کے بیانات بھی متفاوت چلے آئے ہیں لیکن چون جہاز تعداد میں

کم ہوتے تھے جن میں بڑھتے گئے گویا جو کی تعداد میں واقع ہوئی اسکو جہاز دن کا حکم
برٹا ہا کر پورا کیا گیا۔

بابت دوا دھاتھرا کو کی بحری طاقت روز بروز کم ہوتی چلی گئی تھی کہ شہر میں وہ بڑا
جس سے سارا یورپ مارو ڈر کے کانپتا تھا اس میں صرف چار جہاز باقی رہ گئے تھے
جو صرف وادی لائوس میں جھکولے کھاتے پھرتے تھے۔

اہل مرا کو اپنی بحری طاقت کی کمی کو بذریعہ تہذیب پورا کرتے تھے جہاں مولوی ہمیل نے
۱۸۸۹ء میں جبکہ انگریزوں نے طغیہ پرنگیزوں کے حوالہ دیا کہ پاکستان کلونڈسٹلے شادل کو
ادو بعد میں سر کلونڈسٹلے شادل کے نام سے مشہور ہوا) لکھا :-

ہم بھی اپنے جہاز اگر تھپسہ جہازوں سے بڑی نہ بنوا دی تو ان کے برابر بنائیں گے
اور تھپاری چند جہاز اور کیتان گرفتار کر کے ہم انگریزوں میں تھپاری تلاش میں
گشت کریں گے جیسا کہ تم آجکل کر رہے ہو جو قیدی تم نے گرفتار کر لئے ہیں تھپارا اعتیاد
ہے جو سلوک یا ہونم ان سے کرو۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے خودہ انکو سمندر میں غرق کر دو
یا کسی اور طریقہ سے ان کو صفحہ ہستی سے نابود کر دو۔

دوسرے سال ہی کیتان قلب جیکو اہل مرا کو نے قید کر لیا تھا اور بچہ کسی نہ کسی
طریقے سے اس طرح بھاگ آیا تھا لکھتا ہے کہ مرا کو کا کوئی بھی جہاز دس توپ کے جہاز کے
ساتھ لڑائی نہیں کر سکتا۔ دراصل مرا کو والوں کی اس قدر طاقت تو نہیں ہے جو قدر وہ ظاہر
میں دکھاتے ہیں جہان کے نزدیک بدبو تھے ہی شور برپا کرتے ہیں کہ ہتھیار ڈال دو ورنہ
پہنچتاؤ گے۔ اس طریق سے بیچارہ سوداگروں کے جہازوں پر اپنا رعب طاری کر دیتے ہیں
اکثر تو وہ جہازوں پر بمطایفہ اطمینان قبضہ کر لیتے ہیں مگر جب کبھی لڑائی بھی ہو گئی ہے تو
بزدلی کا الزام ان پر بھی عاید نہیں ہوا۔ ان کی کامیابی کی زیادہ تر وجہ یہ ہوئی ہے
کہ سوداگری کے اکثر جہاز کوئی اپنے بچاؤ کی صورت نہیں دیکھتے تھے سوا ایک تو
ان کی بے بسی کی حالت اور دوسرے اہل مرا کو کا خوف جو دنیا میں سائبر تھا مرا کو والوں
کو نہایت مفید پڑا۔ فرانس۔ آئینڈ۔ انگلستان اور ہسپانیہ نے اہل مرا کو کے برخلاف
اپنے اپنے بیڑے وقتاً فوقتاً روانہ کئے تاکہ کوئی مفید نتیجہ مترتب نہ ہو بلکہ وہ غصہ
میں آکر زیادہ تر دست درازیاں کرنے لگو۔

ماہ اپریل دسویں زادہ ترلوٹ مارکیجانی تھی اور خاندان نگر کی کامیویم ستمبر میں ختم ہو جانا
بمقامیوں تو سال بھر خدمت کامل آتا ہی رہتا تھا۔ پہلے تو اس طرح ہوتا تھا کہ کل اسباب
وغیرہ بیوم ہو کر زرفروفت ماحول میں تقیم ہو جاتا تھا مگر بعد میں مولائی سمیع نے کہا کہ
تمام مال غنیمت میں اسوان حصہ ہر کاری ہونا چاہیے۔

مراکو میں کرانچ کے چاہیوں۔ نو مسلمان اور قیدیوں کی بے شمار تعداد
خارجی امداد ہمیشہ موجود پائی جاتی تھی جس سے غالب گمان یہ پیدا ہوتا تھا کہ ان کو اس
فن چہار زانی میں خوب کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ چنانچہ جب سترھویں صدی کے آغاز
میں اہل ہسپانیہ نے بندر جہدیہ کو فتح کیا۔ اس وقت یہ مقام تمام خارج شدہ انگریزوں
خزانہ سیسوں۔ دن۔ یژون کا مقر بنا ہوا تھا البتہ اٹلی وغیرہ کے لوگ کم نظر آتے تھے۔
اقول میرٹون دسویں صدی میں مسلمانوں کے سلاطین مراکو کی طاقت کا بھاری جزو ہوتے تھے
اور چہار زون کے بہتم تھے۔

اس وقت اکثر یورپین نے کہا ہے کہ یورپ کے مصر۔ زسوداگر بھی غلاموں
شوکاران یورپ کی مشاک کے یو پار میں محدود تر تھے۔ یو اگر ان بالعموم مالک یورپ سمی
مراکو کی فراوان بحری کشتی واسطے اختیار وغیرہ لاتے تھے اور معاوضہ نقد قیمت نہیں۔
بلکہ غلامان یورپین لیتے تھے جن کی آزادی حاصل کرنے کے لئے دور دور سے
روپیہ جمع کیا گیا تھا۔

بہت بنا دمر اکو اہل پرنگال ہو ہسپانیہ کے بعد میں تھے اور یورپ کی
اصلیہ کی حکومت جہوی میں ان کا ایک بھاری قلعہ تھا۔ حکمران خاندان کی حکومت قائم
ہونے سے پیشتر اصلہ میں کچھ عرصہ تک سخت بدظنی و بے امنی رہی اور اس بل جیل کے زمانہ
میں سلا میں سترھویں صدی کے وسط میں خود مختاری سی ہو گئی اور کوسستانی بربری
اقوام کی مانند جمہوری حکومت قائم ہو گئی۔ محمد ہسپانیہ ای ان اقوام میں سے تھے جاتے
تھے اگرچہ ہسپانیہ کے پناہ گزین افسر کے ماتحت ان کی تعلیم و تربیت ہوتی تھی۔
بعض اوقات حسب ضرورت سلاطین اپنی تحریر کردہ دستاویزات منسوخ کر

لے لے کر اٹلی مرل و امیر البحر وان کینٹ کے خط مورخ ۱۶۶۷ء بنام رئیس جنرل میں لکھا ہے کہ
ایک لوائی قریب لاکھ سترہ اکان سے ہوئی اور دو چار نو مسلمان کے زیر حکم تھے۔

دیتے تھے لیکن مولائو زیدان نے اسپرہی اکتفا نہیں کیا بلکہ چارلس اول شاہ انگلستان سے ان بھری قزاقان کی گزشتہ کی واسطے مدد مانگی تھی۔ مگر امر قابل انتفاع ہے کہ ان کے مفاد پر کرنے سے سلطان کی عرض نہ تھی کہ بھری قزاقی کا قلعہ فتح کر کے بلکہ اسکا معاہدہ کیا یہ قزاقی عین اس کے زیر فرمان ہے اور اسکا فائدہ براہ راست اسکو پہنچے۔ چنانچہ اسکی تکمیل اسکے جانشینوں نے کی۔ اول اول غنیمت کے مال سلطان دشوان حصہ لیتے تھے۔ بعد میں پانچواں لینے لگے۔ رفتہ رفتہ اس سرے کے دست و داریوں اور حملوں کی ذمہ داری سلطان کے سر پر ہو گئی اور قیدیوں کی فلسفی کے متعلق بھی سلطان سے تصفیہ ہوتا تھا۔ مراکو کی قزاقی کا زوال ۱۵۷۷ء سے شروع ہوا۔ لکھنؤ نے ۱۵۷۷ء میں مراکو میں لکھنؤ کو بھیجا تھا کہ ہمارے دونوں جہاز مدد ہر جا نہ واپس کر دو۔ چنانچہ جہاز بھی واپس کئے گئے اور ہر جا نہ بھی اذ کیا گیا۔ اس سے مراکو کی قزاقی کو بھاری صدمہ پہنچا۔

۱۵۹۹ء تاہم بعد میں اہل مراکو نے بندر گاہ کی دکان سے بند کر دیا۔ مولائی سلیمان دوم نے خیال کیا کہ اب بھری قزاقی کے دن نہیں رہے۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ باشندگان یورپ اتر قبیلہ کے ساتھ مولیشی وغلہ کا براہریو یار کر رہے ہیں تو اس نے اپنے جہازوں کو حکم دیا کہ جو کبھی جہاز اس ساحل پر نظر آئے گرفتار کر لو اور ۱۵۷۷ء میں پہاڑوں کی طرف فوج بھیجی اور سلطان نے خود بنفس نفیس اقوام کی سرادہی کی غرض کو چ کیا۔ اس امر کا یقین کرنا نہایت دشوار ہے کہ کس نے اس میں یہ قزاقی نہ بھرت بالکل بند ہو گئی۔ اب چونکہ تقریباً ۱۵۷۷ء میں دہانی جہاز ایجاد ہو چکے تھے اس واسطے عورت ہی میں تھی کہ اس پیشہ کو خود بخود ہی ترک کر دیا جائے۔ لیکن پھر بھی قزاقی کا استیصال بہولت نہیں ہوا۔ انامری تحریر کرتا ہے کہ ۱۵۷۷ء میں جہاز کے جہاز گرفتار کر لئے گئے تھے تو یہ بات کوئی اتفاقیہ طور پر واقع نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ کام عمدہ وادارہ کیا گیا تھا کیونکہ اس مولائو عبدالرحمن کا یہ منشا تھا کہ کس طرح بھری جہاز شروع کیا جائے۔ اور اس غرض کے واسطے مولائی سلیمان نے خاص جہازوں کا بیڑا تیار کیا تھا۔ اور خاص جہاز بنوائے تھے۔ یہ جہاز زیر حکم حاجی عبدالرحمن برغاش اور حاجی عبدالرحمن برنال تھے جنہوں نے اس بیڑے کے جہاز پر کرائے

جس پر بعد میں یعنی ۱۸۲۹ء میں تارکی پر بیفایدہ گولہ باری ہوئی۔ اگرچہ اس واقعہ سے پیشہ فزاتی کا خاتمہ ہو گیا لیکن اسی سال دو انگریزی جہاز گرفتار ہوئے۔ اور بحول ہر آٹھ روزہ اہل مراکو کے جنگی بحری بیڈین آئندہ دھرم پیر پیچو کہ کوئی ہمہ گیر دہمرو کا بدقسمت جہاز کہیں لمبا چوڑا سکوٹسکار کریں۔ اس بحری فزاتی کے زمانہ کو ابھی کچھ زیادہ نہیں گزرا۔ لیکن یہ بات آجکل اسطرح معلوم ہوتی ہے کہ گویا صدیوں کی بات ہے۔ دراصل مراکو کے اصلی باشندہ جو بھی کامقہ آگاہ نہیں ہیں وہ بھی صرف اسقدر جانتے ہیں کہ ایک وقت ان کے آبا و اجداد اس فن میں غایت درجہ کے ماہر تھے اور ساری عیسائی دنیا ملکہ بھی ان کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتی تھی اور کام ان کے باجگذا رہتو۔ جب کہ دو بریل سلطانہ میں شہر لی کو جا رہا تھا تو اس نے مراکو کی جہاز مضبوط کر فٹا کر لیا۔ اور طبع کار سے لہا۔ آخر الامر جو کچھ امریکہ والوں کا گیا تھا واپس لے لیا۔

بعد ازاں فزاتی دراصل بہت ہی محدود ہو گئی۔ ۱۵۴۸ء میں دو انگریزی جہاز گرفتار ہوئے تو سر چارلس پیٹرکواس، واقعہ کی شکایت کرنے کی غرض سے مراکو میں بھیجا گیا گو اس سفارت کا نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ ۱۵۶۸ء میں پرتگیا کے پرنس الہرٹ کو بھی ایسی ہی عرض کے واسطے روانہ کیا گیا تھا۔

مسٹر ڈرمٹھ کی راتوں میں اسکی تقریر کا جو اس نے ۱۵۷۵ء میں برسر موقعہ کی محفل بہت اثر ہوا۔ اسوقت کا ذکر ہے جب گورنمنٹ مراکو نے اہل ریف کی ذمہ داری جنہوں نے فرانسیسی جہاز لوٹ لیا تھا اپنے اوپر لیکر سات ہزار ڈالر مرمانہ بھر دیا۔ بعد میں جنگ ہسپانیہ شروع ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ تک آرام رہا۔ ابھی ۱۵۸۵ء میں ایک ہسپانیہ کے جہاز پر حملہ ہوا تھا اور پھر کئی ایک واقعہ متواتر پیش آئے۔ جس کے باعث ایک تعزیری جہم ۱۵۹۹ء میں اختیار کی گئی ج کا ناموز خاتمہ نہیں ہوا۔

یہ امر ملحوظ ہے کہ اسقدر جہاز جو مراکو کی ساحل پر گرفتار ہو کر کئی قسم کی تجارت ناجائز [معو بیتیں برداشت کرتے ہو تو اسکی اصلی وجہ ان کی تجارت ناجائز تھی۔

۱۶۱۵ء میں الزیدان لکھتا ہے کہ چونکہ الریف عیسائی لوگ مباحثہ ناجائز بکثرت کرتے ہوئے سلطان نے عبور ہو کر غیر مالک کے تمام جہازوں کی گرفتاری کا حکم صادر کیا۔ اب بھی ساحل مراکو پر بیچارے شامکے جہاز لوٹے جاتے ہیں اور اکثر بری قوام

کا ای لوٹ مار بگڑا رہا ہے اور وہ اسے کچھ محبوب بھی نہیں خیال کرتے اور اسکا انسداد
موجودہ حالات کے رد میں بہت مشکل ہے۔

برصغیر میں لوگ مار پی کی طاقتوں کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے ان کے نزدیک تو
ان کا اپنا سلطان بھی صرف نام کا ہی سلطان ہے سلطان بھی فرداً فرداً تو ہر ایک قوم
کی سرکوبی کر سکتا ہے مگر یہ اسکی طاقت نہیں ہے کہ کسی علاقہ کی تمام اقوام پر حملہ کرے
اول تو ناسفدہ روج ہے اور نہ ہی فوج کے واسطے قیاسگاہ ہیں سرستہ سخت پہلو
ہے اور اسے موقع پر برصغیر کی تمام سب کچھ جلا کر خاک سیاہ کر دیں ہیں اور سلطان
بھگت کو ہلے درجہ کی دقت و مصیبت پیش آتی ہے۔

یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ کل طاقتیں مگر اس بحری قزاقی کا انسداد کریں یعنی ایک
جہاز وہاں مقرر کیا جائے جو بطور بدق کے کام کرے لیکن یہ تجویز بھی زیادہ تر کارگر نہیں
ہو سکتی وہاں کے باشندے موقع پر مار لوٹ مار کرتے رہیں گے اور اسکا قطعی انسداد
حال ہو گا کیونکہ ساحل پر قلاع وغیرہ بھی تو نہیں ہیں۔ بان ایک یہ صورت ہے کہ اللہ
لے لیا جائے مگر ابھی ایسی کارروائی کا وقت نہیں پہنچا ہے شہر میں ایک انگریزی
افسر نے یہ رائے دی تھی کہ برصغیر کی تمام کشتیاں کو اس کے واسطے کوئی ڈبی
افسر مقرر کرنا چاہیے کیونکہ وہاں کے افسر اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ ان لوگوں
کس طرح سلوک کرنا چاہیے وغیرہ میں انشام موجودہ حالات میں شکل نظر آتا ہے۔ روس
فرانس و ہسپانیہ و اطالیہ جو ملک نے بحیرہ کے فرداً فرداً ملک ہونیکے مدعی ہیں ایک
وہ سرے کو نہیں دیکھ سکتے کہ کوئی وہاں کی حکومت میں بحال لے سوجب تک یہ رقابت
چلی جائے گی ہے خاطر خواہ اختتام ہونا دشوار ہے۔

جو کہ کان نیم پاک دارند ویم :- رو و در میان گو سفندے سلیم
اودہ کیجئے یہ حالت کب تک ہے۔

مرا کوئی موجودہ حالت اس قدر زری ہو گئی ہے کہ اب اس امر کا سراغ لگانا کہ آیا
یہی مرا کو دہل مرا کو ہیں جن سے تھوڑی مدت پیشتر ساہیو پ خوف کھانا تھا۔
تہایت مشکل ہے۔ جو کہ مرا کو کی متبدل حالت دیگر طاقتوں کی نظر میں کچھ وقعت
نہیں رکھتی اس واسطے یہ کہی کہ کوئی لوٹ مار کا واقعہ مرزد ہو جاتا ہے تو اہل یوپی

باہمی رقابت کی وجہ سے اسکی چندان پروا نہیں کرتے اور تھوڑے بہت معاوضہ پر
کھینچا کر لیتے ہیں۔

باقی بشرقی ملک کی مانند اہل مراکو میں بات کی قدر کرتے ہیں وہ صرف یہ سمجھ کر وہ
چاہتے ہیں کہ ان کا کلان ایک جابر اور ماحول حاکم ہو۔

فی الحقیقت تو اہل مراکو کی کوئی ایسی زبردست طاقت نہ تھی مگر ان کی ظاہری
جرات اور ان کے مخالفین کی ان کی اصلی حالت کو عدم واقفیت نے مغربی ملک
کے واسطے ان کو نہایت خوفناک بنا رکھا تھا مگر جو سلوک اہل مراکو یورپ والوں کو کرتے
تھے وہ پرستہ درجہ کا نامناسب اور عجوب تھا۔ جو لوگ قسمت کے ماری لگے سو اہل مراکو پر چاہو پھو
تھے ان کی ایسی گت بنتی تھی کہ ناگفتہ بہ اور جو لوگ غلام بنا کر جاتے تھے ان پر طعنه
کی تخفیانہ اور ظلم ہوتے تھے۔ جو بہی بھری قزاقی موقوف ہو گئی تو اہل مراکو کو اپنی کمزوری
تسلیم کرنی پڑی اور اہل یورپ کی حالت کو مرقی ہو فی شریع ہوئی۔ حتیٰ کہ ان کی
معصیت زدہ حالت یہاں تک مسخر گئی کہ اہل مراکو کے ریشہ کار بلکہ حسد کا باعث ہو گئی۔
اہل یورپ کے ہول کے فائدہ آخر کار ایسے ہی ثابت ہوئے ہیں۔

باب چہارم عیسائی غلام

اہل اسلام میں یہ بیانا دستور مدت سوراٹ چلا آتا تھا کہ جنگی قیدیوں کو غلام بنالیا
کرتے تھے اور ان کے ہر قاعد میں کوئی سستھنے نظر نہیں آیا۔ البتہ وہ لوگ برادرانہ
سلوک کو مستحق خیال کئے جاتے تھے جو ان کے پیغمبر صلوات کو رسول پر حق تسلیم کر لیتے معلوم
ہوتا ہے کہ مراکو میں عیسائی غلام اس وقت سو بڑے جاتے ہیں جب مسلمانوں نے ہسپانیہ
پر پہلا حملہ کیا۔ تاہم کچھ بہت زمانہ نہیں گزرا جبکہ مراکو میں عیسائی غلاموں کا
میر رخ ملنے لگا ہے۔ گو ان کے مفصل حالات سترھویں صدی میں منکشف ہوئے۔
جبکہ قریباً ان اصلیکہ نے عیسائیوں کے جہازوں پر جہاز گرہاڑ کر کھار کوئے شروع کیا۔
ابجدائی تاریخ | عیسائی غلامان کے حالات کا ماقہ صرف ان لوگوں کی تحریر میں ہیں جنہوں نے

مراکو کا دستور اگر اس سفر بدین غرض اختیار کیا تھا کہ ایسے قیدیوں کو مسلمانوں کی قید سے نجات دلا دیں جو بوجہ اسلام اختیار کرنے کے اپنی غلطی سے مایوس نہیں ہو چکے تھے وہ عیسائی لوگ جنہوں نے قیدیوں کی اس قسم کی نجات کا بیڑا اٹھایا تھا۔ ریڈیپ شہنشاہ فادرز کہلاتے تھے جس کے معنی نجات دہندگان کے ہیں۔ نومسلموں کو بھی پوری پوری حقوق نہیں دیئے جاتے تھے اور ان کی آزادی بھی براؤ نام ہوتی تھی مثلاً ان کو یہ اجازت نہ تھی کہ ملک سے باہر قدم رکھیں۔ اس سے متوڑا عرصہ پیشتر جب عیوب المنصور ۷۵۵ھ تقریباً چالیس ہزار عیسائی مراکو میں پکڑا لایا تھا تو سنہ ۷۵۷ھ میں انکی دیکھ بھل فادرز کا ایک گروہ امیر موصوف کی خدمت میں روانہ کیا۔ نو سال بعد مارسیلیز میں ان نجات دہندگان کی ایک جماعت قائم ہوئی جو بعد میں فادرز کے نام سے موسوم ہوئی ان لوگوں کی زبانی حالات سکروزانس آف اسیسی نے بھی ان کی پیروی کرنی چاہی لیکن اسکا مدعا یہ تھا کہ اہل مراکو کو دین عیسوی کی طرف دعوت کرے۔ گو اسکا ارادہ قوت سے ظہور میں نہ آیا کیونکہ وہ منزل مقصود تک پہنچ سکا مگر اسکے پیرو مراکو میں پہنچے ہیں۔

بعد ۷۵۷ھ میں سینٹ پیٹرو لوس کو یز ساکن بارسلونانے ایک مجلس قائم کی اور اسکے بعد ۷۵۸ھ میں ایک اور مجلس قائم ہوئی جو لوگ اس کام کے ٹومراکو میں بھیجے جاتے تھے ان کے واسطے زبان عربی کا جانتا۔ فاندانی اور صاحب جاہداد ہونا ضروری ہوتا تھا کیونکہ برٹمی برٹی روم نقدی ان کے تحویل کیجاتی تھیں اور صاحب جاہداد اشخاص واسطے منتخب کئے جاتے تھے کہ مباداروپہ کو بیجا صرف میں لائیں چند سال بعد وادور مجلس قائم ہوئی چونکہ ان لوگوں کی خواہش طبعاً۔ یونٹس ترقی پوری وغیرہ سے بھی وابستہ تھیں اس واسطے اس امر کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے کہ انہوں نے مراکو میں کس قدر قیدیوں کو غلطی دہائی۔ مگر اس جماعت کو بھی جوان غلاموں کی رہائی کے واسطے مراکو وغیرہ مقامات میں پہنچتی تھیں نکالیے پیش آئیں اور بعض اوقات شاید ان لوگوں کی صحت میں قیدیوں کی تکالیف کے برابر درد انگیز ہو گئیں۔

۷۵۸ھ میں دسویں نکلتا ہے کہ قاید نظامین اپنی حفاظت کے صلہ میں ایک سو کہ روغن ماہوار طلب کرتا تھا۔ مراکو میں جانے کو واسطے پروانجات راہداری مائل کرنے پر ملتے تھے اور بسا اوقات واپسی کے واسطے بھی ویسی ہی مشکلات کا سامنا ہوتا تھا۔ دسویں

کی جماعت نے کثیر التعداد قیدیوں کو رہائی دلائی مگر انکے پاس زر غلصی ادا کرنے کے واسطے کافی روپیہ نہیں تھا۔ اس واسطے انکو سودی روپیہ دیو دیوں سے لینا پڑا۔ اور اپنے ایک ساتھی سائین لایک کو ضمانت میں وہاں چھوڑ گئے۔ یہی طبع واسطے میں چار راہوں کو بطور ضمانت وہاں رہنا پڑا تھا۔ جس واسطے میں چند دلدیزوں کی پادری بھیجیں کہ ہو کر فتنہ برپا ہو اور طوق غلامی پہنائی گئے جو لوگ اس کام پر مرا کو میں جاتے تھے چونکہ ان کا کام ایک مذہبی کام منظور ہوتا تھا اس لئے انکو بھی وقعت کی نگاہ دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ سلطان وقت نے ایک پادری سے پوچھا کہ آیا ایک ایسا شخص ہو گا جس نے تین دفعہ انکال ٹوٹا ہو واجب القتل ہے یا نہیں۔ پادری نے جواب میں عرض کی کہ بالکل درست ہے۔ اگر جرم کو توبہ کی جلت دی جائے۔ ان اشخاص کو رہائی دینا ان کی مشکلات کا باعث صرف اہل مرا کو ہی نہ تھے بلکہ سوداگران یورپ کا بھی اس میں بہت سہ حصہ تھا۔ کئی ایک مورخوں نے ان سوداگروں کی شکایت کی ہے کہ انہوں نے جرمانے سے سلوک کیا۔ جو روپیہ ان کو فدیہ کا دیا جاتا تھا وہ بجا آلو اسکے کہ اس کام میں خرچ کریں سلطان کے واسطے ہتھیار و دیگر سامان جنگ خرید کر دیتے تھے۔ بقول آملے اصل میں یہ سوداگر پیشہ لوگ ہی بیچارے لوگوں کو غلامی میں پہلے بچھڑا دیتے تھے اور اپنی ذاتی اغراض کو مدنظر رکھ کر غلاموں کی بازاری قیمت میں اضافہ کرتے تھے اور لوگ بھی جو روپیہ بطور زر غلصی وغیرہ وصول کرتے سوداگری وغیرہ میں صرف کر دیتے۔ فرینچ مین پلٹ محض اپنی پس دورنگی کی بدولت آسیلیہ کا گورنر مقرر ہو گیا تھا۔ زر غلصی کی مقدار مختلف ہوتی تھی اور یہ قیمت قیدیوں کے ملک کی حالت کے مطابق مقرر کی جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اہل فرانس نے مولائو اسمیل کے پاس شکایت کی کہ ان سے بہ نسبت اہل ہسپانیہ کے زیادہ روپیہ طلب کیا جاتا ہے۔ سلطان نے جواب میں ارقام کیا کہ یہ بالکل درست ہے کیونکہ اہل ہسپانیہ کی گرفتاری میں کوئی زیادہ وقت پیش نہیں آتی۔ وہ لوگ فوراً زنجیر اٹھا کر بند ہیں لیکن ہمیں عکس اسکے فرانسہ سی باشندوں کے واسطے بڑی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ (الامہ میں جلتے طبع نہیں ہوتے اور بعض اوقات اس کوشش و کوشش میں ہمارے بہت سے سپاہی ضائع ہو جاتے ہیں۔)

سترہویں صدی کے اختتام کے قریب تیس ہزار فرانسیسی کے واسطے دس ہزار ڈالر کا مطالبہ کیا گیا تھا گو بعد ازاں منت سماجت مولانا سمیع اللہ نے پچاس ہزار کی رہائی منظور کی۔ مگر آخر الامر صرف پینتالیس کی غلطی ہوئی۔ بعد میں سلطان نے بھی ہزار ایک سو کو دین ہزار دہائیوں کے واسطے قیمت مقرر کر دی یعنی اہل فرانس اس شرح سے جتنے قیدی ہوں غلام کرالیں اور انہیں بیخبر اہل ہند کو بھی اپنے آدمی چھوڑالیں۔ فرانسیسی قیدیوں کی تعداد تقریباً چار سو اور مراکوئی قیدیوں کی تین تھی۔

۱۸۰۶ء میں اہل ہسپانیہ نے یہ تجویز پیش کی کہ وہ ایک تندرست باشندہ ہسپانیہ کے تبادلہ میں چار ہزار مراکوئی چھوڑ دینگے اور ایک ہزار اہل ہسپانیہ کے معاوضہ میں دو ہزار مراکوئی رہا کرینگے چند سال بعد از ان کرینل کرتک نے ہر دو ہزار انگریز قیدیوں کی رہائی کے پچاس پونڈ ادا کرنے منظور کئے تھے۔ دلدنیزون نے ایک ہزار تھری ہینڈ کسے باشندہ کے معاوضہ میں آٹھ سو کروڑ مراکوئی قیدی لینے کا اقرار کیا تھا باوجود اس قرار داد کے بھی دلدنیزون نے بہت قیدیوں کو رہائی دلائی۔

۱۸۰۷ء میں جب انگریزوں نے جبل الطارق کا محاصرہ کر کے فرانس والوں کو ہتھیار دکھایا تھا اس وقت ایک ہزار مراکوئی دو فرانسیسی ہندو کے معاوضہ میں نہیں ملتا تھا ہر ایک قیدی کے تبادلہ میں تین مراکوئی قیدی یا چھ سو ڈالر مراکوئی قیدی طلب کیا گیا تھا حالانکہ اہل فرانس تین سو ڈالر مراکوئی ہندو کے دیتے تھے۔

۱۸۰۶ء | اہل ہسپانیہ نے اٹلی، ہولند، الرنی، آدمی ادا کر کے دو سو قیدی کو چھوڑا یا بعد از ان انہوں نے دو سو قیدیوں کو بھی چھوڑا یا چار ہزار ہینڈ کس کی شرح سے وہ ایسا کر سکے۔ علی ہذا القیاس مختلف شرح پر قیدیوں کی غلطی ہوتی رہی۔

۱۸۰۶ء | بقول وٹمس تقریباً گیارہ سو قیدی باشندگان دہلی سے جن میں انگریز ہسپانوی، دلدنیز، فرانسیسی، پرتگیزی اور یونانی تھے۔ قیدیوں کی غلطی کے واسطے مختلف ذریعوں سے روپیہ جمع ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک وئی سوداگر سمیٹاس میں نے تقریباً سو لاکھ روپیہ بذریعہ وصیت عطا کیا۔

۱۸۰۶ء | اس موقع پر ہست جواہرات اور کچھ پابجالیبتی دو ہزار دو سو پونڈ بطور تحائف اپنے ساتھ لایا اور اس تبادلہ میں دو قابل جن میں دس ہزار تھے اس کے حوالہ کئے گئے۔

مال کلام شاہ مراکو کو سب سے پہلے ہمارے ہاں بہت قایم ہوا تھا۔ یہ کسی ایسے میں گزری
سفر سال کا فرسے نے ایک سو چالیس لاکھ نرون کو غلصی دلائی مگر فی نفر تین سو پچاس پونڈ
دینا پڑا۔ تین سو غلصی گولی بارود میں ادا کی گئی تھی۔ سالیکا فرسے کے زمانہ سفارت میں
اہل انگلستان نے علاوہ چار لاکھ روپیہ بطور تحائف کے فی کپتان ہزار پونڈ فی دیگر
افسر آٹھ سو پونڈ اور فی ملازم چھ سو پونڈ ادا کرنا منظور کیا۔ لیکن اہل و نسب کو فی نفر سات
روپیہ ادا کرنا پڑا۔

۱۸۳۷ء میں فرانسیسیوں کو نپتالیں ہزار پونڈ ادا کرنا پڑا۔ اس وقت
فی فرانسیسی چھ سو پونڈ۔ فی پرتگیزی ساڑھے چھ سو پونڈ۔ اور فی ہسپانوی ہزار
پونڈ پر غلصی پاتا تھا۔ گویا یہ بازاری قیمت مردہ بچی۔

۱۸۳۸ء میں مراکو ویاستہاؤ متحدہ مابین ایک معاہدہ ہوا جس کے رو سے یہ قرار
پایا کہ جنگی قیدی سوڈا لے کر نیکہ چھوڑ دیا جائے اور جو جہاز سمندر میں شکنہ ہو جاوے
امداد دیکر وطن میں پہنچا دیے جائیں۔ آہستہ آہستہ زمانہ نے اپنا رنگ بدلا۔
چنانچہ ۱۸۳۸ء میں محمد ہفندہم نے فرانسیسی قونصل کے پاس شکایت کی کہ انگریز
غلاموں کی کثیر تعداد جہاز پر سوار کر کے لے گئے ہیں۔

سلطان موصوف نے اپنے بیٹے کو پچیس ہزار پونڈ دیکر لٹائیں مراکو کی اسرا کو
چھوڑنے کی غرض سے روانہ کیا اور سفر لے مالک غیر کو اس امر کا اشتہار دیدیا کہ
اگر مراکو کی قیدیوں کو جو یورپ میں ہیں پروانہ رانداری دیکر روانہ کر دیا جائے تو فی مراکو
نفر پانچ سو پونڈ دیا جائے گا جو غلگنہم میں ادا کیا جائے گا۔ جب ۱۸۳۸ء میں یونا پارٹ نے
مالٹا فتح کیا تو پانچ سو مسلمان قیدیوں کو آزاد کیا۔ مگر بعد میں ہی جنوار دیگر مقامات کے
بازاروں میں مراکو کی غلام فروخت ہوتے رہے۔

یہ امر تعجب انگیز ہے کہ اقوام یورپ اس قدر مذمت و بے چون و چرا احتجاج
ادا کرتے رہے مگر اسکا باعث صرف یہی ہے کہ قورسان آصلیہ کو روپیہ دیکر اپنا
استحقاق قائم کرنا چاہتے تھے۔ نیز یورپ کی طاقتیں آپس میں شغف نہیں اور بربر
کی حالت و فحش نادانانہ نہیں۔ اگرچہ ان لوگوں سے جو وہان قیدہ چکے تھے اس امر
کی کافی اطلاع مل سکتی تھی کہ مراکو کی اصلی حالت کیا ہے۔ لیکن اہل یورپ کا مسکوٹ یا دوسرے

عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔

جن لوگوں کو مراکو کی طرف تو تکالیف پہنچیں وہ ذی علم نہ تھے اور ان کی مبالغہ آمیز بیانات سے مراکو کی حیرت بر جی غیر قدر و معلوم ہوتی تھی۔ نیز قید بون کی تکالیف ان پادریوں کی غور و فغان جو بغرض فلسفی آراء و بیہ جمع کرتے تھے اور دیگر امور اذین قبل نے اہل مراکو کی ایک نہایت خوفناک تصویر کھینچ رکھی تھی۔

نسبت رقوم جو سال بسال یورپ کے بہر حصول مراکو میں پہنچتی تھیں یا با الفاظ دیگر تحالیف بغرض استحکام رابطہ اتحاد و روانہ کئے جاتے تھے یہ بعض بیانیہ ہو گا کہ اس کے متعلق تواریخ کے اوراق المثلث لٹ کرین۔ تاہم اس وقت کے مورخین کی تحریریں ضلی از دلچسپی نہیں ہیں۔ لفظ کے اصلی معنوں میں کوئی باقاعدہ خراج کہی ادا نہیں کیا گیا البتہ مولائے کجیل کے عہد سلطنت میں جبکہ مراکو کی طاقت بڑے عروج پر پہنچ گئی تھی اور مراکو کی طاقت کا خوف یورپ کی تمام طاقتوں کے دلوں پر چھا گیا تھا۔ اس وقت جو کچھ بھی دیا یا ادا کیا گیا خراج کے اصلی معنوں میں لے سکتا ہے۔

اباستثنائے لینڈ جو شانہ سو سو پونڈ ادا کرتا تھا غامٹایہ خراج ادا کرنے کی گہری مثال جنوبی یورپ کے تجارتی شہروں نے قائم کی تھی مثلاً اہل ونیس نے اقرار کیا تھا کہ ہمسایہ ہزار سیکون (ایک سکہ جو آجکل کے حساب سے قریباً آٹھ روپیہ کا ہوتا ہے) وہ فوراً ادا کر دیں گے اور دس ہزار سالانہ ادا کر چکے۔ علاوہ انہیں ساٹھ ہزار کے تحالیف سلطان کے واسطے اور پانچ ہزار سیکون و زبیر کے واسطے ادا کرتے تھے مگر اس میں وہ تحالیف شامل نہیں ہیں جو ملکہ کے پیشکش کرتے تھے۔ یہی طرح اہل ونیس و اہل سویڈن خراج ادا کرتے رہے۔ اور ڈنمارک کی جانب کو بھی ادا ہوتا رہا۔ سب کے بعد ساموئیل نے بھی شرائط قبول کر کے ہر قوصل کی تبدیلی کے چھتیس سو پونڈ دینا منظور کیا۔ وائرلوی کی اوائی سے ایک سال پہلے ایک عہد نامہ تحریر ہوا جس کے رو سے صہبائیوں کی غلامی موقوف ہوئی یعنی یہ قرار پایا کہ عیسائی لوگ غلام نہ بنائے جائیں گے۔

جبر میں عیسائی غلاموں کی حالت ناگفتہ بہ ہے ان کو کئی قسم کے عذاب دیئے جاتے تھے۔ مسٹر آوگسٹ نے ان کی حالت کو نہایت درد انگیز الفاظ میں بیان کیا ہے

وہ کہتا ہے کہ اگر دنیا میں عذاب جہنم کو برائی العین دیکھنا چاہتے ہو تو بریں جا کر
میسائی غلاموں کی حالت دیکھو۔ نیز وہ تحریر کرتا ہے کہ ظالم بربر یوں کو اپنے کتوں
کی بنائیں۔ یہ نسبت ان بد بخت غلاموں کے زیادہ تر عجز پر ہیں۔ پچاروں کو طرح طرح
کے شکنجہ عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے اور کئی قسم کی محنت مشاقہ ان سے لگائی ہے۔ جو
انسانی طاقت سے باہر ہے۔ تعمیر اور کاشتکاری کے تمام محنت کام اپنی کے ہاتھوں نہایت
پیرحمی کے طریق پر کرتا چلتے ہیں۔ خوراک بہت بُری، اہم پہنچائی جاتی ہے لیکن اس
قسم کی خوراک کے کھانے کا بھی موقع نہیں دیا جاتا۔ ایک ہاتھ سے تو کام کر رہے
ہیں اور دوسرے ہاتھ سے مجھ میں نوالہ ڈالے جاتے ہیں جیسی سختی بیان ہوتی ہے
پہلے کبھی کسی وقت نہیں ہوئی بلکہ بنی اسرائیل کی سختی ہی اس کے مقابلہ میں کچھ نیچے
متذکرہ بالا واقعات کی تائید و تصدیق میں شہادت بکثرت ہے اور یہہ
شہادت بھی معتبر و شہادت رویت ہے۔

مکان غلامان | اس زمانہ میں یورپی غلام پُل کے مرابوں سے نیچے رہا کرتے تھے جو ٹھہر
اور سلطانِ مہمطل کے درمیان تعمیر کرایا گیا تھا۔ اہلِ فرانس اور اہلِ
ہسپانیہ نے وہاں اپنے گرجے بھی بنائے ہوئے تھے اور یاروی عبادت کرنے کو وہاں
موجود تھے۔ اس غلامی کی بُری حالت میں مذہبی رہنماؤں کا ہونا نہایت شہمت تھا
۱۸۹۱ء میں کارٹوس دویم (ہسپانیہ) نے بائیس ہواٹھائیس پونڈ ایک ہسپتال
بنانے کے لئے عطا کیا تھا جس سے ایک عالی شان عمارت تعمیر کی گئی۔ بقول برنیوٹ
یہ ہسپتال بہت اچھی حالت میں ہے اور اس میں کافی مکانات ہیں۔
رفتہ رفتہ بریل کی جگہ ایک بُری عمارت اسرائیل عیسائی سے تعمیر کرائی گئی اس مکان
میں ہسپتال، حمام اور سرائے موجود نہیں اور بعد ازاں قیدیوں کو وسطِ شہر
میں مکانات رہائشی دیئے گئے۔ یہ مکانات بہر حال ان کے سابقہ زمین دوز مکانات سے
بدرجہ اچھے تھے۔ کیونکہ پہلے مکانات بالکل اندھیرے تھے۔ ہنناک تھے اور ہوا کے
لہ ہاؤ جو کما سقد رہا یہ قیدیوں کی رکھی جاتی تھی کہ ان کے گرجے موجود تھے اور وہ بھی
مستلم مقرر تھے پھر بھی مصنف کی تعصب نظر برعکس نتیجہ نکالتی ہے یہاں قیدیوں کی حالت
تو مالکِ یورپ میں بھی اگر کسی کو معلوم ہو تو پھر تہذیب اور وحشت کا موازنہ ہو جائے۔ مترجم

یہاں ہندوستان میں بلا شک و شبہ اکثر یورپیوں کو اپنے کتوں کی جانیں شرفاء کی جانوں سے زیادہ
ہیں شرفاء زیادہ تر حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ مترجم

منزل و عروج کا کوئی انتظام نہ تھا۔ کچھ عرصہ بعد اہل فرانس نے بھی وہاں ایک ہسپتال کی بنیاد ڈالی۔

اہل ہسپانیہ کا ہسپتال تعمیر ہونے سے پیشتر یا پھر ارقید کا عیسائی لوگوں کے قبرستان سے طرفے نکالنے کے لئے لگائے گئے تھے۔ کیونکہ سلطان کی خواہش تھی کہ ہر لادھی کو اپنے باغیت میں شامل کر لے مگر اس مقام کی ہوا ایسی خراب تھی کہ تقریباً پچاس آدمی اس ضرورہ کینیف ہوا کے اثر سے مر گئے۔

مراد کو میں قیدیوں کے حالات نہایت درد انگیز قحطی طوع آفتاب سے پیشتر ہی ان کے کام کرنے والا افسر ان موجود ہوتا اور جو کوئی بیمار ہوتا تھا بجائی اس کے کہ اسکو اس روز آرام دیا جائے گھسیٹ کر لیجاتے تھے۔

قیدیوں کو چور روٹی کھانے کو دی جاتی تھی بسا اوقات وہ ایسی بد رنگ اور خوراک بے مزہ ہوتی تھی کہ کتنے بھی اسے کھانا گوارا نہ کرتے تھے۔ علاوہ ازیں

نصف چھٹا تک تیل ملتا تھا گوشہ کبھی نام کو بھی دیکھنے میں نہ آتا تھا۔ بعض اوقات قیدیوں کو گھاس کے پتوں اور جڑوں پر گزارہ کرنا ہوتا تھا۔ سات چھٹا تک کی روٹی ہوتی تھی بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ پانی ہی ناپ کر بذریعہ بیجانہ تقسیم کیا جاتا تھا پچاس قیدیوں کے لئے جو دن بھر کے کام سے ٹھک کر چور ہو جاتے تھے کچھ نستی وہ بات تھی تو یہ تھی کہ ان کو عبادت کی طرف جو دعوت ہوتی تھی وہ شام کے وقت گر جا کی طرف سے ہوتی تھی۔ اگرچہ اطلاع گھنٹہ کے ذریعہ نہ دی جاتی تھی۔ ایام طاعون میں ایک اور مجلس قائم کی گئی جسکو جماعت ترجمہ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ جب کبھی کسی قیدی کو پا درسی کے پاس جانے کا اتفاق ہوتا تو وہ اگر ممکن ہوتا کچھ نقدی پیش کرنے کو ماسطے لیجاتا تھا مگر جو شخص زیادہ تر قبولیت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا تو وہ شراب کی ایک بوتل ہو سکتی تھی۔

اس میں کلام نہیں کہ ان غلاموں کی حالت جو خاص خاص شئی ص کی خدمت میں پہنچتے تھے بہت اچھی تھی ان کے واسطے ہر طرح کے سامان آرام نہیں ہوتے تھے۔ ان کو کافی آزادی ہوتی تھی۔ ان غلاموں کو اپنے اپنے آقاؤں کے گھروں میں آزادی تو تھی اسی طرف بات یہ کہ غلام جو اپنے آقاؤں کا ملک ہوتے تھے ان کے

گھروں میں بلا روک ٹوک آتے جلتے ہو اور زمان خانہ میں بھی کھلم کھلا جاتے تھے بلکہ ان کے سامنے منہ پر تعاب ڈالنے کی بھی ضرورت نہ سمجھی گئی تھی حالانکہ مراکو سی غلاموں کو بیاجازت ہرگز نہ لے جاتی تھی۔

ان غلاموں میں عورتیں بھی تھیں اگرچہ خوش قسمت تھیں ان کی تعداد زیادہ نہ تھی اور جب یہ عورتیں اپنے مذہبی اعتقادات میں ضد کرتی اور ثابت قدمی دکھاتی تھیں تو جو سلوک اہل مراکو کی طرف سے ان کے ساتھ ہوتا تھا وہ قابل بیان نہیں ہے۔ دیوانی بیان کرتا ہے کہ ایک پرتگیزی عورت معہ ایک لڑکے اور ایک لڑکی گرفتار ہوئی جب اسکی لڑکی جوان ہوئی تو اس نے اس خوف کو کہ مبادا سلطان کی منظور نظر ہو جائے ایک ہسپانیہ کے رہنوالے فوجوان کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا مگر اس نکاح کی اجازت لینے کو وسطے لڑکی کی والدہ کو پناہ سارا مال اس لڑکی کو دینا پڑا جس کی وہ لڑکی خدمت کرتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ تین غلام شاہی سپاہیوں کے حوالہ کئے گئے کہ جو سلوک ان سے چاہیں کریں۔ ان غلاموں کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے فرار ہو جانے کی کوشش کی تھی مگر بعض عیسائی عورتوں نے اپنی جان خطرہ میں ڈال کر ان غلاموں کی جان بخشی کر لی۔

عیسائی غلاموں پر بڑی بڑی سختیاں ہوتی تھیں۔ چنانچہ بسناٹ لکھتا ہے کہ معمولی غلام پر سولی کی سزا دی جاتی تھی۔ زندہ غلاموں کو آگ میں جلا دیا جاتا تھا اور کبھی کبھی قسم کے شکنجے عذاب میں انکو مبتلا کیا جاتا تھا۔ آدمیوں کے اوپر سے لڑی ہوئی گاڑیاں چلائی جاتی تھیں بعض اوقات اپنے ہاتھ سے قتل کر دیتے تھے۔ غلاموں کو ایک قطار میں ایک دیوار کے نیچے کھڑا کیا جاتا اور پھر اوپر سے وہ دیوار گرا دی جاتی تھی۔

۱۷۴۰ء میں باشندگان یورپ بازاروں میں بذریعہ غلام اسبیح فروخت ہوتے تھے بیسٹ آجکل حبشی غلام اور مولیسی کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ چھ سال بعد کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراکویں یا نکل اصلاح نہیں لگتی۔ باوجودی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قیمت سے فرار نہایت مشکل تھا۔ کیونکہ شاہی محافظ ہر بند پر موجود ہوتے تھے اور جب تک کسی کے پیاس راہداری وغیرہ نہ ہو۔

گزرنے اور جہاز پر سوار ہونے نہ دیتے تھے اور رات کو واسطے سوتے رہتے ہوئے تھے کہ کوئی قیدی اندھیرے میں فرار نہ ہو جائے۔ باوجود اس قدر احتیاط اور حفاظت کے ہنرمندوں کے بیانات کے واضح ہوتا ہے کہ قیدیوں کی خاصی تعداد فراریں کامیاب ہوتی تھیں۔

اول تو فرار کا موقع بہت کم تھا اور فراری کو یہ اپنی جگہ معلوم تھا کہ اگر وہ کامیاب سزا نہ ہوا تو پھر موت یا موت کے قریب قریب اس کی سزا ہوگی۔ یا اسکو اس قدر شلاق کیا جائیگا کہ الامان۔ یا کان کاٹ دیئے جائیں گے۔ یا اور طرح کی تکالیف میں مبتلا ہوگا۔ باوجود اسکے لوگ فرار کو ترجیح دیتے تھے۔ جہلموں میں سے گزرنے والے جہان ہر قدم پر دندوں کا خطرہ تھا جو قیدیوں کے آتماؤن کی نسبت زیادہ تر خوشوار تھے۔ فراری رات کو سڑکتے تھے اور دن کے وقت چھپ رہے تھے۔ اس طریق سے بہت سے لوگ فرار ہو کر یورپ میں پہنچے۔ اگر کوئی شخص ان غلاموں کے فرار میں اعانت کرتا ہو پکڑا جاتا تھا تو اسکو سخت سزا دی جاتی تھی بلکہ کسی شخص پر بارہا میں شخص شبہ ہی ہوتا اسکو سزائے موت دیوئے گئے کافی تھا۔ لاکھ بھر بھی باشندگان مراکوئی بوجہ طبع نفسانی ان فراریوں کو امداد دیتے تھے۔

جب کبھی یہ امر ظاہر ہوتا کہ غلام فرار ہونے کی کوشش کرتا تھا تو ایک طالب یا کاتب کو بلایا جاتا تھا وہ اگر غلام کی خوابگاہ پر کچھ پڑھتا تھا۔ اور اسکے ساری کپڑے لیٹ کر ایک گٹھری میں باندھ دیئے جاتے تھے ایسا کرنے سے یہ مراد ہوتی تھی کہ غلام کبھی آزاد ہی حاصل نہ کر سکے بعض اوقات غلاموں کو اختیار دیا جاتا کہ وہ خود بازار میں جا کر اپنی قیمت کی بولی دیں اور اپنے آپ کو فروخت کر کے باوائی زرقینہ اپنی آزادی حاصل کریں یا ان کے رفقا کو خط لکھ جاتے تھے کہ اتنا روپیہ جمع کرے اور کو مگر اس صورت کے شاذ و نادر ہی کامیابی نصیب ہوتی تھی۔ بعد میں جب پادریوں کی وہ نجات دہندہ جماعت پہنچی تو پھر انہوں نے قیدیوں کی رہائی کا بیوپار شروع کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ ان قیدیوں کو چھوڑ دیں جو بہت دیر کے اس حالت میں ہیں لیکن اہل مراکوہ مرغان قیدیوں کو غرضی دیتے جو عمر اور ضعیف ہو گئے تھے یا بالفاظ دیگر جو غنت شاقہ کے قابل نہیں تھے اس سے یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ بحار ہی جو ان آدمیوں کی کیا حالت ہوئی اور ان کے دل میں کیا گزرتی ہوگی جب وہ خیال کرتے ہوئے کہ ابھی کس قدر

عرصہ تک انکو انتظار کرنا پاتی ہے۔

المسلمان اکثر تعداد قیدی غلام کئی سہولتون اور رعایتون کو مد نظر رکھ کر مسلمان ہو جاتے تھے۔ پھر ان سے محنت شاقہ نہیں لی جاتی تھی بلکہ مزید برآں انکو بعض حقوق بھی عطا ہوتے تھے لیکن وہ ہمیشہ کے لئے سلطانی رعیت بن جاتے تھے مگر بدین خیال کہ یہ لوگ بوجہ لالچ مسلمان ہوئے ہیں انکو لوگ اکثر بنظر حقارت دیکھتے تھے۔ البتہ سلطان اور دیگر حکام کسی کے مسلمان ہونے کے موقع پر بغرض ترغیب تحریص یا بندہ خوشی کا اظہار کرتے تھے تو مسلمان کا کوئی سلامی نام رکھا جاتا تھا ان کو ملازمت مرصت کی جاتی تھی اور ان کی شادی بھی کسی حبشی عورت کے ساتھ کر دی جاتی تھی۔

۹۱۰ھ میں تقریباً دو ہزار قیدی جو مارنور میں گرفتار کیے گئے تھے وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے اور غلام اٹھارہ ہزار قیدی کی جو مولائی آئیں ان کے کرایہ میں قید کیے گئے۔ تقریباً چودہ ہزار نے اسلام قبول کیا۔ ۹۱۱ھ میں جب یعقوب منصور کو قیدیوں کی کوئی ضرورت نہ رہی تو اس نے بعد چار ہزار کو اس بندہ رہ سو قیدی سپاہیانہ سے رخصت کئے۔ ان قیدیوں کو امیر موصوت نے آزاد کر کے کہا کہ جہاں ان کی مرضی ہو وہاں سکونت اختیار کر سکتے ہیں۔ بربروں کو نکال دیا گیا تھا تاکہ نووارد اجنبیوں کو جگہ ملے چونکہ ان کی اقامت ماہ شعبان میں ظہور میں آئی اس واسطے بقول مرکوئی موصوفین یہ لوگ بھی شعبانی کہلانے لگے بہت دیر تک تو یہ لوگ اپنے مذہب پر قائم رہے مگر بعد میں چونکہ ان کے درمیان کوئی پادری وغیرہ نہ تھے اس لئے بتدریج سب اسلام قبول کر لیا اور آہستہ آہستہ اہل وطن کے ساتھ کچھ ایسے قلوٹ ہو گئے کہ وہاں کے متوطنوں اور ان کے مابین کوئی امتیاز نہ رہا۔ مدت مدید تک یہ لوگ اپنی بہادری کی وجہ سے شہرہ ہوئے۔ مذکور بالا واقعات حوائثا توصاف ظاہر ہوتے رہے کہ باشندگان یورپ کی حالت جنگو مرکو میں طوق غلامی پہنا دیا جاتا تھا بہت بُری تھی اور مرکوئی تاریخ میں یہ ایک بڑا بھاری و صعبہ اہل مرکو پر رہیگا۔ لاکن یہ امر بھی اس جگہ تحریر کرنا بے محل نہیں ہوگا کہ بہ نسبت یورپین غلامان کے حبشی غلاموں کی حالت جنگو اہل یورپ نے اپنا غلام بنالیا تھا زیادہ تر بُری تھی۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اہل مرکو جو سختی عیسائی مسلمانوں کے ساتھ کھاتے تھے اس سے نصف سختی بھی انہوں نے کبھی اپنے حبشی غلاموں کے ساتھ نہیں کی۔

جو لوگ اہل یورپ میں کمزور کو میں اسیر ہوتے رہے وہ یا تو ایسے ملاح تھے جو جہاز ٹوٹنے کے بعد اہل مراکش کے ہاتھ پڑ جاتے تھے۔ یا وہ جانا ز سوداگر تھے جو منافع کی غرض پر ہر قسم کے خطرہ کا مقابلہ کرنے کو تیار نہیں پھیرتے تھے۔ فی الحقیقت اہل یورپ کے کمزور کو میں زیادہ تر تکالیف اس وجہ سے ہوئیں کہ وہ ان جاگرا کو بدوی سادہ زندگی بسر کرنے پڑتی تھی جسکے وہ عادی نہ تھے۔ علاوہ برین فراری کی نا اہم دی اور حصول نقدیہ کی لاملاسی اور اسیر کنندگان کی زبان سے محض ناواقفیت یہ ایسے ہو تھے جنکی وجہ سے یہ اسرا اگر انکو واصل بھیزی سی بھی تکلیف تھی تو اسکو بیس گنا خسوس کرتے تھے۔

خاص مدعا جسکے لئے یہ قیدی ملک میں روک لی جاتے تھے فدیہ کا حاصل کرنا تھا اندر رفتہ رفتہ دولت مند عرب غلاموں کا یہ جو پار کرنے لگ گئے ہو اسلئے سنہ ۱۸۷۰ میں یہ تجویز دی گئی کہ ہر ایک غلام کی قیمت کی شرح خاص مقرر کی جائے اسکا نتیجہ ہوا کہ جن لوگوں کو ان کی گورنمنٹ نے زرغلی دیکر آزاد کرایا انکو مقامی حکام نے خرید کیا اور جب تک گورنمنٹ متعلقہ نے بذریعہ ادائیگی روپیہ انکی غلصتی خریدی وہ وہاں ہی پڑے سہے اب حالات بہت کچھ تبدیل ہو گئے ہیں اور اس قسم کا سلوک اہل یورپ کے ساتھ صرف اپنی اضلاع میں ہوتا ہے جو دارالخلافہ سے بہت فاصلہ پر واقع ہیں اور جو حکومت سلطان کے برائے نام مانت ہیں اگر اہل یورپ رقیف وغیرہ میں اب پکڑے بھی جاتے ہیں تو دارالخلافہ میں بجا رست روانہ کئے جاتے ہیں اور سب ارشاد و سلطانی عذر آدک کیا جاتا ہے۔

ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا کہ کس قدر غلاموں کی غلصتی کرائی گئی تھی :-

سال عیسوی میں غلصی دلائی گئی	نام ان شخصوں نے غلصی حاصل کی	تعداد غلامان جو کرائے گئے	کیفیت
۱۸۵۵ء	گلبرٹ وایدوٹو	۴۶۰	
۱۸۵۶ء	پیریٹک ولیم	۵۹۰	
۱۸۵۷ء	ریمنڈ البرٹ	۳۰۰	
۱۸۵۸ء	گلبرٹ وایدوٹو	۲۲۶	
۱۸۵۹ء	سن رائس	۱۱۶	
۱۸۶۰ء	جون دی نوکا	۱۵۰	
۱۸۶۱ء	جون دی برن	۲۵۸	

کیفیت	تقدیر غلامان جو رہا کر لئے گئے	نام ان شخصوں کے جنہوں نے مخلصی حاصل کی	سال یہودی جس میں خلاصی دلائی گئی
	۱۰۴	دشمنی فوڈرکا	۱۲۰۸ء
	۱۴۰	سورن دومی ہیرس	۱۲۱۰ء
	۲۹۹۴	الینا	۱۲۳۱ء
		کونزی مارٹی نیز	۱۲۳۱ء
	۱۸۹	یوس دومی مرشٹو	۱۲۴۷ء
		بارمولو سیوگوریہ	۱۲۵۰ء
	۱۱۴	انفانسدی ولورڈی	۱۲۹۰ء
	۲۰۴	پیری یوکارو	۱۵۱۷ء
		جین لی دلسیو	۱۵۱۷ء
	۱۰۶	انٹانیو دی خیرس	۱۵۱۹ء
	۵۰۰	قیاس دمی کادوا	۱۵۲۹ء
	۸۹	دیوگوری گلیانگوس	۱۵۲۹ء
		کارسیا دی فینرن	۱۵۴۳ء
	۱۲۶	گبریل دی اینڈراو	۱۵۴۳ء
		اسی ورو دی لا	

۱۵۰۵ء میں شہر فاس ایک بڑا قیدی تھا اور ۱۵۶۶ء میں مراکش میں تقریباً دو ہزار
 ۱۶۲۶ء میں دو ہزار عورت کی جانب سے ایک درخواست گورنمنٹ انگریزی کے پاس پہنچی
 جسکا معنوں یہ تھا کہ ہمارے شوہر مراکو میں قید اور غلامی کی ذلت میں گرفتار ہیں۔ کوئی دس
 سال بعد ایک عرضداشت منجانب ایک ہزار عورت اسی معنوں کی موصول ہوئی۔ ۱۶۲۱ء
 میں طبعوان میں تین ہزار سے چار ہزار۔ مراکش میں پانچ ہزار سے چھ ہزار تک۔ اسیلہ
 میں پندرہ سو سے دو ہزار تک اور فاس میں تقریباً پانچ ہزار عیسائی غلام تھے۔ اس تعداد
 کے علاوہ اور بھی عیسائی غلام ملک کو آمد و رفتی حصہ میں تھے۔ ۱۵۷۶ء میں پادری جارج
 وجے آبرٹ نے ۴۴ غلاموں کو زبردستی ادا کر کے رہا کرایا۔ بعد میں ۴۱ غلاموں کو رہائی ہوئی
 اور ۱۵۷۶ء میں ۱۲۴ رہا کرانے گئے۔ رفتہ رفتہ غلاموں کی تعداد ملک سے گھٹتی گئی اور ۱۵۷۶ء

میں بہت غلطی تھا۔ اور باقی رہ گئی تھی اور اسی سال سلطان نے جو قدر عیسائی غلام تھے انکو
مرا کو سی قیدیوں کے ساتھ و ممالکہ روپ میں تھے۔ تباہ کرنے کی غرض سے خرید لیا۔

باب ۱۵۱ پانزدہم عیسائیت اور مراکو

یہ ایک عام قیاس ہے کہ ایک مانہ میں مراکو میں عیسائی گرجا موجود تھا اور عیسائی مذہب کے
وہاں اچھی رونق حاصل تھی لیکن جب تحقیق کی جاتی ہے تو اس قیاس کی تائید میں کوئی معجز
شہادت نظر نہیں آتی اور جو دلائل اس قیاس کی تائید میں پیش کی گئی ہیں وہ ناکافی ہیں
اور قابل پذیرائی نہیں۔ سرسکا قول ہے کہ ایک یہودی سینٹ مارک اس ملک میں وارد
ہوا۔ اور اپنے مذہب کی تلقین کرتا ہوا اسکندریہ میں پہنچا۔ وہ مسیحی سلاطین
سک و عطا وغیرہ کرتا رہا۔ اور اس نے چند گرجوں کی بھی بنا ڈالی۔ مگر ان سب امور کا کوئی
بھی ثبوت نہیں ہے اور اگر کچھ جزوی کامیابی عیسائیت کو مشرقی افریقہ کے صوبہات
میں جہاں روم کے زیر حکومت تھے حاصل ہوئی ہو تاہم ان بلا شک و شبہ کہا جاسکتا
ہے کہ عیسائیت کے پادری مراکو میں نہیں تھے۔ یہ امر بھی اعلیٰ ہے کہ اہل روم میں سے
بعض عیسائی مذہب رکھتے ہوں چنانچہ ایک کس سی ماریسل اس واسطے قتل کیا گیا تھا
کہ اس نے اس بنا پر کہ وہ عیسائی ہے شہنشاہ کے سالگرہ کے موقع پر بعض
بجٹ پرستی کی رسوم ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور کہتی اس کو بھی قتل کر دیا گیا
تھا کیونکہ وہ رجسٹرار تھا اور اس نے بوجہ عیسائی مذہب کا پیر ہونے کے قتل کے
سزا تاجر کر کے سے انکار کر دیا تھا۔ اکثر اوقات عیسائی پادریوں کا ذکر اس زمانہ میں
مٹا گیا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہاں گرجے ہی تھے۔

اسلام کے زمانہ ابتدائی میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ فاتحان عرب نے کثیر التعداد عیسائیوں
کو مغلوب کیا لیکن یہ عیسائی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ہی اہل وطن تھے جیسے کہ
یہودی تھے جسکو انہوں نے اسی زمانہ میں مطیع کیا تھا۔ علاوہ ازیں ایک بات یہ بھی ہے

لے ابن خلدون کہتا ہے کہ جب فرنگیوں نے اہل بربر کو مطیع کیا تو انہوں نے ان کو اپنا مذہب

جس سے معاملہ پیدا ہوا ہو گا کہ مورخین امریکا ان تمام اشخاص کو جو نہ مسلمان تھے اور نہ یہودی بلکہ عیسائی کپتے پلے کئے ہیں جو تاریخ اہل اسلام کے حلقوں سے متعلق ہے اس سے اس وقت کے کفار کی نسبت جو اکثر اہل وطن تھے کچھ بھی حال منکشف نہیں ہوتا۔

۱۲۰۰ء کی تحریرات سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ ملک بغیر مقابلہ کے مغرب ہو گیا تھا کیونکہ عیسائی گرجے اب تک نظر آتے ہیں۔ اگر جواب صرف کہنڈرات ہی کہنڈرات ہیں۔ فاسٹان نے صرف اسی بات پر اکتفا کیا کہ ہر ایک گرجا کے باقاعدہ ایک مسجد تعمیر کر دی۔ مگر اس موٹے نمونے کو کچھ لکھا ہے یونس کی نسبت ہے۔ اس لئے اسکا بیان ملک مغرب کے متعلق نہیں ہے۔ اس خصوص میں کوئی یقینی بات نہیں کہی جاسکتی کہ امریکا عیسائی مذہب کا دور دورہ رہا ہے۔ بعض مورخین نے ارقام کیا ہے کہ باشندگان امریکہ اعتقادات مذہبی میں عیسائیت کا شاہد نظر آتا ہے لیکن اسکی ممکنہ یہی ہو سکتی ہے کہ چونکہ عیسائی غلام اس ملک میں مدت مدید تک رہا کئے اس واسطے اہل ملک کچھ نہ کچھ ان سے متاثر ہو گئے ہونگے اور بھی کئی ایک اس قسم کے ماخذ ہیں جیسے استنباط کیا جاسکتا ہے کہ یہاں کہیں عیسائی مذہب کا دخل تھا۔ مثلاً مختلف مقامات کے نام ایسے ہیں جنھیں بصر واقعہ مفہوم ہوتا ہے اور پرانی عمارت کے متعلق جو قصے کہانیاں زبان دو غلاظت چلے آتے ہیں وہ ایک ساری شہادت کا کام دیتے ہیں۔

بھی اختیار کیا اور اہل اسلام کے وقت تک وہ ان کے مذہب کے پیرو رہے۔ کیا کوس کہتا ہے کہ اہل بربر بالکل جاہل تھے بعض ان میں۔ عیسائی تھے لاکھ لاکھ لوگ۔ بہت پرستشجو کر باشندگان کی زیادہ تعداد یہودی مذہب کو مانتی تھی۔

۱۲۰۰ء میں امریکا کی عیسائیت کو آثار پاؤ جانے ہیں۔ چنانچہ وہاں کی عورتیں و بچے کتبہ کو تبرک خیال کرتی ہیں اور اس دن روزانہ کام کاج نہیں کرتیں۔ اس کو بیک تحریر کرتی ہے کہ شامی افریقہ میں بیو چند عورتیں دیکھیں جکی کلاریون میں عیسائی نشان لگا ہوا تھا۔ کچھ الفاظ بھی سریانی زبان میں بناؤ ہوئے تھے مگر وہ عورتیں ان خادون کی اصلیت سے محض ناواقف نہیں۔ اس سے یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ان کے بزرگ عیسائی تھے اور مسلمانوں کی آمد پر انکو مجبوراً اسلام قبول کرنا پڑا۔ مگر انہوں نے اپنی اولاد کو یہ اعتیازی وارغ دید یا کہ مشاید کوئی وقت آئے تو ان کو کوئی اپنے پرانے مذہب کی طرف رہنمائی کرے۔

اب پھر سو اہلین صدی کے اوائل میں پادری لوگ مراکو میں آنے شروع ہوئے۔ جبکہ فرانس آؤف ایسکی ایک گشتی خطا نا فذ کیا جبر پادری ملاؤ مٹا کے مختلف حصوں میں منتشر ہو گئے بعض ان میں ہی سپانیہ میں وارد ہوئے۔ وہاں انجیل کا وعظ شروع کیا جسکی پادشہ میں وہ قید کو گئے۔ مگر قید خانہ بھی ان کی زبانوں پر کوئی روک پیدا نہ کر سکا اور قید خانہ سے صرف وہ موت کا فتوہ چھٹکنے کو لئے باہر لاؤ گئے۔ دیگر پادری ایسکر وکی فرانس آؤف ایسی مراکو میں پہونچے۔ لیکن رستہ سے اٹھ رہے ہیں واپس بلالیا گیا۔ بادشاہ پورنگال کا بھائی نووارد پادریوں پر بہت مہربانی کرنے لگا۔ اسوقت سپانیہ کا حاکم امیر یوسف سوم تھا۔ دو دفعہ ان کو سپیدہ کوروانہ کیا گیا تاکہ وہاں سپانیہ میں جا پہونچیں۔ مگر ہر دو دفعہ انکو مر اکش میں واپس آنا پڑا۔ جہاں ان کا جوش کسی صورت سے فرو نہ ہوا حتیٰ کہ موت نے ہی اسے ٹھنڈا کیا۔ بتول فرے۔ دی۔ ایل پورٹو یہ پادری تعداد میں چھتھے دن میں اس قدر جوش بھرا ہوا تھا کہ انہوں نے امیر مراکو کے حضور میں اپنی دعوت مذہبی شروع کر دی۔ امیر کو سخت غصہ آیا اسس نے حکم دیا کہ ان کو سنگسار کر کے قتل کر دو اور ان کی لاشیں جلادی جائیں مگر لوگوں کے دلوں پر اسکا بُرا اثر ہوا۔ وہ ان پادریوں کو لیون میں شمار کرنے لگے۔ مگر بعد ازاں امیر مراکو بھی کچھتا یا اس نے خیال کیا کہ یہ اشخاص بے گناہ تھے۔ بنا برین اس نے ہر ایک کی یادگار میں ایک ایک گرجا تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ گویا امیر نے یہ اجازت بطور کفارہ کے دی۔ ان واقعات کی نسبت کوئی تحریر نہیں ہے۔ البتہ مراکو میں اس واقعہ کے متعلق ایک تحریر پائی جاتی ہے ان پادریوں کی لاشیں پورنگال میں روانہ کی گئیں جہاں اسلئے میں ان کا نام مذہبی مجاہدین کی فہرست میں درج کیا گیا۔ دو مہرے سال سات شخص جو بڑے دل چلے تھے وارد ہوئے۔ رستہ میں ان کو قتل کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ان کی لاشیں مر اکش میں پہنچائی گئیں۔ بعد میں پورنگال میں لاشی گئیں اور ان اشخاص کے نام بھی اسلئے میں فہرست مجاہدین مذہبی میں اپنا دئے گئے۔

لے جلد یونین کہتا ہے کہ تمام ملک میں جو مومنین کے زیر حکومت ہو ایک گرجا بھی بنانے کی اجازت دینے کی تمام پہونچنے اسلام قبول کیا۔ بعد میں نازیں ادا کرتے ہو اور اپنی اولاد کو قرآنی تعلیم دیتے ہو۔ یہ بھی تحریر کرتا ہے کہ دون کو جانور والا اللہ تعالیٰ ہے نہیں علوم کسی کر دل میں کیا ہو اور کسی کے مکان کے

۱۲۵۵ء بعد از ان ان پادریوں کا انتظام چمر اکو میں بغرض دعوت مذہب عیسوی بھیجے جاتے تھے روم و اسی کے پیر و پو گیا اور ۱۲۵۵ء میں ہونوری آئین سویم نے ایک فرمان پیرین معنون نافذ کیا کہ جلد پادریان مرا کو اپنے قواعد کی ترمیم کریں۔ فارسی سب و لہجہ ایک رکھیں۔ لباس میں تبدیل کریں اور خیراتی کاموں کے واسطے مدد یہ ہمراہ رکھیں۔

ابن ابدال | اس مدینہ نظام کی وجہ سے تاج مرا کو میں ایک جماعتی تغیر ظہور میں آیا۔ اور کرکوری ہم نے پہلی ہونو انگلس کو بعد ہا بنسب پر نماز کیا۔ یہ وقت شدہ پادری و و خط بھی ہمراہ لایا۔ یہ خط اور لیں ثالث (المامون) کی طرف تھے۔ ایک خط میں مذہب عیسوی کے مہول بیان کئے گئے تھے اور دوسرے میں خلیفہ کو عیسائی مذہب قبول کرنے کی دعوت کی گئی تھی خلیفہ نو گزشتہ سال فوت ہو چکا تھا اور ہر دو خط اسکے بیٹے رشید اول کو جسکی اللہ عسالی تھی پہنچے۔ رشید ہا پادری کے ساتھ بڑی ہربانی سے پیش آیا جسکے جلد میں اسقف اعظم نے ایک شکریہ کا خط خلیفہ کی نہ ست میں تحریر کیا۔

انگلس کی وفات پر توپس مقرر ہوا۔ پوپ نے توپس کو بھی ایک خط لکھا اس میں علی رابع کو عیسائیت کی طرف دعوت کی گئی تھی اور اس میں بڑے وعدے کو کئے تھے کہ اسکی سلطنت کی حفاظت کی جاوے گی اس کے مخالفوں کا ابھی طرح تدارک کیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

اب پادریوں کا امیر کے دربار میں بہت رونج ہو گیا تھا چنانچہ امیر کی طرف سواہل فاس کے ساتھ مصالحت کرنے کو واسطے ہی جو لوگ مقرر کئے گئے تھے ۱۲۵۵ء میں تھیں بشب بیکنس مقرر ہوئے اس سے سو سال بعد کی تاریخ کچھ مسلسل نہیں ہے مختلف اشخاص مقرر ہوتے رہے۔ بعد از ان علی طور پر عہدہ بشب سینیہ میں ہی خود رہا ہو گیا اور پھر اس عہد پر اہل ہسپانیہ سے پاپا ایل پر نکال مقرر ہوئے۔ ۱۲۸۵ء میں اہلی کا ایک شخص مرا کو میں دیر پادری مقرر ہوا۔ آخر ہی دوسری میں پادریوں کو کبھی کامیابی بھی ناکامی ہو جاتی مگر اکثر اس کوشش میں جان سے ہاتھ دھوئے پڑتے تھے۔ یہاں دو شخصوں کا بالخصوص ذکر کیا جائے۔ یعنی کلیرٹ اور ایڈورڈو دو ذوال فرنگ ہیں جنہوں نے مراکش میں مڑوا گئے۔ ۱۲۸۵ء میں بیڑنگ اور تویم زندہ جلا دیئے گئے اور ۱۲۸۵ء کلکس فرنی اور سکوسٹر جو انگلستان کے رہنے والے تھے مراکش میں قید کئے گئے۔

دوسری بعد انتہونی آف سینٹ میری نے جو آئر لینڈ کا باشندہ تھا انکار کر دیا کہ جب تک کوئی دوسرا آدمی اسکی جگہ نہیں آئیگا وہ مرا کو نہیں چھوڑے گا۔ نابارین غلامان یورپ نے ایک شخص کو جو مرا کو کاربہنے والا تھا بدین غرض ارسال کیا کہ وہ الجیزا پر ہیں، مرا کو کوئی پادری لے آئے اور جب قدرہ وید اس میں صرف ہو لگاوی۔ گویا جس قیمت پر پادری حاصل ہو سکے خرید لائے

۱۶۲۹ء | اس کے بعد بھی پادری لوگ مرا کو میں اپنے مذہبی ذریعہ ادا کرنے کی غرض سے آئے رہے۔ بعض کی قسمت میں قید بنگی تھی بعض قتل کئے گئے۔ بعض کو یرمک کی خانہ کر دیا گیا۔ ۱۶۸۷ء میں سب پادری جلا وطن کئے گئے اور سٹیٹ کور وائڈ کئے گئے۔ لیکن ان پادریوں سے بڑی بڑی معاملات میں امداد و بجائی تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ معتبر اور ممتاز لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ فرانس اور ہسپانیہ کی طرف سے پادری لوگ سفارت بر مرا کو میں اکثر روانہ کئے جاتے تھے مگر سلطان مرا کو کی جانب سے بھی دول یورپ کی طرف سفیر ہو کر کئی دفعہ گئے ہیں۔

مذکورہ ۱۶۹۷ء میں پادریوں کو سلطنت مرا کو میں گشتہ کرنے کی اجازت عطا ہوئی اور ۱۷۱۷ء میں ان کا اسباب حصول ہی مستقط کیا گیا۔ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ پادریوں کو اختیار دیا گیا کہ وہ عیسائی لوگوں کے تنازعات خود فیصلہ کیا کریں۔ پادری لوگ مرا کو میں اپنی مذہبی دعوت میں سر توڑ کوشش میں لگے رہے اور اس میں اکثر ان کو اپنی زبان بانیں بھی توڑنی پڑتی تھیں۔ چنانچہ کئی پادری قتل کئے گئے کئی ایک سنگسار ہوئے بالفاظ دیگر جو کوششیں مرا کو میں عیسائیت کی دعوت میں ہوئیں وہ شاید ہی کسی اور ملک میں ہوئی ہوگی مرا کو بڑی جانفشانی سے کا نظارہ بنا رہا ہے۔ چنانچہ چودھویں صدی کے اخیر میں جو لیتوانی پورٹو فاس میں قتل ہوا۔ چل اگون انڈیلو میں پیترا لینس اور جوآن ول پرٹو ولسے موت کا ذریعہ وہاں ہی چمکا +

فرانسکو ڈی ایل پورٹو کا بیان ہے کہ اکثر لوگوں نے اپنی آنکھیں جو خیر نشان غلط فہمی سے مشاہدہ کیا کہ جوآن ول پرٹو پیر آسمان سے فرشتے اترے

بیان تک کہ فرشتوں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ سائیں شہید بیدین کے مزار پر جو شہید کے آگ کے شعلے دکھائی دیتے تھے اور اسکی قبر پر شہید پر لگی تھی حالانکہ

گردا گرد بالکل زمین خشک نظر آتی تھی۔ آخر کار اسکی نعلش نکال کر ہسینہ میں بیگنے
پہنچا۔ اقدیجی اسی قسم کی کرامت پڑیڈو کی طرف منسوب کر رہا ہے۔ چنانچہ ایک لکھتا ہے
کہ یزید اور اسکے بہرا بہون کو پکا پکا یا کھانا جنگل میں جاسایا گیا۔

۵۵۵ء | جو یزید کو انصوری لڑائی میں قید ہو چکا۔ ان میں ایک شخص ٹامس ٹی اندیٹا
نامی محتاج اسکی زرفدیہ ادا کر کے اسکو رہائی دلائی گئی تو اس نے کہا

کہ خواہ میں یہاں بحالت قید رہوں اور خواہ بحالت آزادی میں ہرگز سے جانے کا
نہیں۔ لیکن ان قیدی بھائیوں کے پاس رہنے کو ترجیح دیتا ہوں۔ اس ٹامس نے قید خانہ
میں ایک کتاب لکھی جسکا نام شاہیوں کی حبسی ہے نیز سینٹ آگسٹین کے کالات
زندگی قلمبند کئے۔ یہ ایک کمال تھی اور عری کا تماشا مارا کو کیا گیا۔ بہت سے نو مسلم اس کے
پھر عیسائی ہو گئے۔ اور اس تبدیل مذہب کی بنا پر ہیڈ رٹو۔ نوآر و المعروف تیار احمد
کو منسوب کیا گیا۔ ایک شخص کی نسبت جو دراصل مویر خمار قوم ہے کہ جب اس عیسائی
مذہب قبول کیا تو اپنی موت کا فتویٰ صادر ہوا۔ اور اسکو جہنم دی گئی کہ شاید
وہ دین اسلام کی طرف پھر رجوع کرے۔ گروہ اپنے ارادہ میں استعدیکار ہا کر چون
اسکے زخم سے نکلتا تھا وہ اسکو اپنے سر پر ڈال کر کہتا تھا کہ چونکہ ابھی تک بیٹے بیپ تھا
نہیں لیا اس کے گروہ رہو کہ یہ خون اسکے قاتل مقام ہے۔ وہی مورخ تحریر کرتا ہے کہ
ایک بوڑھا شخص جو اپنی قطع و وضع سے بالکل وحشی دکھائی دیتا تھا۔ ایک وز جمعہ کو جب
امام منبر پر سے اُٹھا تو وہ منبر پر چڑھ گیا اور بار بار بلند عربی میں کہا کہ مسیح اب تک
زندہ ہے اور حکومت اور تاج کرتا ہے پھر دنیا میں آئیگا۔ باقی جو کچھ ہے غرض فضول ہے
یہ کہہ کر منبر سے اُتر رہو چکر ہو گیا۔

اگرچہ لوگوں کو مذہب عیسوی کی طرف دعوت کرنے میں کوشش ملیج گئی اور اس سعی
میں بہت سی جانیں کام آئیں تاہم اس امر کا تخمینہ لگانا قریب نا ممکن ہے کہ کس حد تک
یہ کوشش معکور ہوئی اور کہاں تک یہ جان شاریان بار کا میا لی لائیں یہ مثالیں تو
کہیں کہیں نظر آتی ہیں کہ کسی مرا کوئی اشخاص نے مذہب عیسوی قبول کیا۔ لیکن ایسی
گروہ کی بنیاد وہاں کبھی نہیں رکھی گئی اور جن اشخاص کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں
نے مذہب عیسوی کو قبول کیا ان میں زیادہ تعداد ایسی دکھائی دیتی ہے جنہوں نے

تہذیب مذہب و دین برحق خیال کر کے بلکہ اپنی ذاتی اغراض کو مدنظر رکھ کر کیا۔ انونٹ
چھارو نے مجاہدین عیسیٰ جیسے کو کہا کہ امید ہے بادشاہ آسٹریا (سولہ) مذہب
عیسوی اختیار کرے گا۔ مگر اس قسم کی امید کے واسطے کوئی وجہ موجود ظاہر نہیں کی
گئی۔ مگر یہ کہ شاہی خاندان کے کئی ایک شہزادے عیسائی ہوئے اور ان کی
نسبت جو حالات بیان کئے گئے ہیں وہ خالی اندیشہ نہیں۔

مولائے العربی اور مولائی خدائے آزادی نے جن سے مقدم الذکر مولائے شہید
کا برادر زادہ تھا۔ لڑپچ میں آکر پناہ لی۔ مولائی العربی بعد از ان ہسپانیہ میں چلا گیا
اور پورٹو گال میں اس کا بیٹا پیدا کیا اور اس کا عیسائی نام آگستین ڈی کرودا
رکھا گیا اور وہ مونک و فقیر بن گیا۔

ایک خط نام کتاب مصنف ڈاکٹر بروہن ایس ڈی جے اس خط کے پہلے
والے کا نام معلوم نہیں ہے۔ یہ ایک قسم کا گناہ خط ہے اس میں تحریر ہے کہ
شاہ کو کا بیٹا جب براہ تری مکہ کو جا رہا تھا تو اس کے عیسائی مجاہدین نے اس کو قتل
کر لیا۔ شہزادہ ایک ہزار کروڑ ٹونس کے بے سے قرعہ بیکرہ ذریعہ ادا کر کے قید
رہائی حاصل کی بعد از ان عیسائی ہو گیا۔ اس کا عیسائی نام بالٹھارڈ ڈی لیولا ڈی تیریر
رکھا گیا اور ہسپانیہ میں پادری مقرر ہوا۔ اس خبر کے سننے سے اس کی ملکہ سخت جا
ہو گئی اور اسی صدمہ سے راہی ملک بھا ہوئی اور اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اس وقت
اس وقت اعظم انگریز غلام شہزادہ مراد کوئی نے پھر وعظ کہنا شروع کیا اور اس
وعظ کے اثر سے ایک سو پچاس ترک عیسائی ہوئے اور عیسائی اسلام نے بھی مذہب
عیسوی قبول کر لیا اور فرانس میں سبب پیدا کیا۔

بعد از ان تو روس میں وعظ کرتا رہا۔ لوگ اس کو بڑی قدرہ منزلت کی نگاہ سے دیکھتے
تھے کیونکہ ان کے خیال میں وہ ملکہ الدنیا تھا۔ اور دو ہجرتی سلطنتوں فارس اور مرا
کولات مارچکا تھا۔ اول وہ عرب الہند میں عیسائی مذہب کی منادی کو تاراج کیا اور بعد
میں سلطنت مغلیہ کا تخت کیا۔ مولائے اشتر کے ایک بیٹے نے اور مولائے اسماعیل
کے ایک خیمہ نے مذہب عیسائی اختیار کر لیا تھا۔ اور مولائے ذکر نے کوئیں بائبل و ہم
کو اور قائم کیا کہ آپ میرے مذہب ہی باپ نہیں۔

۱۹۳۷ء

عام ملک جو عیسائی ہو گئے تھے ان کا اس مقام پر ذکر غرض ادا تھا ہوگی۔ پورٹو
 لکے تھے کہ ایک شریف جو گورنر آرمور کا بھائی تھا عیسائی ہو گیا تھا اور عیسائیوں میں اسے
 سب سے زیادہ یاد کیا۔ اس طرح مذکور ہے کہ ایک مسلمان مزار کو کاہا سٹنڈہ عیسائی ہو گیا تھا
 کیونکہ وہ شخص نابینا تھا اور پرنس فرینڈ کی شخص سے چند خون کے قلمے جو اس کی
 آنکھوں پر لگے تھے وہ روشن ہو گئیں۔ بقول ٹورس فرینڈ پرنس آؤف پورٹو گال
 میں رہا تھا اور جب اس نے وفات پائی تو اس کی شخص فاس جدید کی
 دیواروں پر لٹائی گئی چونکہ وہ نابینا شخص جس کو ہر صوبہ بنائی حامل ہو گئی تھی
 ہو چکا تھا اس گناہ میں اس کو قتل کر دیا گیا اور شہر کے باہر اسے مدفون کیا گیا اس
 مزار کی وہاں کے لوگ بڑی تعلیم و تکریم کرتے ہیں کیپٹن فاورن کی قبور کی اہل
 مزار کو قبور ادا دیا کی ہی تعلیم کرتے تھے۔

۱۹۳۷ء

کئی ایک یہودیوں نے بھی عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ آخر نبوت شکایت رسید
 جیسر سلطان کی طرف سے حکم نافذ ہوا کہ اہل یہود کو اپنا مذہب تبدیل کرنا چاہیے تاکہ
 یہ حکم بعد مذہب اسلام قبول کرنے تک ہی محدود کیا گیا۔ تو اس اوسیدوں دو
 جاہلوں نجات دہندہ کے ہاتھ پر ایک ربی یعنی مجتہد حضرت مسیح پر ایمان لایا۔
 ایک اور یہودی مجتہد نے جس کا نام سیموئیل ماروشینس تھا عیسائی مذہب قبول کیا۔
 اس کے حالات بہت دلچسپ ہیں اس نے ایک کتاب تصنیف کی جس میں عیسائی مسیح
 ہونے پر دلائل پیش کئے۔ ایک تیسرا ربی پیرس میں صرف درس تدریس عبرانی کے
 لئے آیا۔ علیٰ ہذا اقیاس اہل یہود عیسوی مذہب قبول کرنے کی بہت سی مثالیں ہیں
 جو بہت مدت نہیں گزری کہ واقع ہوئیں۔

عیسائیوں کے گرجے | مزار کو میں سب سے اول ایک گرجا مراکش میں تعمیر ہوا۔ اس گرجا
 کے تعمیر ہونے کی وجہ ہوئی کہ شاہ سپین نے اوربسی المامون
 کو اس شہر پر ملک دی تھی کہ مراکش میں ایک گرجا بنانے کی اجازت دی جاسکتی تھی
 چند سال بعد کچھ نے جو اوربسی المامون کا مقابل تھا اس گرجا کو مسمار کر دیا۔ نہ صرف
 اس گرجا کی قسمت میں مسمار ہی تھی بلکہ تمام عیسائی عمارتیں منہدم کی گئیں۔ مگر مراکش
 میں گرجا باز سر نہ تعمیر کیا گیا۔ اس گرجا میں ایک عینب کی بات تھی کہ جس میں

بہت تصویریں اور بت وغیرہ رکھے ہوئے تھے جن کی وجہ سے اہل عراق نے اسے لوٹ لیا۔ ایک خانقاہ اور ایک ہسپتال کی بھی بنا ڈالی گئی تھی۔ اور مولائے احمد شہزاد کے حکم سے ان تمام عمارات کا قبضہ قرین کسکن کو دیا گیا۔ بعد ازاں ان عیسائی کیشیون کو عبدالمکریم بن ابوبکر نے وہاں سے نکال دیا۔ خانقاہ مسافر کی گئی۔ عیسائی زبائون ایکسید ہو وی کے مکان میں پناہ لی اور وہاں چھپے ہوئے تھے کہ بعد میں ایک گرجا تعمیر کرنے کی اجازت ہو گئی۔

اس قسم کے واقعات کا یہ نتیجہ ہوا کہ کیشیون کو فاس اور طبلوان میں جانا پڑا اور ان کا جو کچھ مال و اسباب جاہلاد وغیرہ تھے وہ ارسنی سودا گروں کے پاس جو رومن کیتھولک جو چھوڑ گئے۔ ان لوگوں نے کپنی کوششوں سے شمالی دارالحکومت میں بھی ایک گرجا کی بنا ڈالی۔ لیکن چونکہ مولائے کیشیل نے کھاس میں رہائش اختیار کر لی اس لئے کیشیون کو یہاں سے ہی نقل مکان کرنا پڑا۔ ابتدا میں تو ان لوگوں سے خاصہ سلوک ہوتا رہا مگر قسم کے حقوق ان کو عطا کئے گئے تھے اور ان کو ہر طرح آزادی حاصل تھی کتنی الامکان قیدیوں کی بہتری کے لئے کوشش کریں مگر جاہل ہسپانیہ کی طرف سے قائم کیا گیا تھا اس میں کئی قسم کے ہرجے ہوئے تھے۔ گانے والوں کو فرشتوں کا سال لباس پہنایا ہوا تھا مگر مولائے اسمبیل نے حکم دیا کہ گرجا میں سے تمام بت نکال دیئے جائیں۔ سلطان کے خیال میں بہت منحوس تھے امدان کی وجہ سے ملک میں خشکسالی عاید ہوتی تھی۔

ادھر جون ہی اسمبیلہ فرسانی کا خاتمہ ہوا۔ اور غلاموں کی سودا گری محدود ہوئی ادھر عیسائی لوگ ملک کے اندرونی حصص سے نکل نکل کر سواصل کی طرف رخ کرنے لگے۔ فاس اور کناس جیسے مقامات کو ترک کر دیا۔ جب موگیدار تعمیر ہوا تو وہاں ایک گرجا کی بھی بنا ڈالی اور وگرجا سلسلہ تک موجود رہا۔ اس جگہ واقع

تھا جہاں اب تو فصل ہسپانیہ رہتا ہے۔ عیسائی راہب ایک گرجا اور ایک خانقاہ لے جب اسٹیج فتح ہوا تو ان میں کیشیون اور کنواریون کے چار بچے برآمد ہوئے وہ کناس میں لائے گئے۔ مولائے اسمبیل نے ان پر غم کا امدان کی پیرس کی۔ آخر کار ہر ایک کے ساتھ ایک نفر مرکوئی عبادت کر لیا۔ اور ان بتوں کو ہسپانیہ بھیج دیا۔

۱۸۶۹ء

واقع طبلطان پر جنگ ہسپانیہ کے وقت سے قابض چلے آتے ہیں اور دیگر مخالفت
 میں بھی مثلاً کیسا بکشا۔ مراکان اور موگیدار میں چھوٹے چھوٹے املاک ایک دوسرے
 قائم کئے گئے۔ نیز رباط۔ آصفی اور لڑایچ میں املا دی گرجے کو لے گئے
 ۱۸۹۱ء میں مراکان میں ایک نیا گرجا قائم کیا گیا۔ فرین کسکن پادری بھی
 مراکو میں پانچو جانے تھے چونکہ یہ لوگ نرم دل۔ صاحب علم۔ دیانت دار۔ اور
 پرہیزگار تھے اس واسطے ملک میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے
 ان میں پادری آچند ہی ایک نہایت مشہور شخص گذر رہے اس نے مراکو کی عربی
 پر ایک کتاب لکھی ہے۔ کیونکہ میں اس نے وفات پائی۔ طنجہ اور طبلطان میں گرجے
 موجود ہیں۔ ان گرجوں کے متعلق مدرس بھی ہیں جن میں لڑکے تعلیم پاتے ہیں مگر
 طنجہ میں ایک لڑکیوں کا مدرسہ بھی ہے طنجہ میں ایک ہاسپٹل بھی ہے جہاں
 کشیش اور چند دوسری طب کی تعلیم پاتے ہیں اسکے تمام مصارف گورنمنٹ ہسپانیہ
 برداشت کرتی ہے۔ اگرچہ اہل اسلام کے نزدیک گھنٹہ بجانا ایک مجرب امر ہے
 اور وہ اتنے نہایت نفرت کرتے ہیں اور عہد ناجات میں ہمیشہ اس کے برخلاف
 ایک شرط اندراج پاتی رہی مگر یہاں گھنٹہ بجانی کی اجازت ہے اور غائبانہ استحقاق
 اس وقت کا عطا کیا ہوا معلوم ہوتا ہے جبکہ عیسائی سپاہی کرایہ پر لئے گئے تھے یہ

۱۸۹۱ء

معادہ نسبت حقوق وادی الراس کے عہد نامہ کے رو سے جو جنگ ہسپانیہ کے بعد
 جماعت پادریان۔ تحریر ہوا پادریوں کو بہت سے حقوق حاصل ہو گئے اور دیگر
 اقوام کے پادریوں کو بھی ویسے ہی حقوق حاصل ہیں۔ معاہدہ کا متنازعہ فیہ جزو
 حسب ذیل ہے۔

”حضرت سلطان المعظم والی ملک مراکو اپنے اجداد عظام کا جنہوں نے جماعت
 پادریان ہسپانیہ کی خاص مخالفت کا ذمہ لیا تھا متنبہ کرتے ہیں اور ایک گرجا
 (مشن ہاؤس) شہر فاس میں قائم کرنے کی اجازت فرماتے ہیں۔ جماعت مذکورہ کو جملہ
 حقوق جو سابق سلطانین کی جانب سے مرحمت ہوئے چلے آئے ہیں عطا کرتے ہیں۔
 اس جماعت کے افراد سلطنت مراکو کے ہر ایک حصہ میں جہاں وہ وارد ہوں گے ان کو
 ہوں اپنے مقدس ذریعہ مذہبی کو آزادی کے ساتھ ادا کر سکتے ہیں اور سرکار

ان کی وفات۔ مکانات اور دارالخیرات کی حفاظت اور ضامن ہوگی حضرت سلطان اعظم
ہونے حکام وہ کلا کے نام ضروری ہدایات نافذ فرما دیں گے کہ وہ ہمیشہ سترابطہ مندرجہ
پر کار بند رہیں۔

پرائسٹنٹ عیسائیوں کا مشن تو مال میں قائم ہوا ہے اور سب سے پہلے لنڈن
سوسائٹی (جماعت لنڈن) بے غرض توسیع احکام انجیل پہنچی تاکہ اہل یہود کو وہ
کر کے مذہب عیسوی کی طرف دعوت کریں۔ اس سوسائٹی نے ان اعتراض کے لئے
موجودہ اپنا مقام بنایا۔ جی۔ پی کرائسٹن گنس برگ اعلیٰ پادری مقرر ہوا۔ اسکے
بعد ایم۔ زریب جانشین ہوا۔ زریب نے اپنی محنت سے ایک کمرہ تیار کیا جو
بطور گرجا استعمال ہونے لگا اور آج کے دن تک استعمال ہوتا چلا آیا ہے۔
اس سوائے طنچہ کے پرائسٹنٹ عیسائیوں کا مستقل بعد تمام ملک میں ہی ایک مقام ہے
یہاں چند جمع کر کے سینٹ انڈرو کا گرجا بنایا گیا۔ اور بعد ازاں ۱۸۵۷ء میں
نارتھ افریکا مشن کے پاس فروخت کر دیا گیا۔

اول ہی اول انجیل کی تعلیم کے واسطے برٹش اینڈ فارین بائبل سوسائٹی نے
مسٹر ولیم میکن ٹوش کو طنچہ میں بطور ایجنٹ (مہتمم) مقرر کیا۔ ایک سال کے
بعد نارتھ افریکا مشن نے طنچہ کے باہر مریشان پر نہایت قیمتی جائیداد حاصل کی جہاں
سوسائٹی کا ہمیشہ صد مقام چلا آ رہا ہے۔ چند سال تک تو پادری ایسی۔ ایف
بالڈون جو اصل میں امریکا کا رہنے والا تھا کے سپرد یہ اہتمام ہوا۔ اور بعد میں
مسٹر ایما ہرومن کے وقت میں سوسائٹی (جماعت) کو بہت ترقی ہوئی اور وہ بعد
میں دو آفریمیون کو بھی فاس میں لگئی۔ اگرچہ یہاں ان کو بڑی بڑی دقتوں کا
سامنا کرنا پڑا لاکن وہ یہاں سکونت پذیر ہو گئیں اور ایک میٹیکل مشن (جماعت طبی)
قائم کیا جو اب تک موجود ہے۔ پیرس بیسیرین چرچ اور انگلینڈ کی طرف سے رابطہ
میں ایک مشن قائم ہوا۔ اسکا مہتمم ڈاکٹر رابرٹ کر تھا۔ یہ ڈاکٹر بعد میں علویہ
ہو گیا۔ اور سنٹرل مراکش کی بنیاد ڈالی۔ یہ ڈاکٹر براہم ولعزیز ہے اور
لوگوں کے گھروں میں کہہ آتا جاتا ہے اور لوگ اس سے بہت خوش ہیں۔ ایک
اور مشن جنوب میں قائم ہوا۔ یہ مشن مسٹر جوہن ریڈمن آف آرٹھن کی کوششوں کا

مغرب الملش ہے ”نصارا کے واسطے مسیح اور یہودی کے واسطے مسیح“ ملک میں جاری ہے۔ چند سال کا عرصہ یعنی ہوا ہے کہ یاروں نے ملک کے حصہ بالائی میں مختلف مقامات میں اپنی مذہبی شاخیں کھولیں اسپر ایل مراکو فرانس اور جرمن کے ملک پر مختلف برائے کھڑے ہوئے اور یہ ادعا کیا کہ اس مذہب کا کام کو زیادہ وسیع ہو گا نہ کیا جائے کیونکہ یہ مراکو کی بھائی کی کل کے لئے ایک محرک اولیٰ ہے اور ساتھ اس کے یہ بھی تہدید کی گئی تھی کہ جلد یورپین آدمی جو سلطنت مراکو میں ہیں مار ڈالے جائیں گے لیکن تجربہ نے اس کے برخلاف ثابت کر دکھایا ہے اور پادری لوگ اشاعت مذہب کے مقابلہ میں ہر قسم کے نقصان کو برداشت کرنے پر آمادہ ہیں۔

ان قصبات میں جو ساحل پر واقع ہیں عیسائی لوگ اور اور دیگر ممالک کے باشندے اپنے اپنے خاص قبرستان رکھتے ہیں مگر پرانے قبرستان جو ملک کے اندرونی حصہ میں تھے اب کس پر سی کجالت میں پڑے ہیں۔ ۱۸۹۹ء میں ایک نیا قبرستان عیسائیوں کے واسطے مراکش سے باہر کھولا گیا ہے اور یہ کامیابی و دیرانگ شدہ مراکش نکلن کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور وزیر صا صحتی شکر گزاری ہیں :-

باب شانزدہم تعلقات خارجی

ہمارے خیال میں اس جگہ کل معاہدات اور عہد بیان کا ذکر جو مابین سلطنت مراکو اور ممالک یورپ وقوع میں آئے بالکل غیر مفید ہو گا اور محض ایک غیر ضروری طوالت ہوگی اس موقع پر صرف اس عہد نامہ تجارت کا درج کرنا مناسب تصور کیا گیا ہے جس کے دو سے یورپ کو وہ حقوق حاصل ہوئے جن کا فائدہ اب تک اٹھایا جا رہا ہے۔ جو جو امور زمانہ سابق میں واقع ہوئے وہ کچھ چند ان باضابطہ نہ تھے لہذا یہ تحقیق کرنا کہ وہ کس وقت اور کس تاریخ وقوع پذیر ہوئے۔ بالکل ایک امر محال ہے۔ باوجود اینہم مصالحوہ بکثرت موجود ہے۔

جو اس امر کی توضیح کر سکتا ہے کہ مراکو اور یورپ کا ایک دوسرے کی طرف کی طرح میلان پیدا ہوا۔ اور کس طرح رابطہ بڑھ کر مستحکم ہوتا گیا۔ نیز اس سے یہ بھی ظاہر ہو گا کہ موجودہ رابطہ سلطنت مراکو کی کیا حقیقت ہے۔ اول ہی اول تحریری معاہدات اٹلی کے بندر گاہوں کی نسبت قبلہ ہوئے۔ بارہویں صدی کے اوائل میں دو جہاز ریںکی مراکو سے پتیا میں پہنچے اور ایک معاہدہ مشعران سے خط تحریر میں آیا یہ معاہدہ بعد میں باضابطہ تصدیق ہوا۔ اور کچھ عرصہ بعد اسکی تجدید کی گئی۔ اسوقت کے قریب ہی اہل حبشہ نے بھی ویرا ہی متغ مراکو کے ساتھ کیا اور ان کے سفر مراکو میں آئے جہاں معاہدہ کی تکمیل ہوئی اس معاہدہ کی رو سے تمام مال و سوا پر دس فیصدی ادا کرتا تھا لیکن روگی میں یہ پابندی نہیں تھی وہاں دس فیصدی میں سے ایک چہلم تنوا کو واپس کرنا پڑتا تھا۔ جو دھویں صدی میں دتیس ہتیا۔ مارسیلا۔ آراگون اور بارسلونا نے سلطنت مراکو کے ساتھ معاہدات کئے۔ جب مراکو میں زمانہ بد امنی کا آغاز ہوا تو بنی مرین نے اس زمینانی رابطہ کے سلسلہ کو تقریباً منقطع کر دیا اور جون جون بحری فزاقی کو ترقی ہوئی گئی درمیانی تعلقات میں ضعف آنا گیا۔ مگر الزابیتھ کے عہد سے پیشتر سلطنت مراکو اور انگلستان کے مابین کوئی تعلق نہ تھا جو خط و کتابت اسوقت ہوئی اس میں پرند خط و آب تک موجود ہیں۔ مگر ان کو باضابطہ عہد نامہ نہیں کہہ سکتے۔ اگرچہ ملکہ کے ساتھ یہ اقرار ہوا تھا کہ نہ تو اسکی رعایا کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائی جائیگی اور نہ ان کو غلام بنایا جائیگا۔

انگلستان کے ساتھ پہلا معاہدہ اسوقت ہوا تھا جب انگریزوں نے طنجه پر قبضہ کیا بعد ازاں دوسری صدی میں وہ معاہدہ مرقوم ہوا جس سے آج تک ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں یعنی معاہدہ سٹوارٹ جو بمقام فاس تحریر ہوا۔ اور اسکے بعد رسل کا معاہدہ ہوا یہی فاس میں تحریر ہوا۔ اسکے بعد وقتاً فوقتاً عہد نامجات تحریر میں آتے رہے جنکی تعداد تقریباً دس ہے۔

انگلستان کا زیادہ تر رابطہ اسوقت سے مراکو کے ساتھ شروع ہوا ہے۔ جب سے جبل الطارق انگریزی مقبوضات میں شامل ہوا ہے۔ اس تعلق کے محاصرہ کی اٹھائیں رسد وغیرہ کا سامان اہل مراکو کی طرف سے ہم پہنچایا گیا تھا جسکے معاوضہ میں

۱۳۳۳ھ

۱۳۳۴ھ

۱۳۳۵ھ

۱۳۳۶ھ

۱۳۳۷ھ

ان کو سامان حرب دیا گیا تھا اور مولائے جمیل کی اجازت سے ہم مراکوی بندر گاہ میں
 بغیر کسی معاوضہ کے استعمال کرتے رہے۔ ہسپانیہ والوں کے دوسرے اور تیسرے محاکم
 کے بعد ہڈ پیمان ہوئے جن کے روسے اہل برطانیہ کو مراکوسامان رسد و بایر برداری
 قیمت پر خریدنے اور جبل الطارق میں بغیر محصول روانہ کرنے کی اجازت ہو گئی۔
 گرسیدی محمد مفتدیہ نے سفیر انگلستان کو ترغیم کیا کہ ”انگریزوں نے رہا کردہ انگریز غلاموں
 کا زخمیہ کے عوض میں طیکوان کے باغی پاشا کو بازو اور ٹوپی بہم پہنچائی ہیں
 علاوہ برین اسکے باغی عم کو بھی امدادی کٹی اور لٹاپچ میں انگریز خفیہ طور پر بے محصول
 ادائے اسباب لاتے اور بیجا کے رہنے ہیں۔ اندمیں حالات ان دوست غلاموں
 سے بہ نسبت پورنگال اور ہسپانیہ کے جیسے علانیہ دشمنی سے زیادہ نقصان
 پہنچا ہے۔ بنا برین سلطان نے جبل الطارق کے ساتھ جنگ کا اعلان کر دیا اور
 یہ بھی ظہار کیا کہ انگلستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں وہ لکھتا ہے کہ
 ہمیں بیٹے میرے والد ماجد اور مجھے اس امر کا یقین ہے کہ تمہارے آقا یعنی پاشا
 کو اسکا حکم علم نہیں ہے کہ جبل الطارق کے گورنر نے ہمارے ساتھ کیسا سلوک
 کیا ہے۔ نظر بران جبل الطارق اس امن سے جو بین انگلستان اور اسے ملکہ کے
 مابین قائم کرنا چاہتا ہوں مستفیض و مستفیض نہیں ہو سکتا اور اللہ جلالتہ کی مدد سے میں
 جانتا ہوں کہ جبل الطارق کے فرنگیوں سے کس طرح انتقام لوں گا۔“
 جبل الطارق کا اگرچہ جبل الطارق کے محاصرہ عظیم کے وقت پنجاب فرانس اور ہسپانیہ ہوا
 محاصرہ عظیم تھا۔ مراکوی طرف سے اجازت تھی کہ طرفین ان بندر گاہوں میں
 آئیں جائیں اور ایک دوسرے کی بھگینی کریں لیکن اہل ہسپانیہ نے برائے نام
 ۵۰۰ پونڈ سالانہ پر طیکوان اور طنجہ کو خرید کر ہر دو مقام سے انگریزی رعایا
 کو آن کی آن میں بدر کر دیا اور طنجہ کے قونصل کو کہہ دیا کہ اگر وہ جبل الطارق کو
 اللہ محاصرہ کے شروع میں سلطان نے اہل برطانیہ کو کہا کہ اس کی بندر گاہوں میں وہ بلا مشرتعین
 تجارت فرما سکتے ہیں مگر اہل برطانیہ نے عقارت یا نفرت سے اس طرف توجہ مبذول نہ کی۔ بعدہ سلطان
 نے اہل ہسپانیہ کے آگے یہ معاہدہ پیش کیا اور انہوں نے ایسی شرائط پر منظور کر لیا جو مراکوی
 حق میں زیادہ تر مفید تھیں۔“

کسی قسم کی امداد دیگا تو جنگ کے واسطے تیار ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کو اور
خلیج سکاڑا سے سامانِ رسد حاصل کرنا پڑا۔ جب مراد کو اور برطانیہ کے مابین رابطہ
اتحاد زیادہ مستحکم ہو گیا تو تیلنسن نے مصر کو جاتے وقت طنجہ اور طرطوان میں مقام کیا۔
اسکا ارادہ تھا کہ اس جگہ سے سامانِ رسد خریدے لیکن جب اُس نے دیکھا کہ نرخ بہت
گران ہے تو خریداری سے باز رہا۔ اس وقت فی زرگاؤ تقریباً بیڑھ من بارود طلب
کیا گیا تھا۔

لہٰذا تیلنسن سربراہِ برٹ کرش نے سامانِ رسد خریدنے کی اجازت حاصل کی اور حصولِ ہی صاف
کر لیا اور ۲۸ مارچ ۱۸۰۱ء تک خریداری کرتا رہا۔ اُس وقت تخفیف شدہ شرح یہ تھی۔
فی زرگاؤ چار کوہ۔ فی گوسفند سات اوقیہ۔ فی درجن مرغ چھ اوقیہ۔

فلوڈیا بینک کا سب ذیل تحریر کرتا ہے۔ جو امداد ہمیں سلطان مراد کو کیڑی دینے پہنچی ہے وہ ظہور
میں آنے سے پہلے کچھ باوقعت دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اُس نے اپنے بندرگاہوں میں ہمارے
جہازوں کو بلاروک ٹوک آنے کی اجازت دی اور دشمن کے جہازوں کو اُدھرتے سے
روک دیا۔ ہماری رسد رسانی میں معتد بہ امدادی اور عاقبت الامر اپنا خزانہ اپنی صداقت
کے ثبوت میں ہماری تحویل میں کر دیا۔

ذیل میں ایک خط کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جس سے منکشف ہوا کہ اس زمانہ میں سلطان مراد کو نے
کیا وضع اختیار کر رکھی تھی۔ یہ خط عظمہ ہند ہم نے طنجہ کے قونصلوں کی طرف ارسال کیا تھا۔

بنام جہاندار جان آفرین

ہر قسم کی طاقت اللہ ہی کو ہے

بنام قونصلانِ طنجہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی امان میں رہیں جو ہر اطمینان پر چلتے ہیں
تم لوگوں کو واضح رہے کہ ماہِ ربیع الثانی ۱۲۰۱ء مطابق ۱۸۰۱ء تک جلد عیسائی طاقتوں کے
ساتھ ہماری صلح ہے اور جو جو اقام اس وقت ہماری ساتھ صلح اور دوستانہ تعلق قائم رکھنا
چاہیں ماہِ مذکورہ میں بذریعہ تحریر ہم کو اطلاع دیں کہ وہ ہمارے ساتھ صلح اور رابطہ اتحاد قائم
رکھنا چاہتے ہیں اور ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور جو عیسائی طاقتیں ہمارے ساتھ جنگ کا
ارادہ رکھتی ہوں تو ہمیں مذکورہ بالا ماہِ تک اطلاع کریں۔ ہم کو یقین دلائیں کہ خدا تعالیٰ
ہمارا حق ادا ہوگا۔ جو کچھ مجھے کہنا تھا سو کہہ دیا۔ مصدقہ دوم ماہِ شعبان ۱۲۰۱ء مطابق ۱۸۰۱ء

رفتہ رفتہ انگریزی رسوخ مراکو میں بڑھنے لگا اور مراکو میں انگریزی رسوخ کی ترقی کی زیادہ توجہ۔ وہ جنگ بھی جو فرانس اور ہسپانیہ کے ساتھ واقع ہوئی مراکو کو انگریزی مشورہ پر پورا پورا اعتماد ہے اور اسے اس امر کا علم ہے کہ انگریزی مشورہ میں دیانت داری ضرور ہے اور اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے۔ اگر برطانیہ کی کارروائی بالکل ہی بے لوث نہیں ہے مگر پھر بھی برطانیہ مراکو کی آزادی قائم رکھنے کی حامی ہے اور ملک کی فلاح اور بہبودی مد نظر ہے۔

سر ڈرنسڈیل نے برطانیہ کی جانب سے کسی معاہدہ کیے مگر ان سے کوئی معتد بہ فائدہ مرتب نہیں ہوا۔ جی کہ سرسی۔ بی۔ یو۔ آن سمیت کی سفارت کی تیاری ہوئی۔ جلد طاقتوں کو جو اس سفارت سے مستفید ہو سکتی تھیں اعلان کیا گیا کہ وہ سفارت کی تائید کریں۔ یہ ایک امر واقعہ تھا کہ جو تاجا ویریش ہونی تھیں سلطان کی طرف سے ان کی مخالفت ہوئی۔ بنا برین سر چارلس نے اس میں راج کیا کہ اگر سلطان نجاویہ قبول کرنے سے انکار کرے تو اسے اختیار دیا جائے کہ وہ سلطان کے اچھی طرح ذہن نشین کر دے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ لیکن لارڈ ساکسبری نے اسے باہمراست فہمائش کی کہ وہ اس قسم کی گفتگو نہ کرے جو غیر بخلاف ہو کیونکہ اگر سلطان کی جانب سے ہمارا ہوا تو ثبوت دوسرے ہو چکی اور اگر سر چارلس اپنی تاجا ویریش کا میاب ہو گیا تو سلطنت برطانیہ کو مراکو کی حفاظت کا بیڑا اٹھانا پڑے گا۔ سفارت کے حامی شاہ جرمن۔ اٹلی اور آسٹریا تھا۔ اور کسی قدر شاہ ہسپانیہ بھی مددگار تھا۔ لیکن ایل فرانس و پروردہ مخالفت کیے۔ آخر الامم سفارت فرانس کو روانہ ہوئی اخباری دنیا نے سخت شور مچایا۔ سفارت دار الخلافہ میں پہنچی تو گفتگو شروع ہوئی پورے چار ہفتہ کی قبل قال کے بعد مولانا سلطانی نے تمام شرائط پیش کردہ منظور کر لیں۔ لیکن تین اہم امور سے انکار کر دیا۔ وہ تین شرائط یہ تھیں کہ ۱۸۵۶ء کی فہرست محصول کی ترمیم کی جائے اور مراکو میں بندرگاہوں میں محصول معاف کر دیا جائے۔ باشندگان مالک غیر کا یہ استحقاق تسلیم کر لیا جائے کہ وہ راضی اور دیگر جائیداد غیر منقولہ خرید و فروش پر عمارت کر سکتے ہیں اور دوبارہ سہ بارہ تعمیر کیے جائیں اور ان کے ساتھ کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے۔ سلطان نے کہا کہ میں ہزار پونڈ سفارت لے لے

اور یہ شرائط واپس کر لے۔ لیکن سلطان کی درخواست منظور نہ ہوئی۔ عام خلافت سفارت کے برخلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔ کالی دیں کشتی تم کی ہمدید کی بہت سی سیٹ و بجٹ کے بعد نتیجہ یہ کہ "عہدہ مکمل نہ ہو"۔ اور سفارت کو سیریل مرام و الپس ہونا پڑا انکراں کو فرانس نے فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے ایک معاہدہ سلطان کے ساتھ کر لیا جس میں تجارت کی جملہ اصلاحات مندرج تھیں۔ اس میں صرف وہ تین شرائط نہ تھیں جنکی نسبت پہلے اعتراض اٹھایا گیا تھا۔ سر پارلس کے اس معاہدہ کو قبول نہ کرنے سے یہ نقصان پہنچا کہ برطانیہ کو اپنی اغراض میں گونہ روک ہوئی اور دوسرے چھوٹے چھوٹے مہلات جو بمقتضائے وقت خارج از بجٹ رکھے گئے تھے نہ ہونے اور ملٹوی کرنے پڑے۔

فرانس کے تعلقات مراکو کے ساتھ ۱۸۵۵ء سے شروع ہوتے ہیں۔

تعلقات فرانس

یعنی مارکیس کے عہد سے کچھ عرصہ پیشتر سے اول تو فصل جو مراکو میں گیا وہ فرانسیسی تو فصل تھا اور بعد از ان ہنری سوم نے اپنا تو فصل وہاں روانہ کیا۔ فرانسیسی لوگ اس ملک میں پیشتر ہی سے آباد تھے مگر ان کی شہرت اچھی نہ تھی لوگ انہیں بے ایمان اور غیر معتبر خیال کرتے تھے۔ آصلیہ تو فصلی تقریباً چار سال تک مراکو پر ہی رہی۔

جب فرانسیسی کچھ پر اسہ رنگی و فرانسیسی پیر برائیں تین رنگ ہیں یعنی سرخ، سفید اور آسمانی رنگ کی و تجارتیان ہیں) کا نمونہ مولا کے الیزید کی خدمت میں روانہ کیا گیا تو اس نے اسکو "عہدہ مکرم کی کہ آصلیہ پر اسکی سلامی مگر رالی۔ اگر چہ ۱۲۴۵ء یعقوب ثانی نے جو کیش کے افغانسودہم کے ساتھ اسوقت جنگ کر رہا تھا۔ فلپیوم شاہ ہپانہ کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہا تھا مگر سبب اول لوئس سیزدہم نے متعدد عہد پیمان مراکو کے ساتھ کئے۔ معاہدات مذکورہ پر فرو آؤ فرؤ آؤ خط ہوئے۔ ایک آصلیہ میں۔ ۱۶۳۵ء دومر اکش اور آصلیہ میں۔ ایک آصلیہ میں اور ایک بعد از ان ایک معاہدہ لوئس چہار دہم اور مولا کے انجیل کے مابین ہو۔ مگر تب وہ سلطان کے حضور میں عرض منظور ہی پیش کیا گیا تو سلطان نے اس سے انحراف کیا۔ سینٹ اولن کو بھی جو ایک پیغام از میں قبیل بیکر آیا تھا کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ کینی دی برائمان کو برہمی کامیابی

۱۱۲

نصیب ہوئی۔ اگرچہ اس نے شرائط میں جو غلاموں کی رہائی کے متعلق تھیں اسے بہت سخت اٹھائی پڑی۔ اس معاہدہ کی تجدید ۱۷۱۳ء میں ہوئی اور کچھ شرائط ایڑا د بھی ہوئیں۔ پھر اس میں تغیر و تبدل کی ضرورت نہیں پڑی۔ حتیٰ کہ ۱۷۱۷ء میں جنگ فرانس کے وقت تازہ عہد و بیگانہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ۱۷۱۸ء میں مراکوئی رعایا کی حفاظت خارجی کے متعلق نہایت اہم قواعد وضع ہوئے اور درحقیقت عہد نامہ میڈرڈ جو ۱۷۱۳ء میں تحریر ہوا اپنی قواعد کی بنا پر کیا گیا۔ اور اس عہد نامہ کے شرائط پر آج تک عہدہ آمد ہوتا چلا آ رہا ہے۔ وہ معاہدہ جو حال ہی میں یعنی ۱۸۹۲ء میں فرانس کے ساتھ وقوع میں آیا وہ تجارتی معاہدہ متعلق محصولات ہے۔ ۱۷۱۳ء میں ہسپانیہ سے معاہدہ ہوا۔ اگرچہ سلطان مراکو نے اس معاہدہ کو منسوخ کرنا چاہا مگر بعد میں اسے وسعت دیدی اور ۱۷۱۸ء میں اسے بحال کر دیا اور کچھ جزو اور کمنا اس میں اسکی تصدیق کی گئی۔ اگرچہ اس موقع پر عطا شدہ حقوق کے معاوضہ میں کوئی رقم مقرر نہیں کی گئی تھی۔ لیکن یہ بہا متخالیف فرانس کی طرف سے سلطان مراکو کی نذر کئے گئے اور تحقیقت یہ ہے کہ یہ حقوق فرانس کے حق میں بہت فیض ثابت ہوئے۔ بعد میں اور بھی معاہدات جیز تحریر میں آئے ہیں مگر یہاں پر وہ قابل ذکر نہیں ہیں۔ اہل ڈنمارک نے بھی مراکو کے ساتھ کچھ عہد و بیگانہ کرنے کی کوشش کی مگر ان کی کوشش شکور نہ ہوئی۔ تاہم ایک عہد نامہ ڈنمارک اور مراکو کے مابین ۱۷۱۳ء میں ہوا۔ جو محض تجارتی تھا۔ اس معاہدہ کی رو سے ڈنمارک کی ایک کمپنی کو اصلیت سے آصفی تک سارے ساحل پر اجارہ حاصل ہو گیا۔ اور اس کے عوض میں ڈنمارک نے پچاس ہزار ڈالر سالانہ بابت زرا جاہ اور چوبیس ہزار بطور خراج یعنی کل ۵۹ ہزار سالانہ منظور کئے مگر اس کمپنی کا جلد ہی ہی دیوالیہ ہو گیا۔

۱۷۱۳ء میں ہیبرگ نے بادشاہ کی مصلحتوں ایک معاہدہ تحریر کرایا اور ۱۷۱۳ء میں معرفت مسطر تھے۔ بین بیٹیک کی طرف سے سلسلہ جنبا بنی ہوئی۔ سب سے آخر ۱۷۱۳ء میں سوڈن کے ساتھ مراکو کا معاہدہ ہوا۔

۱۷۱۳ء میں روڈالف دوم شاہ جرمنی نے سرانجامی تشریف کو سلطان عبدالعزیز ثالث ابو فارس کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک معاہدہ تحریر کرایا۔

یہ تاریخ مراکو میں بہت دلچسپ ہے مگر اس معاہدہ کو بھی چند ان سرسبزی حاصل نہ ہوئی۔ آئندہ
کے ساتھ بھی عہدہ و پیمان علی میں آئے۔ ۱۸۹۶ء میں جرمنی کے ساتھ ایک عہد نامہ ہوا
جو یہ نسبت دیگر اقوام کے ساتھ زیادہ تر مفید ہے۔ ۱۸۹۶ء سے لیکر ۱۸۹۷ء
تک مالینڈ کے ساتھ یکے بعد دیگرے معاہدے ہوئے۔ تھے اور معاہدہ ۱۸۹۸ء اور
۱۸۹۹ء کے اوسے ہائینڈ کو لڑائی کے ساتھ تجارت کا اجارہ حاصل ہو گیا۔

اٹلی کی ریاستہائے مہور یہ کے دوستانہ تعلقات مدت مدید مراکو کے ساتھ چلے
آتے تھے اور قیاساً جو اس کے ساتھ بھی یہ سلسلہ جاری تھا۔ ۱۸۹۵ء میں وٹس کے
ساتھ بھی ایک معاہدہ ہوا۔ ٹسکی کے ساتھ ہی عہد نامہ ہوا۔ ۱۸۹۵ء میں ساؤڈی
کے ساتھ مصالحت ہوئی آخر کار ۱۸۹۹ء میں اٹلی متحدہ کے ساتھ ایک عہد نامہ ہوا۔
ہسپانیہ کے طور کے مطابق مولائے الحسن کو یہ ترغیب دی گئی کہ اسقف روم
کے پاس سفارت ارسال کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شریف سلطان کے یہ بات ذہن
نشین کی گئی تھی کہ عیسائی طاقتوں پر ریم یا پاکا بوجہ مذہبی تقدس اب تک بہت
اثر ہے اور اسکے ذریعہ ان اقوام کو جکامرا کو پر دانت ہر اس ارادہ سے باز رکھا
جائے مگر یہ امید خام تھی۔

عاقبت الامر شمالی امریکہ کی ریاستہائے متحدہ کے ساتھ عہد نامہ تحریر ہوا (۱۸۹۸ء)
اور پچاس سال بعد کناس سے اسکی تجدید ہوئی۔ ۱۸۹۸ء میں جب امریکہ والین
نے ٹینیسی پر گولہ باری کی تو اسوقت دستاویز معاہدہ فرانسیسی کے پردے اڑ چکے تھے
اور مراکو نے اعلان جنگ بھی کر دیا تھا مگر دوسرے سال پھر صلح ہو گئی۔ ۱۸۹۶ء
میں مراکو کا انجیم کے ساتھ ایک عہد نامہ ہوا۔ یہ معاہدہ تجارت کے متعلق تھا۔
آخر روس نے ہی عمان نوجہ اور معطوف کی اور چونکہ تجارت وغیرہ کی طرف سے ہینڈ
ہی سے ہینڈ است تھے۔ اس لئے ۱۸۹۷ء میں مراکش میں برٹش سفیر بٹھا دیا۔
اور ہرا ذیل اور ٹونگارک کے سفر اچھی مراکو میں موجود پایا جاتے ہیں۔

اکثر اوقات یہ کوشش اور سی کی گئی ہے کہ مراکو اور روم رٹری کے امین بھی
رابطہ اتحاد اور تعلق دوستانہ قائم ہو جائے مگر ہمیشہ یہ کوشش بے سود اور
سچی لا حاصل ثابت ہوئی ہے۔ اسکا بھاری سبب یہ ہے کہ والیان مستقبل لقب

خلیفہ اسلام کا ادا کرتے ہیں جبکہ وہ حقیقت سچی نہیں ہیں اور اس لقب کے اختیار کرنے سے یہ عوام سمجھ کر وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے دینی ہادی اور بادشاہ ہیں۔ لیکن ترکوں کے اس دعویٰ کو کبھی کسی نے تسلیم نہیں کیا۔ اس دعویٰ کی سماعت یا تو وہاں تک نہیں ہو سکتی تھی اور وہی چنان تک وہ زور بازو سے اسکو مناسکے یا البتہ وقتاً فوقتاً ان لوگوں نے حسب ضرورت وقت جنگ و امداد کے لئے ترکوں سے درخواست کرنی پڑی اس دعویٰ کو تسلیم کیا ہے۔ چونکہ ترک شریف نہیں ہیں یعنی وہ محمد صلیم کی اولاد میں سے نہیں ہیں اور خاندان مراد کو مدت سے شریف چلے آتے ہیں اس لئے سلاطین مراد کو ترکوں کو سلطان یا شہنشاہ کے لقب سے بھی پکارنا کبھی گوارا نہیں کیا۔ اور یہی مورد و نو سلطنتوں میں دو شانہ عہد و پیمان ہونے کے مانع اور سد راہ رہے ہیں۔ اور ایسا ہی واقعہ پہلے ہوا تھا کہ صلاح الدین نے یعقوب منصور محمدی کو امیر المومنین کا خطاب دینے سے انکار کیا۔ اور موخر الذکر نے اپنی ناراضگی کی وجہ سے عیسائی مجاہدین کے برخلاف امداد و پیچھے سے انکار کر دیا۔ ۱۲۵۷ء میں سلطان اعظم نے جب کوہرا کو سیورضین لئے شاہ کے لقب سے ممتاز کیا ہے ایک سفارت بغرض مدد برآزی روانہ کی۔ گویا دونوں ملکوں میں دو شانہ تعلقات پیدا کرنے کے لئے یہ سفارت ایک گونہ پیش قدمی تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ۱۲۷۱ء میں سلطان مراد کے بیٹے زیدان نے کچھ کتب فرانسیسی تجارت کو بغرض جلد بندی دینے فرانسیزیوں نے کتب مذکورہ خورد برد انگریزوں اور واپس نہ لیں اور حقیقت الامر یہ ہے کہ رستہ میں ہسپانیہ والوں نے تجارت مذکورہ سے کتب چھین لی تھیں۔ خیر اس جرم کی پاداش میں سلطان مراد نے تمام فرانسیسی سوداگروں کو جو اس کی سلطنت میں تھے قید کر دیا۔ اس پر فرانسیسی کنصل نے جو قسطنطنیہ میں تھا ترکی سلطان سے درخواست کی کہ کیس طرح کہہ کہا کر فرانسیسی تجارت کی غلامی کر دیں۔ ترکی سلطان نے اندراہ نخوت بجا ہوا کہ بہت ساجت یا بلطافناجیل سلطان مراد کو ترغیب دیا ایک فرانسیسیوں کی رہائی سے متعلق نافذ کر دیا۔ بھلا مراد کو الے اس زمان کی کیا حقیقت سمجھتے تھے انہوں نے فوراً اسکی تعمیل سے انکار کر دیا۔ اس پر فرانسیسیوں نے اصل یہ پر گولہ بازی

شروع کر دی مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ تاہم دولا کے زیدیان نے نہ حصول تخت تاج کی کوشش میں قسطنطنیہ سے امداد چاہی اور امداد ملی بھی مگر یہ سترہ میں غارت ہو گئی اور سید علی ایک صدی بعد مولائیکو اغیل نے لوئیس چہارم کو ترکون کے برخلاف جنگ میں امداد دینے کا اقرار کیا تھا۔ ۱۲۷۶ء میں ترکون نے سلطان مراکو سے ہنیا پر سوس کے برخلاف ملک مانگی کہ وہ دونوں آپس میں مسلمان بھائی ہیں اور ساتھ ہی کچھ قرضہ بھی مانگا۔ سیدی محمد نے ترکون کی دستوں کے پورا کرنے میں بہت کوشش کی اور نقدی اور سپاہ جمع کر کے روانگی مگر راستہ کی صعوبتوں کی وجہ سے ترکون تک اسکا بہت تھوڑا حصہ پہنچا۔ اگرچہ سلطان مراکو نے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ یہ ساری امداد وہ ترکون کے حسن سلوک کے صلہ میں ارسال کرے گا ہے۔ لیکن مسموع ہے کہ ترکی سلطان نے تیسویں چڑھا کر کہا کہ یہ سب کچھ مراکو کی طرف سے ہمیں بطور خراج وصول ہوا ہے۔ ششماہ میں دونوں ملکوں میں کچھ خفیہ سی اور دلی بھی واقع ہو گئی تھی۔

کچھ عرصہ سے مغرب میں ترکی اغراض بھی انگریزی تو فصل کے ہی تعلق میں لیکن یہ ترکوں کی ترک مراکو میں سکونت پذیر ہے اور سہل کم ہی کوئی ترک آنا پسند کرتا ہے اندرین حالات ترکون کا مراکو کے ساتھ کچھ جذبات تعلق نہیں ہے۔ مراکو کی حاجیوں کو وہ سے کچھ باہمی تعلقات کو ترقی ہو رہی ہے مگر یہ ترکون کا اپنا فرض ہے کہ حاجیوں کے ساتھ وہ نیک سلوک کریں خواہ وہ کسی ملک سے آئیں۔ کم از کم ایک دفعہ ٹرپولی اور مراکو کے مابین براہ راست کچھ سلسلہ قائم ہوا تھا۔ ۱۸۱۷ء میں گورنر ٹرپولی نے ایک خوبصورت باکرہ لڑکی سلطان کے حضور میں پیشکش کی اور سلطان نے ایک فرحتہ تیس توپ کا لٹاریج سے عنایت کیا۔ اسکے سوا اور کسی مشرقی ملک سے مراکو کے تعلقات کا سلسلہ قائم نہیں ہوا۔ مگر لو تارنچ تیمور میں لکھا ہے کہ مراکو اور فاس کو باویشا پن نے تیمور کے آگے اپنے تاج ڈال دیے۔ اگرچہ فاس کے بادشاہ نے بغل ازین ایک موقع پر بہادری و حقارت آمیز الفاظ میں تیمور کا ذکر کیا تھا :

باب ہفتم مراکوئی نوستانہ رسم و رواج

سلطنت مراکو کے حالات جہاں تک اسکا تعلق سفر سے ملک غیر سے رہا ہے خالی از و لچبی نہیں ہے جب آؤں ہی آؤں یہ رواج قائم ہونے لگا تو ہوقت یہ دستور رائج ہو گیا کہ تجارتی جہازوں کے بیڑے کے ساتھ ایک لفظ بطور توصل جایا کرے یہ افسر تمام جہاز سی ساز و سامان کا نگران ہوتا تھا۔ کیونکہ ہوقت کے حالات کے مطابق صرف ایک جہاز سفر کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا جب پہلے بربری ساحل پر فرانسیسیوں کی طرف سے توصل قائم ہونے لگے تو یہ جہدے بالکل بے ضابطہ طور پر کئے جاتے تھے کوئی مقررہ قاعدہ نہیں تھا۔

یہ اشخاص ملک غیر سے اس عہدہ سفارت پر ممتاز ہو کر دربار مراکو میں حاضر ہوتے تھے وہ ان کی قدان کے ملک کی حیثیت کے مطابق ہوتی تھی۔ پس ہر ایک ملک کے سفیر کے حصہ میں یکساں سلوک نہیں ہوتا تھا۔

سرانہائی شیرلے | سرانہائی شیرلے جو ایک نہایت بیباک اور دلیر آدمی تھا۔ عباس کی خود سری | شہنشاہ فارس کا بڑا معتد تھا اور شہنشاہ کی طرف سے پورے

اکثر بادشاہوں کے دربار میں وہ گیا تھا۔ آخر ایک یورپین بادشاہ نے شیرلے کو سفیر کے عہدہ لے کر نہ ثالث امیر مراکو کے دربار میں ارسال کیا۔ جب یہ شخص دربار امیر میں گیا تو نہایت طمانیت کے ساتھ گھوڑے پر سوار و دربار خاص میں آن ہو چکا ہوا۔ حالانکہ یہ حق سوائے امیر مراکو کے کسی فرد بشر کو حاصل نہ تھا۔ درباری دیکھ کر بہت حیران ہوئے لاکن امیر نے کوئی اعتراض اس کے متعلق نہیں اٹھایا۔ امیر کے معتبر من نہ ہونے

لہذا صد سال پیشتر اسلین نے ان دس سو اگروں کو جو ساحل بربری پر بادشہ رکھتے تھے یہ اختیار دے رکھا تھا کہ اپنے میں سے کسی کو انتخاب کر لیا کریں حتیٰ کہ باقاعدہ طور پر یہ عہدہ بڑھونا شروع ہوا۔

کی وجہ یا تو مصالحت وقت اور ظاہر داری تھی بلکہ حسن اخلاق نے اس وقت
ایک دل شکن اعتراض کرنا گوارا نہیں کیا۔ مگر بعد ازاں اپنے حکم دیدیا کہ ماسک
سیسیسی کو بڑے درد ازاں پر ہی زنجیر دکھانا چاہیے۔ شیر کے دربار میں جھکا نکلیں
اور واپس سوار ہی چلا آیا۔ زمانہ حال تک یہ دستور ہے کہ اگر کوئی سیسیسی یورپین
طاقت کی طرف سے دربار سلطان مرکو میں جئے تو سلطان کے حضور میں پایادہ
اور سر سے تنگ حاضر ہو۔ البتہ ایسے اشخاص سلطان کی چھتر کے نیچے حاضر ہوتے ہیں
اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی بنا پر تو فصل لعل کے واسطے ایک گھوڑے کی اجازت ہی
گنتی تھی اور دوسرے کسی شخص کو اس پر سوار کی اجازت نہ تھی یہ قید ۱۲۳۲ء تک
جاری رہی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولائے اعلیٰ کے دربار میں انگریزی سیسیسی حاضر
ہوا۔ چونکہ سیسیسی بوٹ پہن پہنائے چلا آیا تھا اس لئے سلطان نے حکم دیا کہ بوٹ پاؤں
سے اتار دو۔ اور ٹوپہ ہوا۔ اور ۱۲۳۲ء میں سبب ایک مرکو سیسیسی شاہ انگلستان
کے دربار میں حاضر ہوا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ جوتی اور وشار و بون و نار و بجا زین
مٹوڑے سے صدمہ سے بعض سیسیسی وقت کے کچھ صدمہ میں سر پر ٹوپی لٹکے رہتے ہیں
اور رفتہ رفتہ نہایت تحویل طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ ایک یہ بھی مرکو میں سیسیسی
تھا کہ سیسیسی سلطان کے حضور خطوط گھٹنوں کے بل چکر پیش کرتے تھے۔ اس دستور
کی خلاف ورزی ۱۲۳۲ء میں سر جوہن ڈرمنڈے نے کی تھی اور اول ہی اول
جس شخص نے سر سے ٹوپی نہیں اتاری وہ ایم۔ اور ویگن تھا جو ۱۲۳۲ء میں دربار
مرکو میں حاضر ہوا۔ مولائے زیدان نے دو فرانسیسی سیسیسی و ن کو دربار میں حاضر
ہونے کی اجازت نہ دی اور تیسرے کو قید کر دیا۔ کیونکہ مولائے زیدان کی کتب
جو اس نے ایک فرانسیسی کے سپرد کی تھیں اہل ہسپانیہ لیکے تھے۔ رزلی
جب سفارت پر آیا تو اسکو پچیس آدمی ہمراہ لانے کی اجازت بھی مگر وہ یکساں
نفر ساتھ لے آیا۔ جب یہ سفارت جہاز سے اتری تو زامید تعداد فوراً قید خانہ
کو روانہ کی گئی۔ آخر کار بہت سی جھگڑا اور فساد کے بعد قیدیوں کی خلاصی ہوئی۔

۱۲۳۲ء میں جب شامی غلاموں نے جازین کو کہا کہ بوٹ اتار دو تو سلطان نے بلند آواز
سے کہا کہ اس طرح آنے دو کیونکہ اگر عیسائیوں کے پاؤں میں بوٹ نہ ہوں تو انکو نہ کام چھانا

۱۲۳۲ء

۱۲۳۲ء

۱۲۳۲ء

۱۲۳۲ء

اور ایک ہندو معاہدہ کے رو سے تو فصل قائم ہوا۔ (۱۶۲۹ء)

سترہویں صدی میں ملکہ آبن کا سفیر مراکو میں روکا گیا کہ جب تک مراکو میں سفیر انگلستان سے صحیح وسلامت واپس نہ آئے گا انگریزی سفیر بطور برغال کے مراکو میں بند ہو گیا۔ انگریزی سفیر ملیوان میں قید کیا گیا کیونکہ ایک جہاز مراکو نے جبل الطارق میں بغرض مرمت روانہ کیا تھا اور وہاں کے انگریزوں نے اسے جبل الطارق میں ہی روک رکھا۔ انگریزی سفیر لیٹن ایک سال تک مراکو میں بند رہا اور دیگر سفراء کے ساتھ ہی انڈین فیصل سلوک ہوتا رہا۔

آخری صدی میں جو حالت انگریزی سفراء کے ساتھ مراکو میں پیش آئی وہ قابل سفر انگلستان انہیں ہے۔ سالی کا فرطیلوان میں فوت ہوا۔ اسکا جانشین لیٹن قید ہوا۔ پٹی کرو جو اسکے بعد آیا طبعی موت مراکو میں رہنے کے فاس میں خودکشی کی۔ اس کا جانشین پوپیم نکلا گیا۔ سپین فرار ہو گیا۔ کوئی تمام انگریزی رعایا سمیت جلا وطن ہوا۔ روج کرٹس کی جگہ پین مفرز کیا گیا جو واپس بلا لیا گیا بعد میں اس نے ایک عظیم کتاب لکھی ہے۔

زمانہ سابق میں تو فصلان کی یہ مجال نہ تھی کہ سلطان کے حضور میں حاضر ہو کر بے سلام کئے مراکو سے رخصت ہو جائیں۔ اس میں اکثر پانچ چھ ہفتہ لگ جاتے تھے اور ایسے موقع پر پانچ چھ سو پونڈ کے تحائف دینے پڑتے تھے۔ ایسے مواقع پر تو فصل ہر قسم کے جیلے کام میں لاتے تھے۔ سلطان کی چاہی ازواج کو تحفہ و شالیف دے دلا کر سفارت کرائی جاتی تھی۔ سفراء میں انگریزی تو فصل نے برسی طرف سے ایک یہودی کو سلطان کے حضور میں بھیجا۔ اثنائے گفتگو میں جب سلطان کو معلوم ہوا کہ وہ ایک یہودی کے ساتھ باتیں کرتا رہا ہے تو اس یہودی کو زندہ جلا دیا گیا۔ تو فصل سپین صرف پڑنے کیڑے بدن پر لیکر جبل الطارق کو بھاگ گیا کیونکہ سلطان کا ارادہ تھا کہ عذاب فاقہ سے اسکی جان نکالے۔ اس قسم کی کئی مثالیں حالات مراکو میں موجود ہیں۔

انگریزی تو فصل کا بیان ہے کہ ایک روز علی الصبح کوئی ستر نفر اسکے پاس آئے اور کہا کہ وہ سلطان کے حکم سے آئے ہیں تاکہ تو فصل کو کالی دیں۔ اسکے منہ پر تھوکیں اور اسے مار ڈالیں تاکہ امر پائے ثبوت کو پہنچ جائے کہ ان کو انگریزوں کیساتھ

کسی قسم کی موافقت نہیں ہے۔ اس حکم سلطانی کی تعمیل کے واسطے وہ مطرح تیار ہو کر کھڑے ہوئے کہ گویا دربار کھائے بیٹھے تھے۔ اسکے بعد قونصل کو سلطان کے دربار میں لے گئے۔ سلطان نے شہر کر دیا کہ یکم جنوری سے طبعاً ایک لاکھ پونڈ اور سو مرقوی غلام سالانہ کے عوض میں اہل سیپانیہ کے ہاتھ فروخت ہو چکے ہیں لہذا جلد دیگر اقوام وہاں سے فوراً نکل کر طبلوآن میں چلے جاویں۔ حالانکہ طبلوآن میں اس وقت کسی یورپین کو سکونت رکھنے کی اجازت نہ تھی جہاں سے وہ دس سال کے عرصہ میں فروغ کئے گئے تھے۔ چند گنہگار کی ہولت پر انگریزی رعایا کے ساتھ سودی مارٹیل کو بلا وطن کئے گئے جنکو دینا ہر قسم کا مال و اسباب وہاں ہی چھوڑنا پڑا۔ قونصل نے تمام کاغذات جلا دیے کیونکہ سپانیہ کا کمانڈر کہتا تھا کہ تمام انگریزی رعایا جو وہاں تھی جنگی قیدی تھی قونصل کی جاہد اور کا تخمینہ جو سے چور و وہاں چھوڑنی پڑی تین ہزار پونڈ تھا۔ جس میں اسکی بے بہا کتب مالیت پرچہ پونڈ بھی شامل تھیں۔

بعض قونصلوں کو مراکو میں ہر دفعہ بڑی ہی نصیب ہوئی ہے اور ان میں سے ایک شیر لے بھی ہے جب وہ آصفی میں اپنے تیرہ ہمراہیوں کے ساتھ ہونچا تو اس نے بڑی دریادلی سے داد و دہش کی۔ چنانچہ پانچ سو نفر اور اسکے ساتھ بطور بدرفتار مامور کئے گئے تھے۔ میں سے ہر ایک کو ایک ایک ہنایت عمدہ لنگی عنایت کی۔ اگرچہ وہ خرچ سے تنگ ہو گیا اور بہت سارے پیہ وہاں کے یہودیوں سے قرضہ لینا پڑا۔ باوجود اسکے شیر لے مراکو میں خوش نہ رہا اور آخر وہ ایران میں چلا گیا اور وہاں کی افواج میں آتش فشان اسلحہ کا استعمال شروع کر دیا۔

اس خاندان کے اشخاص مدت مدید تک مراکو میں پرننگال کی طرف سے خانہ لیکو عہد قونصل پر ممتاز رہے۔ اس خاندان کا بزرگ ایک پرنسپل غلام تھا جسکو چند ہفتہ ہم نے سفیر کر کے لیسن میں بھیجا تھا۔ اگرچہ پرنسپل نے اسے بحیثیت سفیر منظور نہ کیا مگر بعد میں وہ پرننگال کی طرف سے مراکو میں قونصل مقرر ہوا۔

جب افغانی جنگ میں کو لیکو کو دینک بکچہ خواہ نہ ملی اور اسکے ذمہ بہت سا قرضہ ہو گیا تو سلطان نے اسے اپنے خاندان کا ایک فرد خیال کر کے روپیہ بہم پہنچایا تھا۔ اور جب پرنسپل گورنمنٹ نے کو لیکو کو طبع کرنا چاہا تو اہل مراکو نے اس امر کا بزور اظہار

کر دیا کہ اگر ایسا ہوا تو وہ کسی دوسرے ستیر کو منظور ہی نہیں کرینگے پس گولی کو لیکو کو ہی وہاں بدستور رہنے کی اجازت دی گئی۔

حاکم غیر کی سفارتوں کے ساتھ جو اشخاص مرا کو میں گئے ہیں ان کا جملہ ایک گولی آتس ہے جو ایک دلنیز پروفیسر تھا۔ گولی اس نے ایک نخیل بزبان عربی سلطان کے پیشکش کی اور سلطان کی تعریف خود عربی زبان میں تحریر کر کے پیش کی۔

ان تحایف کی تفصیل جو سفر لائے حاکم بن علاوہ رقم خرچ کے مرا کو میں لائے (قسم تحایف) ایک قسم کی دلچسپی رکھتی ہے اشیائے محالیف کہی اپنی مدد کی وجہ سے اور

کبھی اپنی قیمتی ہونے کی وجہ سے شرف قبولیت پاتی ہیں اور ہر ایک قسم کے تحایف اور پین حاکم کو مرا کو میں جلتے رہے ہیں یعنی جو جو چیزیں اچھو بہ روزگار ہوئی ہیں وہ مرا کو میں بطور پیشکش روانہ ہوئی تھیں۔ انگلستان کی طرف سے گھوڑے اور ہانسی ہی بھیجے گئے ہیں

مشہور شیا جو سلطان مرا کو کی طرف سے بطور تحایف ارسال ہوئی رہی مرا کو کی مشہور شیا ہیں وہ گھوڑے ہیں اور سامان زینا وغیرہ یا مشیر اور مشیر مرغ وغیرہ۔

جب پورنگال نے مرا کو میں گاڑی بھیجی ہے سلطان اس تحفہ کو بہت ہی پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ تحایف کے معاملہ میں سلاطین مرا کو ہمیشہ بے تکلفی کو کام میں لاتے

ہتے ہیں۔ چالیس رویم نے مولائے سلجیل کچھ مدت میں تین گاڑی کے گھوڑے روانہ کئے تھے تو سلطان نے کر کی کو کچھ بھیجا کہ تہا ری آقا نے تین گھوڑے ارسال کو ہیں

اور یہاں ایک گاڑی کے آگے چار گھوڑوں کی ضرورت ہے لہذا میں بادشاہ کو کہلا چھو کہ ایک اوٹو گھوڑا روانہ کریں اور ہکو طرح نمونہ کرو۔ نیز مولائے سلجیل

نے لوئس چار دوم کے سفیر کو کہا کہ چند چار آئینہ ایک عمدہ تلوار اور چند بے بہا جواہرات شاہی خزانہ سے اور آؤر نادرشیا جو اس سے مذاق کی ہو میں ہم پہنچاؤ

لے علاوہ دیگر اشیائے کپتان پیدن منجانب جارج اول مولائے سلجیل کے پاس یہ تحایف لے گیا تھا ایک ہاتھ نویس نقل کی کر سی سلطان کے واسطے پچاس پونڈ۔ دس پونڈ چار منبر ہم شلنگی پونڈ

مطرسل شلنگی میں ایک بڑا بادہ بنی کا شمع دان کئی قسم کے پارچات۔ شکر چینی کے برتن۔ اٹھا پونڈ چار منبر۔ زیورات اور نادرشیا۔ کابین۔ سنہری فیتہ۔ بندوق۔ دو منبر پتول وغیرہ وغیرہ۔

اور سب پینا چیزیں جو حرم سلطانی کے مذاق کی ہوں ۴۰

لیکن سب بڑھکراہل مراکو توپ۔ گولی بارود اور بالخصوص پہاڑی اور جلد فیر کر نیوالی
اتوپ کی ٹخند کی نہایت قدر کرتے ہیں۔ فادر آف مری بڑے بڑے قیمتی تحائف و ایندھن
کریٹے رہے ہیں۔ چند سال بعد اسی جماعت تحائف الیبتی ایک ہزار پونڈ سلطان
مراکو کو ارسال کئے۔ ان تحائف میں چار بھی تھی۔ بنطام معلوم کہ اس وقت اول ہی اول چار
لالی گئی تھی جو بعد ازاں اس قدر مضبوط جام ہو گئی ہے کہ شعلہ میں جو تحائف مراکو میں
پہونچے اس میں ماسوائے اور قیمتی اشیاء کے تین کتے بھی تھے۔ جب قونصل
تبدیل ہوتا تھا تو لٹچ کا گورنر حاضر ہوتا تھا۔ مگر یہ رسم شعلہ میں برطانیہ
نے موقوف کرادی۔

جب کوئی سفارت مراکو میں جاتی ہے تو شاہی ملازم بطور بدرقہ استقبال
کو جلتے ہیں اور دار الخلافہ تک کل انتظام بار برداری وغیرہ بھی کرتے ہیں اور
رستہ کے کنارہ پر جہان سے سفارت گذرتی ہوئی ہے تمام سامان رسد وغیرہ ہتیا
کیا جاتا ہے اور اس قدر اوقات سے یہ سامان ہوتا ہے کہ اگر پوری نگرانی نہ کی جائے
تو غلب کا بڑا موقع مل سکتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ دودھ، مکھن، مرغ، گوسفند
ہر روز زندہ و پرستہ۔ کباب، روٹی، غد جو گھوڑوں کے واسطے بکثرت موجود ہیں
یہ ساری اشیاء غریب رعایا کا خون چوڑا کر انہیں پہونچائی ہوئی ہیں۔

اس جگہ ہم قدر گنجائش ہرگز نہیں رہے کہ سفارت کے استقبال کے وقت جو رسوم
و عمام نظر آتی ہے اور جوشان و شوکت دکھائی جاتی ہے اسکا شرح و بسط کے ساتھ
مذکرہ کیا جائے تاہم قدر یہاں بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس آؤ بگٹ
کی بدولت ہر ایک سفیر کے دل میں یہ خیال نکم ہو جاتا ہے کہ جس عورت و حرمت ہر اسکی
چینوائی ہوئی ہے قبل ازین کہیں کسی سفیر کی نہیں ہوتی پر سب دار الخلافہ فرزدیک رہ
جاتا ہے تو ایک مقام کیا جاتا ہے تاکہ کل شہر میں سفارت کی مزاری کے استقبال
کے لئے اہتمام کیا جائے۔ تقریباً غریب کے نصف باشندہ عورتاں کی عرض سے باہر
نکل آتے ہیں جن میں ہر ایک اپنے عمدہ ترین لباس میں لباس ہو جاتا ہے۔ تاسل بین
گھوڑوں پر سوار سپاہیوں کی صفوف کردر میان چلتے ہیں اور شہر میں سواروں
کی آواز کا جو گونگون پر ہوتی ہیں غریب کا غور و غوغا سنائی دیتا ہے۔ سفیر کو واسطے

ایک مکان خالی کر دیا جاتا ہے اور تین روز آرام و تیاری کے واسطے دیئے جاتے ہیں اس کے بعد محل کے کسی حصہ میں دربار عام منعقد ہوتا ہے۔ سلطانی سوار صف بانہجہ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے درمیان باشندگان ممالک غیر پادہ کھڑے کئے جاتے ہیں بعد ازاں بھاری شور سانسائی دیتا ہے اور بڑے دروازے کھولے جاتے ہیں پھر حضرت سلطان برآمد ہوتے ہیں۔ آگے آگے ایک گاڑی ہوتی ہے جو کسی غیر ملک کو نذر کی گئی ہے۔ پیچھے پیچھے ساتیں نہایت خوبصورت گھوڑے پکڑے چلے جاتے ہیں۔ جب سلطانی سوار سی عین وسط میں پہنچتی ہے یہاں خزانہ سفارش جمع ہیں تو یہ لوگ ٹوپی وغیرہ اتار ڈالتے ہیں اور ٹہک جاتے ہیں۔ عرض بیگ جو ہمیشہ بلند آواز شخص منتخب کیا جاتا ہے سفیر کا نام و پتہ بتاتا اور ملاقات کرانا ہے۔ سلطان نرم آواز میں خوش آہد کہتا ہے۔ سفیر اپنے خطوط و دیگر کاغذ ایک ریشمی رومال میں لپیٹ کر ایک افسر کے حوالہ جو اس امر کا منتظر کھڑا ہوتا ہے کر دیتا ہے اور سفیر ایک دو مقررہ جگہ بریان حوی کہہ دیتا ہے اگر وہ کہہ سکتا ہو ورنہ ترجمان وہ عبارت سناتا دیتا ہے جسکے بعد دو شانہ تعلقات کا یقین دلا کر سفیر تشریف لے جاتا اور اپنی جماعت کے اشخاص پیش کرتا ہے اور دربار پر خاست ہوتا ہے پھر وزراء کی طرف سے دعوتیں اور ضیافتیں ہوتی رہتی ہیں اور کاروبار کے متعلق ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اکثر بسبب ترجمہ کے مغالطہ پیش آتی جاتا ہے۔ سب آئو سلطانی شایع تقسیم ہوتے ہیں اور بھر طرح سفارت کی اداری وار دہوتی اس طرح واپس روانہ ہو جاتی ہے۔

تمام وزراء کے خارجی طبقہ میں سکوت رکھتے ہیں اور چونکہ عدالت عالیہ ہمیشہ اپنا مقام بدلتی رہتی ہے اس لئے اجلاس و انفصال معاملات میں وقت پیش آتی ہے اور اہل مراکو کے واسطے التوا اور کسی کام سے پہلو ہتی کرنے کے لئے کافی سے زیادہ پہانے موجود ہیں۔ وہ انشاء اللہ کہہ ہر ایک کام کا وعدہ کر دیتے ہیں۔ اور دل میں خوب جانتے ہیں کہ اللہ ایسا نہیں کریگا۔ الا اگر ان کے مدعی مطلب ہو اور وہ اس کام کو کرنا چاہیں تو پھر اس میں کسی قسم کی تاخیر ہونے کی ہتیں۔ اب وہ دن گزر گئے ہیں جب مولائے اعلیٰ سجدہ میں پڑ کر اللہ کا شکر ادا کرتا اور کہتا تھا کہ

پروردگار یہ پیری میں عنایت ہے کہ تو عیسائی سفر اکو میری سلطنت کی عظمت و شان
دیکھنے کے لئے یہاں بھیجا ہے چونکہ اب سفیر بھی کثرت آنے لگ گئے ہیں اور ان کی
آؤ رفت میں کئی قسم کی وقیاس اور رشواریان پیش آتی ہیں اس لئے وہ نہایت
ہی نامبارک جہان خیال کئے جاتے ہیں۔

سلاطین مراکو کا خیال سفیروں کے متعلق ایک عجیب قسم کا ہے وہ ہمیشہ بے با شدد
غیر ملاک میں سے سفیر انتخاب کرتے رہے ہیں۔ مراکو کا مستقل سفیر صرف جبل الطارق
میں ہی ہے اور جو سفیر مکہ شریف اور قاہرہ میں ہیں وہ دراصل سفیر نہیں کہلا سکتے
معمولی اہتمم رکھتے ہیں۔ مولائے تمیل نے ایک ہسپانوی غلام کو سفیر کر کے پورنگال
میں بھیجا تاکہ وہ ان جاگیر مشرابطہ عہد نامہ کا پورنگیزوں سے تصدیق کرے لیکن وہ
عہد نامہ منسوخ ہو گیا۔ پھر اسی شخص کو انگلستان میں شیر ہیرا اور منتر مرغ تحفہ
دیا گیا۔ جب وہ ان پور فرارستہ فارغ ہوا تو اسے اس کام پر بھیجا کہ جو کام وہ سفیر
غلام کی حیثیت میں کرتا تھا۔ القصد دیکھو غلاموں کی مانند اسکا کلا بھی کاٹا گیا۔ مولائے
الغیر نے ایک تہوار کے رہنے والے کو سفیر مقرر کر کے ہسپانیہ میں بھیجا مگر اہل
ہسپانیہ نے اسے منظور نہ کیا۔ لکن اس قسم کے اعتراضات اس زمانہ میں شاذ و نادر
ای وقوع میں آتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص سی ڈیوٹو پلانچ جو مراکو کی یہودی جماعت میں
میں آیا۔ اس شخص کا یا پھر تھیرلینڈ نے اس کو کیٹوف سے تہتم بخانا۔ ڈیوٹو

کے پاس ایک خط منجانب سلطان مراکو تھا اور اپنے آپ کو سفیر مراکو ظاہر کرنا تھا۔
خیر ایک سفیر کی طرح اس کے عادات کی گئی۔ جو عیالیف سلطان کے واسطے قرآن مجید
سے دیکھ گئے وہ بھی اس نے لے لئے مگر یہ سب کچھ لے لیا کہ وہ ایک مہر و م میں جا
بیٹھا۔ فی الجملہ جو جو کام اس نے فرانس میں کئے سلطان نے ان سے انکار کر دیا۔ اسپر
لوئس تہیز و م نے جس نے ڈیوٹو کے مصارف سفر بھی ادا کر دیئے تھے کہا کہ اسکو
وہاں سے نکال کر اسکے والد کو دیا جائے۔ مگر یہ درخواست منظور نہ ہوئی لہذا اس پر
طرفہ ہوا کہ ڈیوٹو پلانچ اپنے والد کی وفات پر اہلند میں اسکی جگہ مراکو کی رعیت
راہم (مقرر ہو گیا۔ لیکن جسے کہ ڈیوٹو کو پہلے سفیر تسلیم نہ کرنا مراکو کی محض ایک چال تھی

اسی طرح بعد میں ایک عہد نامہ سے جو فرانس کے ساتھ ہوا تھا سلطان مراکو نے انکار کر دیا۔ اس معاملہ میں یہ تجت پیش کی کہ وہ شخص جس نے معاہدہ کیا مجاز نہ تھا اور اس نے خط میں خواہ مخواہ اپنا نام درج کر دیا۔ بن عبد بنام ایک شخص سچے ہو کر فرانس میں آیا یہ شخص اپنی ظرافت کی بدولت شہور تھا۔ بن عیسیٰ لولیس شاہ فرانس کے پاس یہ استدعا بھی لیکر آیا تھا کہ اپنی لڑکی کو سلطانی حرم میں داخل کرنے کی عورت بنجیں اور اس امر کی پروا نہ کریں کہ پیشتر ہی سلطان کے بہت سے حرم ہیں۔ بن عیسیٰ کو ہمارے جیمس دوم نے بغیر زبردستی لئے آزاد کر دیا تھا۔ سو جب جیمس جلاوطن ہو کر اس سے پیرس میں ملائی ہوا تو اس نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

۱۶۸۹ء میں دوبارہ فرانس میں ایک سفیر سلطان مراکو کی جانب سے آیا اس سفیر کا نام قاید طاہر فٹش تھا۔ اس نے شاہ فرانس کو سلطان کا لقب دینے سے انکار کیا تھا اور جو خط وہ لیکر آیا تھا اس کا سرنامہ یہ تھا بنام سردار قوم فرانس جسکے ہاتھ میں اس وقت عنان حکومت سے یعنی لولیس چہارم خدا اس شخص کو برکت دے جو سید سے راستہ پر چلے۔

جنگ ہسپانیہ کے بعد ایک مراکوئی سفیر انگلستان میں آیا اس سفارت کا مدعا یہ تھا کہ قرضہ لیکر مصارف جنگ متدعو یہ ادا کئے جاویں۔ لندن میں پہونچ کر سفیر نے اول ہی اول جو کام کیا وہ یہ تھا کہ لاڈلہ میز کو دو سو پونڈ خیرات کے واسطے دیئے۔ معلوم ہوتا کہ یہ نقدی اسے اس غرض سے دی گئی تھی کہ اسکی وجہ سے حصول مدعا میں سہولت ہو ملکہ وکٹوریہ کے ڈائمنڈ جوبلی (جشن شادی) کے موقع پر جب مراکو کو بھی دعوت ہوئی تو مراکو کے غائب السلطنت نے یہ کوشش کی کہ اسکا قیام مقام لندن میں تھا تو قرضہ کے متعلق یہی سلسلہ جنبانی کرے مگر چونکہ سلطان متوفی نے اپنے وعدوں کی جو اس نے ۱۶۸۹ء میں سرچارلس کو ساتھ لے کر پہونچ پر روانہ کی تھی اس واسطے گورنمنٹ نے اس امر سے انکار کر دیا تھا کہ کوئی خاص سفارت مراکو کی جانب یہاں نہ آئے۔ اور اس وجہ سے غائب السلطنت کی یہ کوشش کارگر نہ ہوئی۔ اس کا لہ اگر تہا ری معروضات کی طرف سلطان بالکل توجہ مبذول نہیں کیے تو ملکہ متظہر نہیں کر سکتی کہ مراکو کی جانب سے خاص سفارت یہاں آئے۔

یہ نتیجہ ہوا کہ جتن جوبلی کے وقت مراکو کی جانب سے کوئی سفیر وہاں موجود نہ تھا اور سلطنت مراکو شرکت جتن سے بہرہ ور نہ ہوئی۔

باب ہنز و اعم مراکو میں حقوق غیر مالک

جب کوئی نو وارد شخص مراکو کی حالت کو دیکھتا ہے تو اسکو تعجب آتا ہے کہ ایک ایسے ملک میں جہاں دیسی رعایا کی جان و مال بالکل محفوظ نہیں ہے وہاں باشندگان غیر مالک کی ہر قسم کا پورا پورا انتظام نظر آتا ہے اور بالخصوص جب وہ اسکے زمانہ بحری قزاقی کی طرف خیال کرتا ہے تو اس کا تعجب اور بڑھ جاتا ہے لیکن اگر نظر غایر دیکھا جائے تو یہ تفاوت ہرگز معمولی نہیں ہے اسکا سفر غ چند صدی پہلے تک چل سکتا ہے اور یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اس خاص صنف میں کس طرح یہ حالت مائل رہی ہے اس سلطنت میں باشندگان غیر مالک کے حقوق موجودہ کی ترتیب شہرہ مصنف میس لیثری نے حسب ذیل کی ہے:-

(۱) جان کی ضمانت اور بیع و شرا میں آزادی۔

(۲) قونصلان کے حدود اختیار و عدم ذمہ داری۔

(۳) حقوق نسبت مقامات سوداگری۔ کنائیں و گورستان۔

(۴) شخصی مذہب وازی۔

(۵) سرکاری حق ضبطی کا ترک (حق ضبطی سے یہ مراد ہے کہ اگر کوئی شخص بلا وارث مر جائے یا کوئی ایسی جائیداد مر جس کا وارث کوئی نہ ہے تو اس جائیداد کی مالک سرکار ہوگی)۔

(۶) ترک قزاقی از ہر دو جانب۔

(۷) شکستہ جہازوں کی حفاظت اور استحقاق نسبت اسباب جہازہ کا شکستہ کا ترک۔

(۸) اجانب کو کسی ایسی طاقت کے چٹھو کے نیچے جبکہ ساتھ صلح ہو اندر آنے کی اجازت۔

(۹) تجارتی بہاب کو ہر ادھر لیجانے۔ ذخیرہ کرنے اور فروخت کرنے اور تحصیل

قیمت کی اجازت۔

(۱۰) نافروخت شدہ پنجاب کو بلا ادائیگی محصول باہر لیانا۔

ابتداء میں جو سود اگر ساحل پر اقامت اختیار کرتے تھے انکو سرحد میں بود و باش گزار گئی پڑتی تھی اور سرائون میں ہی وہ خرید و فروخت ہی کرتے تھے، آخر کار بعض نے سرائون کو اجارہ پر لے لیا اور رفتہ رفتہ سود اگر ان غیر ممالک کی تعداد بڑھنے لگی ہر ایک سرحد میں ایک ایک قوم مقیم ہونے لگی۔ ہر گروہ کا ایک سرگروہ ہوتا تھا جو اپنے قومی گروہ کے نیک و بد کا ذمہ دار ہوتا تھا اور قونصل کو جو بعد ازاں ذمہ دار ٹھہرا گیا تھا تو اسکی بنا ہی یہ ہے جس شکل کا مدارک سبب اول کرنا تھا وہ یہ تھی کہ قونصل کو اپنی قوم کے اشخاص کے قرضہ کا ذمہ دار نہ ٹھہرایا جائے جسے پُرانا معاہدہ جو وقت موجود ہے بمقام (المسلمان) تحریر ہوا تھا۔ اس کا ایک فریق تو امیر مراد کو علی خامس (الوالیٰ الحن) تھا جو خاندان پنجاب میں سے تھا اور فریق ثانی اہل جاریکا تھے۔ اس معاہدہ کی میعاد دس سال تھی اس میں تحریر تھا کہ ہر دو ملک کی رعایا ایک دوسرے کے پاس اسباب تجارتی لاسکتی ہے اور ان کے جان و مال و دیگر حقوق ہر دو خشکی اور سڑکی پر محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ اگر کوئی جہاز ایام قزاقی میں بھی خاص مراد میں جاتا تھا تو اس کا کوئی مزاحم نہ ہوتا جس طرح ایک عرب کے جہان کو کوئی شخص کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ معاہدہ مذکورہ کے رو سے ہی غلہ گندم۔ شہد۔ کھال۔ گائے۔ بکری اور اسلحہ کے باہر بچنے کی ممانعت کی گئی تھی مگر دیگر اسباب ہر قسم کے وسطے معمولی محصول کی ادائیگی کے بعد اجازت تھی جو اسباب خاص امیر کی خاطر لایا جاتا تھا۔ اس پر کوئی محصول ادائیگی کرنا پڑتا تھا ابھی ہیں سال بھی گزرنے نہیں پائے تھے کہ ایک اقرار نامہ میں جو تیسرا کے ساتھ ہوا۔ اختیار سماعت نسبت تنازعات کا سوال پیش کیا گیا مگر سبب اول شخصی ذمہ داری کا سوال طے ہوتا تھا۔ جب اس کا تصفیہ ہو چکا تو یہ قرار دیا گیا کہ باشندگان غیر ممالک کے تنازعات کا انفصال قونصل کیا کرے اور جن تنازعات میں ایک فریق کو بھی دبی ہو اور دوسرا فریق کو بھی باشندہ غیر ممالک تو ایسی صورت میں اپیل (مرآۃ) قاضی کے پاس ہوگا۔ ایک شرط یہ بھی قرار پائی تھی کہ جب کوئی باشندہ غیر ملک مراد میں مر جائے تو جائیداد متروکہ متوفی حسب شریعت اسلام

سرکاری مال نہیں ہو جائیں گی۔ البتہ مراکو میں یہ استحقاق حاصل ہو گیا تھا کہ ممالک غیر کے تین غالی جہازوں میں سے ایک کو ملکی خدمت کے لئے استعمال کریں۔ کرایہ اور کر دین اور انتخاب کنندہ کو فصل ہون گئے۔ یہ امر بحرینی تعلقات کی ترقی کے واسطے اہالی مراکو کے حق میں مفید تھا۔

اس طرح ان حقوق کی بنیاد پڑی جن کا فائدہ آجکل اٹھایا جا رہا ہے قطع نظر اس طریقہ کے جس میں اہل مراکو اپنے عہد و پیمان کا ایفاء کرتے رہے ہیں۔ یہ کیف اس امر کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اگرچہ غلام نہیں مگر ہوا وہ ہمیشہ اپنے آباء و اجداد کے معاہدات پر کاربند ہے۔ مراکو میں یہ بھی ایک خاص دیکھنے میں آتی ہے کہ اگر کسی ایک ایک ملک کے باشندگان اگرچہ کے ساتھ رابطہ تھا بہت مستحکم ہے بعض حقوق عطا کئے گئے ہیں تو کسی دوسرے ملک کے باشندگان کو ویسے ہی حقوق حاصل کرنے میں کچھ زیادہ وقت پیش نہیں آتی۔ جب ۱۸۸۷ء میں انگریزوں نے بھی مراکو میں قدم رکھنا شروع کیا تو یہاں کام جو ان کو کرنا تھا وہ یہ تھا کہ احمد قاسم سے ایک فرمان مقرر اس امر کے قابل کریں کہ انگریزی رعایا کو خواہ حوالہ تکلیف نہیں دی جائیگی اور نہ ہی ان کو طوق غلامی پہنایا جائیگا۔ لیکن ان کو غلام نہیں بنایا جائیگا اور اس ضمن میں فرمان شاہی دیگر اقوام کے حق میں نافذ ہو چکا ہوا تھا۔

قرآن و فصل | قرآن کی سالہا سال کی نگار گوشتیں ہر بار کامیابی لائیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے عہد آمد کے روسے یہ امر قرار پایا کہ تمام حصص میں جہان جہاں فرانسسول کے اعراض وابستہ ہیں ایک قونصل مقرر کیا جائے۔ مراکو سیفر جو فرانس میں رہتا تھا اسکو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہاں جو تنازعات وغیرہ مراکو ہی رعایا میں برپا ہوں ان کا فیصلہ وہ خود کیا کرے اور فرانسسولی قونصل جو مراکو میں تھا اسے بھی ویسا اختیار دیا گیا تھا۔ ہر ایک فریق اپنی اپنی رعایا کے مقدمات سماعت کر سکتا تھا اور اس طرح جو حکم ایسے مقدمات میں نفاذ پاتے تھے وہ ناطق تصویر ہوتے تھے کیونکہ ان کا کوئی اپیل نیچے مرافعہ نہیں تھا۔ البتہ اذن ان ہی فریق کے امین ایک اور معاہدہ ہوا۔ جس کے روسے یہ قرار پایا کہ طرفین غلاموں

کو بغیر قیمت نہ دیا اور کوئی مراکوئی بندہ رگاہ اس شرط کی تعمیل میں معذور ہے تو
 فرانسیسی اسپرگولہ بادی کر سکتے ہیں۔ یہ معاہدہ اس وقت کے حالات سے لحاظ سے بہت
 مفید تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی معاہدہ کی بنا پر جبل الطارق سے جنگ جیمیری
 لگائی گئی اور برطانیہ سے بدستور صلح قائم رکھی گئی تھی۔ ایک یہ امر بھی قرار پایا کہ جو
 باشندگان غیر مالک، خفیہ طور پر بغیر ادائیگی محصول مال بیجاتے ہوئے گرفتار کئے
 گئے جاویں وہ بھی قرضہ کے حوالہ کئے جاویں۔ سولہ سال بعد ایک اہم معاہدہ
 تحریر ہوا یعنی گورنمنٹ مراکو اس قرضہ کی ادائیگی کی جو اس کی رعایا کی طرف
 سے باشندگان مالک غیر کو واجب الادا ہو مذکور قرار پائے۔ اسماعیل نے
 سرگلوڑ لے شاول کو لکھا کہ ان انگریزی سوداگروں کے قرضہ جات جو بیان
 سکوت رکھتے ہیں، ادا کئے جا دیں گے۔ لکن جب قرضہ جات کی ادائیگی ہو جائے
 تو اسکے بعد ہمارے ملک میں وہ لوگ ہرگز نہیں ٹھہر سکیں گے۔ مراکو والوں کو یہ
 اجازت تھی کہ اگر سوداگران مالک غیر کے قرضہ ادا کئے ہو چکا ہو تو
 ان کو روک دیں۔ چنانچہ ۱۸۴۷ء میں انگریزی نائب قرضہ سبب عدم ادائیگی
 قرضہ موگیدار میں روکا گیا تھا۔ حتیٰ کہ قرضہ ادا کیا گیا۔ مولائے اسماعیل نے ۱۸۴۷ء
 میں ایک فرمان فرستے ڈائیکو کے نام جو ہسپانیہ کا رہنے والا تھا بدین مضمون نافذ
 کیا کہ وہ جلد عیسائی اسرار کے معاملات خود فیصلہ کیا کرے۔ مگر قریب مذکور نے اس وعدہ
 کو منظور نہ کیا اور دنیا دار اشخاص کو یہ منصب دیدیا۔ مولائے اسماعیل ہی کے عہد
 میں انگلستان کے ساتھ ایک اہم معاہدہ ہوا۔ جس پر سوارٹھ نے دستخط کئے۔ یہ
 پہلا معاہدہ انگریزوں سے ہوا۔ اس معاہدہ کی ایکسہ بھی شرط تھی کہ طرفین ایک
 دوسرے کے جہاز میں پرچہ راہداری کا ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ ۱۸۴۷ء میں اس
 معاہدہ کی تصدیق ہوئی اور کچھ اسکو وسعت بھی دی گئی۔ یہ معاہدہ رسل کی معرفت
 تحریر ہوا۔ اب اس معاہدہ میں یہ تازہ شرائط ایذا کی گئی تھیں کہ مراکوئی رعایا
 بشمول یہودیوں صرف تین روز تک جبل الطارق یا منار کا میں کاروبار
 سہاگرمی کے روانہ ہو سکتے ہیں اور تین روزات جو انگریزوں اور دیسیوں کے
 مابین ہوں وہ گورنر اور قرضہ کے پیش ہوں +

انگریزی رعایا کے مراکوئی خدمتگار وغیرہ ہر قسم کے محفول سے معاف رکھے جائیں۔ تمام انگریزی رعایا کسی جہاز میں یکوادی جائے وہ آزاد منصوبہ ہو۔ سامان رسد وغیرہ جمہ الطارق یا انگریزی پٹریہ کے واسطے بغیر محفول کسی بندرگاہ سے خریدی جاسکتی ہیں۔ اور بعد ازاں یہ ایک ہجرتی حلقہ مکانات و جائداد انگریزی ہے ہوا۔ ولندیزیوں نے یہ معاہدہ تحریر کر لیا کہ اگر کوئی باشندہ غیر مالک کسی دیسی یعنی باشندہ مراکو کو جان سے مار ڈالے تو ایسے مقدمہ کی تجویز سلطان بغیر نفیس کیا کرے اور توفیق بھی حاضر ہے۔

سب سے بعید معاہدہ دی برطانیہ کا عہد نامہ ہے جو فرانس کے ساتھ ہوا۔ اسپر مرکش میں دستخط ہوئے۔ اس عہد نامہ کے لئے سے فرانسیسی اس امر کے مجاز قرار پائے کہ جس ضرورت سے ضروری خیال کریں مقرر کر سکتے ہیں۔ اور دوسری اقوام پر اس بارے میں ان کو ترجیح ہے۔ نہ کوئی محفول ادا کریں۔ دیسی ملازم مثلاً منشی وغیرہ کے ساتھ ان کے اپنے ذیلی میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے۔ اور ان کے مکانات وغیرہ کی حفاظت کی جائے۔ نیز وہ محفول ادا کیا کریں۔ اگر کوئی تنازعہ کسی فرانسیسی اور مراکوئی شخص کے درمیان ہو تو بغیر مداخلت قاضی سلطان اس کا فیصلہ کریں۔ توفیق بھی حاضر ہے۔ مگر اس شخص کے قرضہ کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ جہازوں کی تلاشی نہ ہوا کرے اور اس امر کی احتیاط پیشتر ہی سے کی جائے کہ علامہ ان کے جہازوں میں غرار ہو کر نہ جاسکیں۔ فرانسیسی مراکوئی بندرگاہوں میں اپنے دشمنوں سے پناہ کریں ہو سکتے ہیں۔ لاکن اہل مراکو کو ان مقامات میں جانے کی اجازت نہ ملتی جب تک کہ صلہ فرانس سے تیس سال سے کم ہو۔ تجارت پر سے سب قبضہ اٹھائی گئیں۔ نافروخت شدہ اسباب پر کوئی محفول ادا نہ ہوگا۔

جنگ ہسپانیہ کے بعد ایک اور عہد نامہ تحریر ہوا۔ اس سے جملہ حقوق سابقہ کی تصدیق ہوئی اس وقت سے مراکو میں تجارت کی آزادی ہے۔ دوسرے مالک کی رعایا اسی بندرگاہوں میں جو داخل معاہدہ ہیں مکانات تعمیر کر سکتے ہیں۔ اور اگر ضروری مقصود ہو تو سلطان کی طرف سے ان کو تعمیر کے واسطے جگہ بہم پہنچائی جاتی ہے۔ الغرض مراکو میں اب ہر قسم کی آزادی اور سہولت حاصل ہے۔

ان مالک کی رعایا کو جس کے ساتھ دوستانہ تعلق قائم ہے ہر قسم کی آزادی حاصل ہے اور کسی قسم کا جبر نہیں ہو سکتا۔ ان کے مکانات وغیرہ بھی محفوظ ہیں خواہ مخواہ ان کی تلاشی

نہیں کی جاسکتی ہے قوم کو اپنی مذہبی فرائض اپنے طریق پر ادا کرنے کی اجازت ہے۔ یہودی اور
دوسرے ممالک کے مسلمانوں کو ویسے حقوق حاصل ہیں جیسے دیگر ممالک کی رعایا کو ہیں۔ اگر
غیر ممالک کی رعایا میں سے کوئی شخص لاوارث بلا وصیت کئے دفات پا جائے تو اُسکی جائیداد تو فضل
کے حوالہ کی جائے گی۔ جو نمازات غیر ممالک کے باشندگان کے مابین ہوں انکا فیصلہ بھی تو
ہی کرتی ہے اور اس میں ایسی حکام کی کوئی مداخلت نہیں ہے جو دعویٰ یا الزامات مراکوئی رعایا
غیر ممالک کی رعایا کے برخلاف دائر کرے انکا تصفیہ بھی تو فضل کرتا ہے۔ اور اگر غیر ممالک
دالوں کی طرف سے کوئی دعویٰ مراکوئی رعایا کے برخلاف کیا جائے تو اسکا فیصلہ مقامی عدالتوں
میں ہوگا۔ تو فضل صرف اس موقع پر حاضر ہو سکتا ہے۔ ہر دو جانب کو حق مرا فائدہ اپیل حاصل
ہے۔ چونکہ مراکو میں بہت قوم غیر ممالک آباد ہیں اور ہر ایک کا قانون مختلف ہے اس واسطے
جس معاملہ میں دو فریق سے زیادہ فریق ہو جائیں تو وہ مقدمہ سخت پیچیدہ ہو جائے گا
میں یہ امر قرار پایا کہ انگریزی رعایا کا کوئی آدمی کسی علت میں گرفتار ہو جائے تو اسکو حوالہ
تو فضل کیا جائے۔ اور سوائے امر میں دلیلیزوں نے یہ معاہدہ حاصل کیا کہ اگر کوئی غیر ممالک
آدمی کسی باشندہ مراکو کو جان سے مار ڈالے تو اس کا مقدمہ صرف سلطان بذات خود سماعت
کرے گا۔ سب سے اہم معاہدہ ۱۷۹۸ء میں ہوا۔ اسکی شرائط یہ تھیں کہ اہل فرانس جہاں
ضروری خیال کریں اپنے تو فضل بٹھا سکتے ہیں۔ ایسی منشی مہدی دیگر اہلکاروں سے انکی
ادائیگی فرائض میں کوئی مداخلت نہ کیجئے۔ نہ ہی ان کے مکانات وغیرہ سے کسی قسم کا تعرض
نہ ان سے کوئی محصول وصول کیا جائے۔ باشندگان غیر ممالک کو اپنے گہروں میں عبادت کرنے
کی اجازت ہو گئی۔ اگر کوئی تنازعہ سلطانی رعایا اور فرانسیسی رعایا کے مابین واقع ہو جائے
تو اس کا فیصلہ سلطان بذات خود یا اس کی طرف سے کوئی عہدہ دار بغیر مداخلت قاضی کرے اگر
تو فضل کی اجازت تھی لگاتار کے تحقیقات میں حاضر رہے مگر وہ قرضہ جات کے لئے ذمہ دار نہیں تھا
فرانسیسی جہازوں کی تلاش منع ہو گئی۔ اہل فرانس کو اجازت تھی کہ وہ اپنے دشمنوں سے
مراکوئی بندرگاہوں میں پناہ لیں۔ لاکن اہل مراکو ان مقامات میں جانے کے مجاز نہ تھے۔ جو
فرانس سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہوں۔ اس عہد نامہ کا نام معاہدہ دی بروگنان
(۱۷۹۸ء) ہے اور بھی چھوٹے چھوٹے معاہدے محصول وغیرہ کے
مستقل خبر تحریر میں آتے رہے جنکا یہاں ذکر زیادہ تر مفید نہیں ہوگا۔

اسوقت مراکویں تجارت کی آزادی ہے اور ہر ملک دلت کے لوگ اپنا اپنا بیوپار بغیر خطرہ
 ہر انجام دیتے ہیں۔ حسب فردت مراکوئی حکام تعمیر کیا سٹے جگہ مہیا کرتے ہیں۔ سفر کے واسطے
 آزادی ہے۔ مگر یہ آزادی دراصل سلطانی حدود کے اندر ہی اندر ہے۔ بندرگاہوں میں باشندگان
 ممالک غیر کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔ جہاں چاہیں آجا سکتے ہیں۔ اور اپنے اپنے جھنڈے نصب
 کر سکتے ہیں جس جگہ پر ضرورت محسوس ہو وہاں تو فصل مقرر کیا جاسکتا ہے۔ قائم کیا جاسکتا
 ہے۔ ان ممالک کی رعایا جس کے ساتھ رابطہ دوستانہ قائم ہے حصول وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔ غیر
 ممالک کے یہودی و مسلمان کے حقوق یکساں ہیں۔ اگر کوئی باشندہ غیر ممالک کی ادارت مقرر کرے
 اور کسی قسم کی وصیت بھی نہ کی جائے تو متوفی کی جائداد متروکہ تو فصل کی تجویز میں ہوگی۔ غیر
 ان مختلف معاہدات سے یہ امر بھی قرار پا چکا ہے کہ سلطنت مراکو جو ہر مان مفرد کے ماتھے
 دلجا نہیں ہے اگر کوئی بحرم مراکویں چلا جائے تو اسکی گرفتاری بذریعہ وارنٹ عمل میں آسکتی
 ہے اور اکثر ایسا واقعہ میں آیا ہے کہ ممالک یورپ کے مقرورین مراکویں گرفتار کئے گئے ہیں۔ اور
 انتخاص کو مراکویں سب سے پہلے بڑی تکلیف یہ ہے کہ مکان سنگی و دستیاب نہیں ہو سکتا اسکی
 اصل وجہ یہ ہے کہ اہل مراکیہ ہرگز نہیں چاہتے کہ غیر ممالک کے باشندگان کی آبادی کو زیادہ
 دیکھا جائے۔ بنابرین اگر کوئی شخص اس بارہ میں سعی کرے تو حتی الامکان ہر قسم کی مزاحمت پیش
 کی جاتی ہے۔ لیکن اگر بیچ بچھو تو اہل مراکو حق پر ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں مذہبی اور اخلاقی وغیرہ
 آزادی عطا کرنے سے ان کو جو جو دقتیں پیش آئیں وہ ناگفتہ بہ ہیں۔ نظریات اب و روزیادہ
 محتاط ہو گئے کہ ان کے ملک میں یہ مفسد مادہ زیادہ جمع نہ ہو اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ مداخلتی حکام
 نے رقوم کثیر اپنی گروہ سے ادا کر کے غیر ملک کے اشخاص کو نکالا ہے۔ اس دقت کی رفع کرنے کی
 غرض سے معاہدہ میڈرڈ (مدنہ مدکھہ) میں جو ششماہ میں تیس سو ایک فقرہ یہی درج
 کیا گیا کہ اپنی جائداد پر قبضہ رکھنے کا استحقاق جملہ باشندگان غیر ممالک کو حاصل ہے لیکن
 اس شرط کے ساتھ اہل مراکو نے حسب معمول بیخ لگادی جس سے اس شرط کا زور ٹوٹ
 گیا وہ یہ تھی کہ کسی جائداد کا بیع ہرگز وقوع پذیر نہیں ہو سکتا۔ جب تک سرکار سے پہلے
 اجازت حاصل نہ کی جائے۔ اور ایسی اجازت کا حصول سخت مشکل ہے۔ جب تک کو ششماہ
 نہ کی جائے اور زیادہ تر زور نہ دیا جائے۔ تو یہ مدعا حاصل ہونے کا نہیں اور وثیقہ نویسی
 کو جب تک ان کو خاص اجازت نہ دی گئی ہو سخت سزا دی جاتی ہے۔ سب سے زیادہ تکلیف یہ ہے

کہ تمام سازعات نسبت جامدات و تابع قانون ملکی ہیں۔ القصد یہاں عمارت بنانے میں سخت مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر معمار اور مزدور عمارت پر لگائے جائیں تو ان کو فی الفور گرفتار کیا جاتا ہے البتہ بعض لوگوں نے اس طرح کیا ہے کہ مزدور وغیرہ بھی باہر سے لے آئے ہیں۔

مرکو میں افسانہ مالک غیر کی ایک جماعت جس کے سپروائٹھام حفظان صحت ہے اور ۱۲۷۱ء میں اس جماعت کو سلطان کی طرف سے اختیار دیا گیا تھا کہ اسد اظہار میں وہ پورا پورا انتظام کریں تب سے یہ جماعت قائم ہے اور جس قدر اشخاص باہر سے مراکوئی بندروں میں وارد ہوتے ہیں ان کے نام درج رجسٹر کئے جاتے ہیں۔

ایک بڑا مفید معاملہ جو تحریر ہوا وہ یہ تھا کہ راس سپارٹل ایک مینار بصرہ ممالک غیر تعمیر کیا جائے۔ مگر وہ ملکیت مراکو کی ہوگی۔ اور جنگ کے وقت کوئی فریق اس کے استعمال کا حجاز نہ ہوگا۔ اس مینار کا انتظام ایک کمپنی کے ہاتھ میں ہے جس کے ممبران قونصلان ممالک غیر ہیں جن میں سے باری باری میر مجلس (پریزیڈنٹ) تجویز کیا جاتا ہے۔

ناظرین کی توجہ اس امر کی طرف معطوف کی جاتی ہے کہ جس ملک میں ان سلطنت کے باشندگان کو اس قدر تکلیف پہنچتی ہے۔ اس میں یہ تھیں ہی نہیں ہو سکتا کہ عام لوگوں کی کیا گنت بنتی ہوگی۔ اگر موجودہ حالت کا مقابلہ حالت سابقہ کے ساتھ کیا جائے تو بڑا آسمان کا تفاوت دکھائی دے گا۔ اور اس تفاوت کی عمر ایک یا دو صدی سے زیادہ نہیں ہے اس موقع پر گورنمنٹ مراکو کی داد گستری و عدل و انصاف کی ایک مثال درج کی جاتی ہے جیسا کہ جیکسن کا بیان ہے۔ ایک شخص مسمی لیٹن نے ایک عورت کے وودانت مار کر قتل کر کے عدالت میں مقدمہ دائر ہوا۔ اور قانون سن رائٹس کے مطابق لیٹن پر فریڈ وارڈلو حرم قائم کیا گیا۔ کیونکہ وہی مستغنیہ اور نہ ہی جو شیلے باشندگان مراکوئی۔ کوئی بابتہ صلیح کے ماننے لگتا۔ الغرض مقدمہ برطبق اپیل سلطان کے حضور میں پیش ہوا۔ لکن سلطانی عدالت ہی حکم سنلہ بحال رہا۔ کیونکہ اس قانون سے انحراف نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر جب لیٹن سوداگر سے یہ وعدہ کیا کہ وہ بچہ گندم ایک چار بھر کر انعیفہ کی خدمت کرے گا تو نہ صرف اس کا جرم سی معاف ہوا۔ بلکہ سلطان اس پر بہت مہربانی کرنے لگے۔ اور اسے دیگر نئی قونصل مقرر کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ۱۲۷۱ء۔ جملہ قونصلان غیر ممالک تطاوین سے مخرج کر کے بھجیے گئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ کسی یورپین آدمی سے اتنا کئے شکار میں ایک

گوئی لگ کر مر گئی۔ سترہ عیسائی انگریزی گہری سانے ایک شریف (علوی سید) کے کان پر گونسنے لگا۔ اس کی یادداشت میں حکم ہوا کہ مجرم کے ہاتھ اور زبان کاٹ دیا جائے مگر بقول کپتان جوہن سمیت (Mansour) کے قتل کے تین سو فوجی شاہی خدام قید خانہ پر پل پڑے اور اس مجرم کو چھوڑ دیا۔

ایک شریف نے فرانسیسی قونصل مسی ایم۔ سارڈو (M. Sarda) سے کہا کہ اب سلطان عجیب مشکل میں پڑ گیا۔ ایک طرف تو مستغنیہ کے سبب کا خیال تھا۔ اور دوسری طرف مستغنیہ الیہ کے دینی تقدس کا پابن کرے تو کیا کرے۔ عاقبت الامر مولائی سلیمان نے اپنی قلم مبارک سے ایک خط ارقام کیا۔ خط کے ابتدا میں یہ جتایا ہے کہ مستغنیہ کی خاطر بحیثیت مہمان ہونے کے بہت عزیز ہے۔ اور پھر اصل مطلب کو اس طرح حوالہ دیا ہے۔

عیسائی لوگ بہت رحم دل ہوتے ہیں۔ اور جو صدقات ان کو دوسروں کی جانب سے پہنچتے ہیں۔ ان کو وہ جبر و تحمل سے برداشت کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں مریم سے ظہور میں آیا۔ اور اس کتاب میں جو بہت سیغبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کی طرف سے تم لوگوں کی طرف لائے مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص تمہارے ایک رخسارہ پر تھپڑ مارے تو دوسرا اس کے آگے کر دو۔ چنانچہ آنحضرت نے جب یہودیوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اپنی حفاظت کی کوئی کوشش یا تدبیر نہیں کی اور اور پھر التذلل سے ان لوگوں سے انہیں بچا لیا۔ اور ہماری کتاب میں جو ہمیں ہمارے پیغمبر صلعم کی معرفت پہنچا ہے۔ منظور ہے کہ سب اقوام میں سے عیسائیوں میں نیکی کے کام کر کے والے کثرت سے ہیں۔ اور یہ امر بلا شک و شبہ ہے کہ تم لوگوں میں اکثر فقیس اور پادری راست ہیں جن میں کتر نہیں ہے۔

آگے چل کر خط میں تحریر ہے کہ مستغنیہ الیہ دیوانہ تھا اور خدائے رحیم و کریم کے واسطے رحم و معافی کی درخواست کرتا ہے۔

ہم جو قسم مقدمت میں تقدیس کا عذر ہمیشہ مانع اوصاف رہا ہے۔ اگرچہ بعد میں یہ عذر نا کافی خیال ہونے لگا۔ مگر ابھی وہ وقت آنے والا ہے۔ جب سادات علوی کو واجبی شہزاد بجا دگی۔ ایک شریف نے کسی کشتی پر بندوبست چلائی اور اس مجرم کی

سزا میں اسے شلاق کیا گیا۔ مگر یہ سزا گویا بالجریدہ ہی گئی تھی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک شریف نصاب میں قتل کیا گیا۔ اس واقعہ ہی مقتول ایک فرانسیسی ایم رے نام تھا اور اس وقت سے یہ عذر تقدیس کم ہی اٹھایا گیا ہے۔ اگرچہ اس وقت بھی ویسٹی سیاست سے کام نہیں لیا جاتا۔ جیسا کہ چاہیے۔ تاہم جو لوگ اشخاص یورپین پر حملہ وغیرہ کرتے ہیں ان کو پوری سزا دی جاتی ہے بلکہ یہاں تک ہوتا ہے کہ جس موقعہ پر کوئی ایسا حادثہ واقع ہو وہاں کے باشندگان گردنوں پر بھی جڑ مانہ کیا جاتا ہے۔ باشندگان مالک یورپ کا مال و جان مراکو میں جہاں کہیں سلطان کی حکومت و سیاست کا لوہا مانا جاتا ہے کافی طور پر محفوظ ہے۔ اور کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ البتہ دعوے سر جانہ کے واسطے مدعی کے ساتھ دو پولیس کے آدمی ہونے چاہئیں۔ اگر کسی گانوں میں مقام کیا جائے تو گانوں والوں کا فرض ہے کہ رات کے پہرہ کے واسطے ایک آدمی رکھیں۔ تاہم ملک کے حصص زیریں میں بلا خوف و خطر سفر کیا جاسکتا ہے۔ ششہ عربی عبد الرحمن ثانی نے عیسائیوں کے اخلاق کی تعریف اور باشندگان مراکو کو اس کے تقابلیں مدایت کی ہے۔ اس کا قول ہے کہ کم از کم عیسائیوں نے اپنے وعدوں کو پورا کیا ہے مگر اہل مراکو کے واسطے کوئی پاس وعدہ یا ایمان نہیں ہے۔ جو انگریز ملک مراکو میں مقیم ہیں ان کو اس امر واقعہ پر برا فخر اور ناز ہے کہ وہاں کے لوگوں میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ یہ قوم اپنے قول کی سچی ہے۔

اگرچہ لوگوں کے شوق تجسس کی کوئی حد نہ تھی۔ مگر کسی نے کوئی ایسی مزاحمت نہ کی۔ آخر نائب السلطنت نے کہلا بھیجا کہ شہر میں بائسکل نہ چلانا چاہیے۔ شاید ہے کہ کوئی جاہل جو شیعلا شخص نقصان پہنچانے کی کوشش کرے اہل مراکو بائسکل کے سواروں کو شیطاں پران کہتے ہیں۔

مگر ہمیشہ یہ حالت نہیں رہی۔ اور یہ امر مختصہ ہند ہم کے گشتی خط سے ظاہر ہوتا ہے جسکی نقل ذیل میں درج ہے۔

بسم اللہ

بنام جملہ قولصلان۔ خدا سے برکت دے جو صراط مستقیم پر چلتا ہے۔ تم لوگوں

کو واضح رہے کہ گذشتہ تیس سال سے حضور بجانب انگریزوں کے اعمال کو ملاحظہ اور اخلاق پر غور فرما رہے ہیں۔ اور ہمیشہ ہر موقع پر یہی ظاہر رہا ہے کہ وہ توں کے سچے سرزنش ہیں۔ انگریزوں کے چال چلن میں زیادہ فرض کی ضرورت نہیں ہے۔ ان میں اور کوئی تعریف نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ دروغ گوئی میں بڑے مشاق ہیں۔

باب نوزدہم

رابطہ تجارت

جب مراکو کی تواریخ تجارت پر نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ تیسرے صدی میں مارسیلز اور سیٹیا (Marseilles) میں آپس ایک عہد نامہ کی آرٹیں تجارت چلتی تھیں۔ مال درآمد صرف شراب تھی۔ اور دوسری طرف وینس اور فلاندرز میں مراکو سے شکر جاتی تھی۔ علاوہ دیگر اسباب تجارتی کے مراکو سے موم۔ زیرہ کہاں اور خربا باہر جاتے تھے۔ بالخصوص مراکو کی شکر بہت مشہور اور عمدہ ہوتی تھی یہاں تک کہ اطالیہ کے سنگ مرمر کے ساتھ مساوی وزن تبادلہ ہوتی تھی۔ ایک پرسی پر سنگ مرمر اور دوسری طرف شکر ڈالی جاتی تھی۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ چودہویں صدی کے اوائل میں سوداگران یورپ کو ملک میں پھرنے کی ویسی ہی آزادی تھی جیسی کہ آجکل ہے۔

انگریزوں نے سرزمین مراکو میں تقریباً سب سے پہلے قدم رکھا۔ ۱۵۰۰ء میں اول ہی اول لیشن آف لندن نامی جہاز مراکو میں پہنچا۔ اس جہاز میں پارچات سنگ سوئے۔ جعفر اور گھوٹکا مچھلیاں لائی گئی تھیں۔ علاوہ ازیں کچھ اور اشیاء بھی نہیں اور بوقت واپسی یہ جہاز یہاں سے شکر۔ خربا۔ بادام وغیرہ لے گیا۔ البتہ اطالوی تحریرات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ستھہر گناس سے مصر کو جانا تھا اور شاید اس سے ستھہر شکر مراد ہے۔

مراکو کی تجارت کی روز افزوں ترقی کو دیکھا بہت سے لوگ اس امر کے خواہشمند ہو گئے کہ اس سلطنت میں تجارت کرنے کی عزت حاصل کریں اور رفتہ رفتہ نوبت برق

رسید چنانچہ مشہور ملک میں ملک بنیس کے عہد میں جو انگلستان کی ایک مشہور نیک ملک
گندزی ہے۔ اس کے دبا ریوں میں خاص کر یہ بڑا چرچا ہوا کہ کسی طرح مراکو سے تجارت
کرنے کا فخر حاصل ہو جائے۔ بنا بریں ملک موصوفہ نے امیر مراکو کے ساتھ خط و کتابت
شروع کی اور اس وقت کی بعض تحریریں انک موجود ہیں اور بعد میں مسٹر اوٹمنڈیون
کو سفیر کر کے مراکو میں بھیجا۔ اس سفیر نے اپنا زیادہ وقت بورہ (Bouche) کے
کے حاصل کرنے میں صرف کیا۔ اس وقت مراکو میں فرانسیسی۔ پرتگیزی و غیرہ لوگ بنیت
ہی سے موجود تھے۔ سچو چھوٹا اس وقت بہ نسبت آجکل کے اقوام یورپ کے زیادہ
اشخاص مراکو میں اقامت نہیں تھے۔ ارل واک (Earl of Warwick) اور
ارل لیسٹر (Earl of Leicester) اس وقت کے مشہور سودا گروں میں سے ہیں اور انہوں
ملکہ مذکورہ سے مراکو کے ساتھ رابطہ تجارت کو قائم کرنے کی خاطر خطوط حاصل کئے گئے
میں ایک خاص شاہی منشور ایک کمپنی کو جو اکتیو کمپنی آف بربری ایڈونچررز کے
عطا ہوا۔ یہ تو معلوم نہیں کہ اس جدوجہد کا نتیجہ کیا ہوا۔ ہاں اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے
کہ کوئی ایک سو سال سے تجارت مراکو کا بازار بہت ہی سردیڑ گیا ہے۔ اگرچہ تجارت
کا سلسلہ بالکل منقطع نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ مولائی اسماعیل کے عہد میں ایک سال
کے اندر دو سو جہاز انگریزی اور ایک درجن جہاز فرانسیسی پانچ ماہ میں مراکو میں نگر
اندا ہوئے۔ مشہور عین حبیب بحر کو چھوڑ دیا گیا تو دو انگریز سمیان بنیش و
پارکرنے نظادین میں کاروبار کو نامشروع کیا۔ یہ بہ دو شخص قیدیوں کو غلام بنا لیے گئے
تھے۔ اور جب ان کو رہائی ہو گئی تو وہاں ہی سوداگری کرنے لگے۔ کہتے ہیں کہ یہ پہلے
تھے جنہوں نے وہاں سوداگری کیا۔ اور بہت فائدہ اٹھایا۔ ۱۶۷۲ء میں رولینڈ بحر
مولائی رشید ثانی کے حضور میں باریاب ہوا مگر اسے اپنے مدعا میں کامیابی نصیب
نہیں ہوئی۔ اس کی درخواست تھی کہ ساحل پر تجارت کرنے کی اجازت
حاصل ہو جائے۔

مشہور عین الی ڈنمارک نے بتوسل کپتان لشرو

اکھلیہ اور صفی (۱۸۶۵ء) میں تجارت کا حق بلا شرکت گیری پاپس نہرا پیا سٹر

سالانہ پر حاصل کیا۔ مگر سوداگران مرگیدار (Mergidars) لاری کی (Larries) کے مقابلہ میں عاجز آئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ اہل ڈنمارک کا دیوالہ ٹکلیا۔ بقول سٹیٹ اولون تجارتی ہالک کو ابتدا میں ہر قسم کی تحریص کی گئی تھی کہ وہ مراکو میں اگر آباد ہوں اور تبدیل رج وہ ایسے نہیں مگے کہ بغیر انبال واسباب چھوڑے جا نہیں سکتے تھے۔ اہل فرانس فائدہ میں رہے وہ دوسری اجناس ہمیشہ اپنے ملک میں بیچتے تھے اور معاوضہ میں اپنے ملک کی دستکاری کی اشیاں مثلاً۔ کاغذ۔ ٹوپیاں۔ طرطیر (ایک قسم کی شراب) اور کم قیمت اسباب مراکو میں لاتے تھے۔ مگر انہوں نے کبھی بھی نقد روپیہ زمین مراکو میں صرف نہیں کیا۔ اور جو اجناس وہ مراکو سے بیچتے رہے وہ یقیناً ان کی بیعاعت سے زیادہ مالیت رکھتی تھیں۔

جوسوداگر جزئیات کی غرض سے مراکو میں وارد ہوئے ان کے اذغلا و اطوار اچھے نہ تھے چونکہ ان کا چال چلن بالکل ہی خراب تھا اس واسطے وہ نہایت بے اعتباری کی نظر سے دیکھ جاتے تھے۔ اور ہمیشہ نکمے اور ناکارہ اشیاں مراکو میں لاتے تھے۔ اب یہی چونکہ زیادہ قیمت حاصل نہیں ہوتی۔ اس واسطے سوداگر زیادہ مال مراکو میں نہیں لاتے۔ مگر تعجب انکار مرہ ہے کہ اسوقت بھی یہ شکایت موجود تھی ٹریفالمر کی لڑکی کے بعد سلطان کو یہ ہتھیار کرنی پڑی کہ اگر جہازوں میں کارآمد اشیاں نہیں آئیں گی تو ہم اپنی بندر گاہیں سدود کر دیں گے چنانچہ سالہ عمر میں سولائی کسے ایک خط تحریر کیا جسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

بنام جملہ سوداگران مرگیدار یعنی مسلم۔ عیسائی۔ یہودی۔ لہد سلام کنوف باد کے میں نے معلوم کیا ہے کہ قصبہ میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو اس ملک میں کارآمد ہو کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ ملک اس قسم کا مال اس ملک میں نہیں لاتے جبکہ حصول ادا کو دیر ہے۔ پس آئیں ہمارے لئے کوئی فائدہ مہربان نہیں ہو سکتا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ملک اس سہ زمین میں ایسا مال لاؤ جو ملک اور دوسرے لئے کارآمد ہو۔ اور اگر میری اپنی ذات کی نسبت پوچھو تو پروردگار عالم کے فضل و کرم سے مجھ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے میں نے بن عبد الصادق کو ہدایت کر دی ہے کہ جو جہاز عمدہ کارآمد اسباب لیکر نہ آئے یا جو جہاز صرف مرکز اٹھ و دست رکھنے کی واسطے نکلا اسباب بھڑکائے ایسے جہازوں کو خالی واپس کر دے۔ وہ فم کو اتنی مہلت ضرور دے گا کہ تم اپنے دوستوں کو اس بارہ میں آگاہ کر دو۔ والسلام

۱۷۱۱

در عاتیں عطا کی گئیں۔ یہاں تک ان کی خاطر ملحوظ کی گئی تھی کہ ان کے حسب مرضی عزل و لعب گورنران ہونے لگا۔ نا لفاظ و دیگر قصبات میں تجاری کی ایک گونہ حکومت تھی۔ بعد میں جماعت قولصلان نے محضول کے متعلق سلسلہ جنبانی کی۔ لاکن حسب دستور سابقہ یہاں اب تلوں ور کا سہ کام معاملہ پیش آیا۔

موجودہ تجارتی حقوق اب حالات بالکل ہی بدل گئے ہیں۔ انقلاب زمانہ سے رنگ کلی بدل گیا ہے۔ موجودہ معاملہ

کے روس و تجارت کی پوری پوری آزادی ہے۔ حملہ اجارات و قیود جو اس مال پر پڑے ہوئے تھے لایا جاتا تھا بالکل موقوف کی گئی ہیں۔ مگر تمباکو پائپ پر قسم کے جن سے تمباکو سیا جائے اقبون۔ گوگرد۔ بارود۔ سالٹ پٹر (شورہ یا سالورہ) سک۔ اسکو اور سامان جنگ مستثنیات میں سے ہیں۔ جو چیزیں باہر جاتی ہیں اور زیر اجارہ ہے یہ ہیں۔ تمباکو درختوں کی چھال وغیرہ اور بوٹیاں جو تمباکو کی طرح پینے کا کام دیتی ہیں۔ مگر جو مال باہر جاتا ہے اگر پہلا صرف نہیں ہو چکا ہو تو روکا جاسکتا ہے۔ حالانکہ جو مال باہر سے آگیا ہے اور کسی قسم کے قیود نہیں ہیں۔

تھراکو میں معمولی محصول کے علاوہ اور کوئی کسی قسم کا محصول ادا نہیں کیا جاتا۔ ہر قسم کے مال کے متعلق کیسی قسم کی وقت پیش نہیں آتی۔ مقررہ شرح کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ جو لوگ پوری مال بغیر محصول لانا کے لئے جا رہے وہ ہر دو شرط تہ و تروانہ کے مستوجب ہوتے ہیں۔ غیر ملک لگا کوئی باشندہ دوسرے کے قرضہ کے لئے ذمہ دار نہیں ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ اپنے آپ کو ضمانت قرار دے۔ ممالک یورپ میں اگر کوئی مراکوئی شخص قرضہ ادا نہ کرے تو وہ ایک دستاویز انگریزی قولصل کے روپر و تحریر کر کے لے سکتا ہے۔ جہازوں پر کسی قسم کا تشدد نہیں ہوتا۔ شکستہ جہازوں کو امداد و دیگر نکال دیا جاتا ہے اور علاقہ وادی لندن میں بری اختیلاط ہوئی جاتی ہے۔ اگر کوئی چٹر جائے تو دشمن کی رعایا کو چہ ماہ کی مہلت دیکھتی ہو تاکہ وہاں سے چلے جائیں۔

مولا علی عبدالرحمن کا عہد حکومت بھی قابل ذکر ہے۔ کیونکہ تجارتی ممالک کے ساتھ وہ جسی سلوک سے پیش آتا تھا سلطان خود بھی محصول کا ہر قسم چکا تھا۔ اس واسطے پر میں کو کے اوضاع و احوال سے خوب واقف تھا جو امر سب سے بڑھ کر قابلِ توجہ ہے۔ یہ ہے کہ محصول کا

نروید سودا گروں کے ذمہ چڑھتا جاتا ہے اور سلطان بالکل خاموش ہے۔ کسی سے نہ مطالبہ نہ کسی سے سختی کیجاتی ہے۔ اور اکثر یہ بھی ہوتا تھا کہ سرکاری خزانہ سے تاجر کو رقم حصول ادا کر کے غرض سے قرضہ دیا جاتا تھا۔ اس سلوک سے سودا گروں کو سلطان کے بہت ہی ممنون ہو جاتے تھے۔ اور اکثر اے ہوئے قیمتی تحائف لے کر دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ایسے تاجر نے پندرہ ہزار روپے کے تحائف سلطان کے حضور میں پیش کئے۔ تاجر قرضدار بے بہا تحائف پیشکش کر کے تاریخ ادائیگی قرضہ ملتوی کرتے رہتے تھے۔ کوئی سود نہیں لیا جاتا تھا۔ نہ ہی قرضدار کو تنگ کیا جاتا تھا۔ اگرچہ قرضدار کو ملک سے باہر جانے کی اجازت نہ تھی اور جو قرضدار تاجر مرا کو میں وفات پا جاتے تھے ان کی ترکہ سے ان کے قرضہ کا تصفیہ کیا جاتا۔ مولائی عبدالرحمن دلیسیدوں کا قرضہ بھی اپنی گروہ سے ادا کر دیتا تھا۔ اور بعد میں آہستہ آہستہ ان سے یا ان کے وراثت سے وصول کرتا رہتا۔ سلطان کے اس حسن سلوک کا کہ نہ کم اثر جو تاجر غیر مالک پر پڑتا تھا وہ یہ تھا کہ کل امور اس کے حسب خوشنظم ہو جاتے تھے۔ کبھی کسی معاملہ میں کوئی سود اگر اختلاف تک نہیں کرتا تھا۔

بعد ازاں موگیدار اس علاقہ کو بڑی رونق دے دی۔ مگر جب سے دہانی جہاں اہل بڑے ہیں اسوقت سے یہاں کی تجارت رو بہ تنزل ہے۔ کیونکہ مرا کوئی بندر گاہیں رستے سے ایک طرف واقع ہیں۔ موجودہ معاہدات انگریزوں اور فرانسیسیوں کے ساتھ ہیں۔ اگرچہ تجارت روز بروز گراں ہوتی چلی جاتی ہے۔ مگر سودا گروں کی اب وہ حالت نہیں رہی جو سابق میں تھی۔ لیکن موگیدار (موجودہ) میں اہل یورپ اور دلیسیدوں کے تعلقات بہت اچھے ہیں۔ اس بارہ میں تجلہ بہترین مقام ہے۔ یہاں اہل یورپ کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں اسباب ارباں قیمت پر فروخت کرنے میں بڑے سرگرم ہیں البتہ جہاں تک تجارت کو تعلق ہے یہودیوں کا طوطی خوب بول رہا ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں سب تاجر غیر مالک کو نیچا دیکھنا پڑتا ہے۔

قرضہ جات کے سلسلہ کو اہل یورپ نے بہت وسعت دی ہے اور یہ صورت بہت ہی مضرت آہستہ ہوئی ہے۔ ہر نو عمر کلاڑ (مشتی) جس کو قرضہ حاصل ہو سکتا ہے تھوڑی سی پونجی بہم پہنچا کر سودا گریں بیٹھتا ہے جس کا نتیجہ سوائے ناکامیابی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اکثر تو قسمت خرید پر ہو اور اس سے کم پر بھی مال بیچ ڈالتے ہیں۔ ناکامیوں کی شرح

سود پر روپیہ دیوں۔ اس سے تجارت کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ تقریباً تمام تجارتی ممالک جو اس وقت موجود ہیں پہلے کلاڑک ہو کر یہاں آئے تھے۔

جب تک گورنمنٹ کی پوری پوری اصلاح نہ ہو جائے جس کی امید جلدی بہت کم ہے۔ یہ جب تک ملک کسی اور طاقت کے تصرف میں نہ آجائے تو ترقی کی امید کرنا ایک امر محال ہے زمانہ سابق میں اجارات جیسے آسانی سے دئے جاتے تھے ویسی ہی آسانی سے منسوخ بھی کئے جاتے تھے۔ مگر آج اس میں ایک معاہدہ انگریزوں کے ساتھ ہوا۔ جس سے اس قسم کے اجارات کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ لاکن اس وقت بھی بعض اشیاء کی نسبت اجازت دینا دیکھنا دیکھنا ہی ہے۔ مثلاً غلہ و مسکرت کی نسبت مگر یہ اجازت اسی شخص کو دیکھنا ہے جو سب سے بڑھ کر بولی دینے والا خریدار ہو۔ مرا کو میں امر اور دندرا کی ایک عام عادت ہو گئی ہے کہ جھوٹے وعدوں پر تحائف وغیرہ لیتے رہتے ہیں۔ نہ ہی ان وعدوں کی کوئی اصلیت ہوتی ہے نہ ان کا بھی ایفا ہوتا ہے۔

جب لوئی دولت مند آدمی سر زمین مرا کو میں دار ہو تو اسے نو دیاری دیکر ملکدار کی بالکل پروا نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی قسم کی خصوصیت برتی جاتی ہے۔ لیکن اگر یہ نو وارد دولت مند دسترخوان فراخ اور تواضع شروع کر دیتا ہے تو بس خوشامدیوں کا غول اس کے دسترخوان پر موجود ہو۔ اسکو وعدے دئے جاتے ہیں۔ جو ہمیشہ وعدے کی صورت میں ہی رہتے ہیں۔ پیرا اسکو دوسرا میں بجاتے ہیں۔ جہاں جاسکے اس کو پتہ لگتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتی رہے وہ محض کتب تھی۔

اکثر لوگ اس کو شیش میں رہے ہیں کہ ساحل سوس پر اور اس کے آگے بستیاں قائم کریں۔ اگر سرکار مرا کو حقیقت سے اس کے برخلاف چلی آئی ہے اور اس کو شیش میں بننا بد شکل کسی ایک کو بھی کامیابی نصیب ہوئی ہو ورنہ سب ناکامیاب رہے ہیں۔ اس لئے ایسی شیشیں اس مقام پر مفصل ذکر کرنا بے محل معلوم ہوتا ہے۔ مسئلہ ع میں ایک کمپنی نے ترقی (مستندہ) میں کچھ زمین خریدی جسکا نام اونہوں نے راس جو بی رکھا اور جو زمین اس کے ساتھ پڑی تھی اس کا نام لیرٹ و کٹوریہ (رندرو کٹوریہ) رکھا۔ مگر اہل مرا کو نے اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔ اسی کے نزدیک یہ بستیاں ان کے حقوق کے مضر تھی۔ بدین حال کہ اگر اسکی اجازت دی گئی تو پھر دیگر مقامات پر اسی بستیاں ہی قائم ہو گئی۔ لاکن چونکہ

معاملات پیچیدہ ہو گئے اور بعض دیسیوں نے اٹھ کر چند یورپ والوں کو بے تحاشا قتل کر ڈالا اور وہاں کی تجارت بھی فائدہ مند ثابت نہ ہوئی لہذا کمپنی والوں نے ارادہ کیا کہ اس سبستی کو فروخت کر ڈالیں۔ چنانچہ ۱۸۹۶ء میں بیجاں نہر اپونڈیز فروخت کی گئی۔ اور بعد و حکومت سرکار مراکو میں شامل ہو گئی۔ اجدائیدہ کے لئے یہ قرار پایا کہ جب تک گورنمنٹ انگلینڈ اس بارہ میں اتفاق نہ کرے کوئی زمین فروخت نہ ہو۔

مالک یورپ کے باشندے ملک مراکو اندرونی حصص میں سکونت نہیں رکھتے۔ بلکہ یہ لوگ زیادہ تر بندرگاہ نظادیں وطنیہ (Larache) کے رباط۔ دارالبینا۔ موزیگاں (Mogador) صفی اور موگیدار میں رہائش رکھتے ہیں۔

یہ امر بھی خالی از غلب نہیں ہے کہ مراکو کی لوگ اگرچہ سخت متعصب ہیں جیسا کہ اوپر کے بیانات سے ظاہر ہوتا چلا آیا ہے پھر بھی اس قسم کے عہدے چل کرنے میں بڑی کوششیں اور روپیہ خرچ کرنے میں جو زیر سایہ حمایت ممالک غیر میں اور طرفیہ ہے کہ یہ لوگ ایسے عہدوں کے فرائض ادا کرنے کی قابلیت بالکل نہیں رکھتے البتہ وہ دولت مند ضرور ہوتے ہیں اور یہ قابلیت ان کے کام آتی ہے۔ ایک ثالث شخص کے نزدیک روپیہ لیکر ملازم رکھ لینے کا طریقہ نہایت معیوب ہے۔ مگر جب دوسرا دی قابلیت کے شخص ملازمت کی درخواست کریں جنہیں سے ایک تو تنخواہ کا خواستگار اور دوسرا بیوی یا سہ سے روپیہ دینے کو آمادہ تو ان دونوں میں سے کون منتخب ہوگا۔ یہ ظاہر ہے کہ جو شخص سرمایہ بہیم نہیں چاہنے پر تیار ہے وہی انتخاب میں آسکتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر اس قسم کے متلاشی لوگ اس قدر ستم رسیدہ اور مظلوم ہوتے ہیں کہ ان کو حمایت ملازمت میں بلینا عین انصاف ہوتا ہے اور بعض اوقات صرف کسی نیک آدمی کی جان بچانے کے لئے بغیر کسی معاوضہ نقدی وغیرہ الیا کرنا پڑتا ہے۔ نہرانہ سے کر ملازم رکھنے کے رواج کا انسداد ہونا چاہیے۔ اگر کوئی سفیر اس مطلب کے واسطے پھر روپیہ کسی سے حاصل کرے تو اس کو اسکی بد عملی اور رشوت قرار دینا چاہیے۔ اور اس کا تدارک اس صورت سے ہو سکتا ہے کہ محکمہ سفارت کی تنخواہیں زیادہ کردی جائیں تاکہ ان کو اس قسم کی رشوت لینے کی تفرص نہ ہو اور یہ انتظام چاہیے کہ کل طاقتیں ملکر کریں۔ خواہ اہل مراکو اس میں فائدہ ہوں یا نہ ہوں مگر اسکا نتیجہ باصلاح ہوگا۔ جب تک کوئی یورپین طاقت اس طریق رشوت پر اعتراض کرے اس کا قطع قلع نہ کریگی تو یہ بد نظمی حکومت بدستور جاری رہے گی۔

اگر استحقاق حفاظت ادا نہ کیا جائے تو اہالی یورپ کے واسطے تجارت نامکن ہو جائے
نہ کسی کو کوئی ملازم مل سکے نہ کسی اپنے کاروبار کو سرانجام کر سکے۔ بنا بریں اس استحقاق کا موقوف
کو دنیا ایک لمحہ کے واسطے بھی ماموں تصور نہیں ہو سکتا۔ صرف اسی استحقاق کی بدولت یورپ
تجار مرا کو میں سوداگری کرتے پھرتے ہیں۔

دقتاً فوقتاً اس استحقاق حفاظت کی اصلاح کے متعلق کوششیں کی گئی ہیں۔ بعض اوقات
لوگوں ایک طاقنوں کی جانب سے تحریک ہوئی ہے۔ چنانچہ سمیڈرٹس اس خصوص میں ان
طاقنوں کے مابین جن کا تعلق تھا گفتگو ہوئی۔ مگر اس وقت سے صرف ترقیع حقوق ہی ہو رہی
ہے۔ اور کسی کی توجہ اس مذموم سودا پر کی طرف نہیں ہوئی جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے
یعنی استحقاق حفاظت کو فروخت کر کے اس طرح اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے
گویا وہ بھی کوئی شے فرختنی۔ مگر اب وقت پہنچ گیا ہے کہ کل طاقتیں ملکر اسپر غور کریں اور
اور جس قدر جلدی اس کے تدارک کی تجاویز سوچی جائیں گی۔ اسی قدر مفید اور مناسب ہوگا
شکایت یہ ہے کہ اس استحقاق حفاظت سے اہل مرا کو ادائیگی محصولات سے بری ہو جاتی
ہیں۔ لکن یہ شکایت کوئی دوزن دار نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اہل کاران سفارت خواہ عوامہ
اعمال کریں تو ان کے نوکر چاکر قنادوں کے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اگر اہل کاران سفارت
کی تحوا ہیں بڑا دی جائیں تو غالباً خرچ آمدنی سے تجاوز کر جائیگا۔ مگر سائنہ ہی تجارت کو
ترقی ہو جائے گی کیونکہ محصول کی شرح میں ایزادی لازمی ہوگی۔

سفار کے مالک خزانے کے ملازم انتخاب کر سکتے ہیں اور استحقاق حفاظت ترجمان ملک و
سے حفاظت کے واسطے ایک پولیس کا آدمی لیا جاتا ہے۔ دو نوکر ہوتے ہیں اور بشرط ضرورت
ایک منشی ہوتا ہے جس کو وہاں کے محاورہ میں طالب کہتے ہیں۔ تو قتل کے کارکنان کو جو وہاں
کے ہی رہتے تو انہیں ہوتے ہیں ایک گارڈ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ گروہ خود اور ان کے متعلقین
ہی حفاظت میں ہوتے ہیں۔ اس قسم کی حفاظت میں صرف ملازم کی میوی اور نابالغ بچہ
داخل ہیں۔ جو اس کے مکان میں رہ پالیش رکھتے ہوں ادبیہ حق مورد تھی ہے۔ تاہم بعض
خاندانوں کے لئے مورد تھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خاص خاص خدمات کے عوص
میں بعض اقوام غیر مالک نے چٹھانوں کے لئے یہ حق بذریعہ عہد نامہ حاصل کیا ہے
ہر قوم غیر مالک کے متعلق ایک خاندان ہے۔ لکن یہ خاندان کی تعداد جس کے لئے

یہ استحقاق حاصل کیا گیا ہو یا نہ نص سے زیادہ نہ ہونے چاہیے۔

مالک غیر کے تجارت کے ملازمین جو ان کی جانب سے کل مال درآمد برآمد کا انتظام کرتے ہیں ویسی باشندے ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ ہر طرح سے محفوظ ہیں اور ایسے انفرادی کی بڑی کثرت ہے۔ اس قسم کے اشخاص کو اسناد دئے جاتے ہیں جو ہر دو زبان میں ہوتے ہیں۔ یعنی عربی میں واحد و دوسری اسی زبان میں جو نو کر رکھنے والے مالک ہو۔ اور اسناد میں خلافت کرنی کی تشریح کی جاتی ہے۔ یہ اسناد منجہ میں سفارت کی طرف سے نافذ ہوتی ہیں اور سال بسال ان کی تجدید ہوتی رہتی ہے۔

ویسی انفرادی جو اس طریق پر سیاہ حفاظت مالک غیر میں آئے ہوئے ہیں وہ جنگی خدمات اور تمام محصولات سے مستثنیٰ ہیں البتہ اگر وہ مالک اراضی مزروعہ ہیں یا باہر مدار مولیتی رکھتے ہیں تو معمولی محصول ادا کرنا پڑتا ہے اور اس کے متعلق سفارت گورنمنٹ سے نصیہ کر لیتی ہے۔ ایک سالانہ نقشہ مستمن قبائلا و محصول ادا شدنی اس قوم کے قوتل کے پاس پہنچا جاتا ہے جس کی ملازمت میں اس قسم کے اہلکار ہوں اور اگر کوئی شخص صحیح صحیح تعداد قبائلا کی بیان نہ کرے تو پہلی دفعہ تو اس کمی کا دو چندان دوسری دفعہ چار چاند محصول واجب الادا ہو جاتا ہے۔ مگر یا اس کی دوزخ بیانی کی یہ ایک قسم کی سزا ہے جس پر نہ ہوتی ہے۔

باشندگان غیر مالک کے دیگر ملازمین اس حفاظت سے باہر ہیں۔ مگر کوئی الزم وغیرہ اپنا کیا جائے تو قوتل متعلق کو اطلاع دینی ضروری ہوتی ہے۔

ناظرین نے استحقاق حفاظت کے حالات دیکھ لیں اب اسکا اور کوئی علاج نہیں سوائے اس کے کہ مرا کوئی گورنمنٹ کی اصلاح اور اصلی باعث بد نظمی رفع ہو مگر مشکل یہ ہے کہ سلطان کے اختیار سے اصلاح باہر ہے اس کے منیر کسی قسم کی اصلاح کو گوارا نہیں کریں گے۔ اور ساتھ ہی یہ عذر کریں گے کہ عوام الناس ہر قسم کے اصلاح کے مخالف ہیں اور خواہ کسی ہی اصلاح کیوں نہ ہو اس کو وحشت اور دہشت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

یہ امر قابل ستیم ہے کہ عوام الناس کی جانب سے مخالفت ہو کر۔ اور اس بیان میں صداقت بھی کسی حد تک ہو سکتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس میں زیادہ تر حصہ علیہ سلا کا بھی ہے۔ لہذا مولائی عبدالغیر ایک دفعہ کل اصلاحیں نہیں کر سکتے۔ مگر آہستہ آہستہ

وہ دوسری اقوام کی طرح جو روز بروز ترقی اور اقبال مندی کی راہیں طے کر رہی ہیں۔ تعالیٰ کو دور کر سکتے ہیں۔ روشن خیال مشیر جو تدابیر ملکی اور تجارتی حکومت میں ذہن رسا رکھتے ہیں۔ اپنے دربار میں جمع کر سکتے ہیں۔ غیر مالک کے باشندوں کو جب اوہنوں نے فوجی صیغہ میں ہمارے ملازم رکھ سکتے ہیں۔ رعایا کو ترغیب و تحریص دینی چاہئے۔ کہ محنت اور تجارت کر لیں۔ تاکہ وہ محصولات ادا کریں۔ جس سے سپاہ و غنیمت کے مصارف چلیں جہاں تک اور جہاں جہاں ممکن ہے وہاں اصلاح کی بنیاد رکھ دینی چاہئے۔ اور قومی امید ہے کہ محض عرصہ میں سر زمین مراکو سے جہالت کا سایہ معدوم ہونا شروع ہو جائیگا اور ترقی کی روشنی پر تو فگن ہونے لگے گی۔ یہ عذر کہ لوگ اصلاح کی مخالفت کرتے ہیں اس کے یہ منہ ہیں کہ گویا نفس الامر اصلاح سے محض لاعلمی اور ناواقفیت ہے۔ الامی مراکو کو اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ اپنی ملک کے حاکم کے سایہ حفاظت و حمایت میں رہیں۔ اور اس امر کی ہرگز ضرورت نہیں کہ غیر مالک کے حکمران ان کو ان کے اصلی حکمران سلطان سے محفوظ رکھیں۔ جب بہ احتیاج رفع ہو جائے گی تو حفاظت خارجہ کی ضرورت اُٹھ جائے گی۔ اور ملک میں کبھی اس کے ذکر کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوگی چہ جائیکہ اس سے فائدہ اُٹھایا جائے۔

باب ہستم سلطنت کی قسمت

اس باب میں جو کچھ ہمیں ترسیم کرنا ہے اس میں ہم پر بحث کرنی ہے۔ وہ اس سلطنت کے حالات عروج و زوال بیان کرنے کی نسبت۔ ہمیں کی تمام طاقتیں اخطاط کو پہنچ جائی ہیں۔ بہت ہی مشکل ہے۔ طاقت مراکو کو اس سلطنت کے نام سے موسوم کرنا ایک کفر اخلاقی امر ہے۔ ورنہ اس میں اب رہا تو کچھ بھی نہیں ہے جس سے یہ اس قسم کے خطاب کی مستحکم ہو۔ بعض کا خیال ہو گا کہ ہم اس سلطنت کے حفر پر قلم فرسائی کریں گے

جس کی نسبت مدت عید سے ایک خیال چلا آ رہا ہے۔ مگر بری حال ڈالنا ہمارا کام نہیں ہے اور نہ ہی اس ارادہ سے ہم نے حالات قلم بند کرنے شروع کئے ہیں۔ مصنف اس اصول کا پابند ہے کہ مشاہیر کے حالات و تذکرات تحریر کرتے وقت انصاف کے ہاتھ میں عدل کا ترازو پکڑ کر ان کو تول لینا چاہیے۔

مورخ ہسٹینگو | تاریخ نویس زمانہ گزشتہ کے تجارتی ارقام کو دیکھتا ہے تاکہ موجودہ زمانہ میں لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اور کل حالات میں دین پیش کر دیتا ہے۔ جن سے لوگ جو ایسے امور کے خواہشمند رہتے ہیں۔ نتائج اخذ کر سکیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ سلطنت میں قدرتی سامان کس قسم کے ہیں۔ باشندگان کا میلان طبع کس طرف ہے اور اس میں خارجی مداخلت کس حد تک زور پکڑ گئی ہوئی ہے۔ جیسا کہ ابواب ماسیح میں بیان کیا گیا ہے۔ کبھی کبھی وہ مال سلطنت کے متعلق بھی لکھ دیتا ہے تو وہ اس کی اس ذات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو اسی اقوام کے متعلق حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اصول علم تاریخ اور اصول علم تشریح یکساں ہی ہیں۔

ان امور کی طرف خیال کرنا کہ ابتداء میں وہ کون سے اسباب تھے جن کے اجتماع اور ترکیب سے اپنی وقت پر سلطنت مر کو غایت عروج تک پہنچ گئی تھی۔ کہ وہ کون سے سامان تھے۔ جن سے اس نے استحکام کی صورت اختیار کی۔ بنیاد دلچسپ ہے اگر سلطنت کے موجودہ حالات پر غور کیا جائے تو نتیجہ اس طرح ذہن نشین ہوگا۔ وہ شہرت انگریز نہیں ہوگا۔ کوئی صورت ایسی نظر نہیں آتی جس سے بہتری بھی ہوئی یا ترقی کی امید ہو سکے۔ یہاں ہر قسم کی اصلاح مخالفت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ اور ہر اصلاح جو اس ملک میں جوڑ کر لگائی ہے آخر کار وہ ایک مضحکہ سے زیادہ اثر نہیں رکھتی۔ ممالک متحدہ کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے۔ اور در در پر دوسرے ترقی اور دوسری حکومت کوئی دن کی مہمان دکھائی دیتی ہے۔ سوائے آثار قدیمہ کے اور کوئی شے امید دلانے والی نہیں ہے اور با سستنائے ایک ریاست کے باقی تمام ریاستوں کا انتظام یا ان کی عنان حکومت اور اصل امانی یورپ کے ہاتھ میں ہے۔ اگرچہ ہر ایک آزاد طاقت ہے اور خارجی اد ضاع و اخوار کا اثر یہاں کے باشندگان پر زیادہ نہیں پڑا۔ لاکھ یا پندرہ فی صد قسمت ہر ایک کو قسمت یورپ کی قسمت پر منحصر ہے۔ اور بظاہر یہی دکھائی دیتا ہے کہ آئندہ

یہ سلطنت کسی غیر ملک کے بادشاہ کے زیرِ حکومت ہوگی۔ جب تک مراکو اپنی حالت پر چھوڑ دیا ہے تو اس کے باشندگان داویلا کرتے ہی رہیں گے۔ مگر وہ اپنے آپ کو بھلی فضا پر پار کریں گے۔ اور نہ ہی لطیف خاطر و سرور کی اطاعت قبول کریں گے۔

جو لوگ مراکو میں مداخلت کریں نیچے شایق ہیں۔ وہ کوئی نہ کوئی بہانہ اس بارہ میں پیش کر سکتے ہیں۔ مگر وہ کوئی معقول وجہ پیش نہیں کر سکتے۔ یہ امر متواتر تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مراکو کی حالت اسفلِ اسافلین تک پہنچ کر پھر قائم ہوتی رہی ہے۔ جو کچھ مراکو کی تصویر ہم سو کھیرا اخبار کھینچتے رہے ہیں اس سے تو یہ بارہی معلوم ہوتا تھا کہ بس آج مراکو کی قسمت کا فیصلہ ناطق ہو چکا ہے اور عنقریب ہی وہ کسی مہسایہ طاقت کے تصرف میں آئے والا ہے۔

بائندگان مراکو کے خیال کے مطابق اگر ملک کی حفاظت ایک جابر بادشاہ کے پنچہ اقتدار میں تو سلطنت کی حالت خاصی اقبال مند ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سلطنت کے واسطے اگر کوئی خطرناک امر اور بدشگون نشان ہے تو صرف یہ ہے کہ ملک میں عیسائی قوم کی آبادی روز افزوں رہے۔ مراکو کی حالت بد امن و بد نظمی جسکو بائندگان غیر ممالک دیکھ کر انگشتِ حیرت دانتوں میں لیتے ہیں۔ اٹالی مراکو کے واسطے ایک نہایت معمولی بات ہے اور وہ کچھ اس بد انتظامی کے ایسے عادی اور خوگر ہو گئے ہیں کہ یہ سب کچھ برائی العین مشاہدہ کر کے بھی ان کے کان پر جوں نہیں چلتی۔

بہر کیف حکومت موجودہ بہت اچھی ہے اور دیر کے بعد اس قسم کی حکومت مراکو کو نصیب ہوئی ہے۔ مراکو میں تعلیم نام کو ہی نہیں ہے اور بائندگان کا سب سے بڑا مدعا اور بہار ہی خواہش یہ ہے کہ ان کی حاجات رفع ہوتی رہیں جس سال فصل اچھی ہو جاتی ہے تو لوگ ہر قسم کے ہتھیار خریدتے ہیں۔ اور بعد ازاں ایسا موقع بھی جلد نکال لیتے ہیں کہ ان کے استکمال کی صورت بن جائے۔ اگر اس امر کی مخالفت کیجاتی ہے کہ رعایا کے لوگ ہر قسم کے اسلحہ خرید کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ اور پولیس کی پوری پوری اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور رعایا کے مال کی حفاظت کا یقین دلا دیا جاتا تو ان کی صورت قائم ہو سکتی ہے۔ اگر یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو رعایا کے لوگوں کو ترغیب اور تحریک کرنی چاہیے۔ کہ وہ مستقل گاؤں آباد کریں۔ غرب سے غرب دی

ہی اپنے انصاف کو پہنچ جائے۔۔۔ زرمال گذاری بلا وقت وصول ہو جائے مگر یہ سب بایش وقوع پذیر نہیں تو کیوں نہ ہو۔

مراکو میں جو کچھ اتیار ہوتا ہے وہ خاصہ خوبصورت اور خوش نما ہوتا ہے۔ اگر چندرا اس وقت ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ جب جسم کے ساتھ پہنا جائے۔ اور نیچے اوس کے کوئی کچھ پہنا ہوا نہ ہو۔ لاکھ بہ صورت مراکوئی زندگی کے واسطے بہت موزوں ہے اور طے طے شالیستہ شہروں کے لفیس بارجات باشندگان مراکو کے واسطے بالکل ناگوار ہیں۔ چند یورپین طاقتیں ایسی ہی ہیں کہ وہ سلطنت مراکو کے استحصال کے جان سے دلدادہ ہیں۔ اگر ان کو ہمیشہ طاقتیں ایسا کرنے کی اجازت دیں تو خاصہ فرانسس والے دن گنا کرتے ہیں کہ وہ وقت آئے کہ مراکو میں رہنے کا دور دورہ ہو جائے اور اگر کوئی ایسا وقت آگیا تو جیسا کہ فرانس کا خیال ہے سب سے پہلے اہل فرانس ہی مراکو میں قدم رکھیں گے۔ اور شاید بوجھ الیسا ہی۔ اگر دوسری طاقتوں نے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔ کیونکہ اس صورت میں تو فرانس کے لئے راستہ بالکل کھلا رہتا ہے۔

اہل انگلستان کو مراکو سے بہت ہی کم واقفیت ہے اور نہ ہی وہ اسکی زیادہ تر بردا کرتے ہیں۔ بنابرین وہ اس امر سے محض نااہل ہیں کہ اہل فرانس نے کس استحکام سے اپنی پاؤں مراکو میں جمائے ہوئے ہیں۔ کیونکہ فرانسسیسی عدالت مراکوئی سرحد کے مابین جو فاصلہ علاقہ ہے وہ بالکل غیر محفوظ ہے۔ اور جو مقامات فرانس کے قبضہ میں ان سے مراکو کی فتح ایک نہایت سہل امر معلوم ہوتا ہے۔ فرانسسی فراراً قاسمی پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ اور بعد ازاں گناس تو بالیقین مفتوح ہے اور مانا خان (سمہ و حہ) اگر ایک فوج بھیج دی جائے تو مراکش کا کام تمام ہو جاتا ہے۔

یہ سب کچھ اگر کسی نقصان کے حامل ہو سکتا ہے۔ تاہم بربریوں کو مطیع کرنا ایک سخت دشوار اور مشکل امر ہے اور جب تک بیشمار جانیں بہت میں نہ دی جائیں اور جنگ بے حساب روپیہ صرف نہ ہو تب تک یہ دشواری سہولیت پذیر نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اس کا معاملہ مذکورہ بالا بیان کا موید ہے۔ اور اس خصوص میں مراکو کے مقابلہ میں الجزائر کی حیناں حقیقت بھی نہیں۔ مراکو زیادہ تر آزادی پسند اور سرکش ہے یہاں تک کہ مراکو کے فتح کرنے میں ترک بھی ہمیشہ ناکامیاب اور قاصر رہے ہیں۔ مراکوئی فوج کسی یورپین

طاقت کے ساتھ لگا نہیں کہا سکتی۔ ہو سکتا ہے کہ مغرب اور علاقہ لمحہ دوسری طاقتوں کے قبضہ میں آجائے اور اس پر انگلستان کا قبضہ بلا شرکت بغیر نہ ہوتا کہ حقوق خارجہ اور بائناے محفوظ رہیں۔ فرانس کا جنگی مشن جو شاہ مراکو کے صرف پردہاں مقیم ہے سلطان کی امداد کو ہر وقت تیار رہتا ہے اور ایسے ایسے مقامات تک سلطانی فوج کے ساتھ پہنچتا ہے۔ جہاں دوسری طاقتیں جانا گوارا نہیں کرتیں۔ گویا یہ مجملہ امور جو فرانس کی جانب سے ظہور پذیر ہو رہے ہیں آئندہ کے کسی حملہ کے مقدمہ تبلیغ میں۔ اہل فرانس کے مسلمان کارکن لینے انجمنٹ ادھر ادھر ایسی ایسی دشوار گزار جگہوں پر بھیج جاتے ہیں۔ جہاں جان و دوسروں کے لئے محال نظر آتا ہے۔ اور جہاں کہیں موقعہ دیکھتے ہیں فوراً فرانس کے فوائد کو پیش کر دیتے ہیں۔ اس طرح فرانس مستمدی کے ساتھ اپنے کام میں مشغول ہے اور کوئی اس کا مانع نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ سلطان کی معزولی مناسب ہو تو یہی ان کے قبضہ میں ایک قابل اور بارسوخ شخص موجود ہے۔ اس شخص کا نام مولای علی شریف وزان ہے اور وہ شرفاء اور لیبی کے خاندان میں سے ہے۔

شرف وزان انگریزوں نے انکار کر دیا تھا کہ وہ اس کے باپ کو اپنی حمایت میں نہیں لیں گے۔ تو اس واسطے شرف وزان فرانس میں ہے۔ اہل فرانس شریف وزان اور اس کے بہائی مولائی احمد کو تعلیم دلائی اور فوج الجزائر میں ہر دو بہائی بعد افسران مامور ہیں۔ مولائی علی ایک قابل شخص ہے اور اس نے اپنی والدہ کی خوبی میراث میں لی ہے۔ مولائی علی کی والدہ انگلستان کے رہنے والے تھی۔ مولائی علی نہایت منصف مزاج واقع ہوا ہے اور اس کے خیالات ترقی کے خواہاں ہیں۔ مگر امید نہیں کہ کوئی اس قسم کا انقلاب واقع ہو اور جیسا کہ ہم اوپر کثایت بیان کر چکے ہیں۔ مراکو کی حکومت اہل مراکو کے ہاتھ میں رہتی نظر نہیں آتی۔

چونکہ مراکو پر فرانس کا مدت سے دانت ہے اور اس کی خوش قسمتی سے اس معاملہ میں اسے کسی حریف کا اندیشہ نہیں۔ پس فرانس اس وقت تک منظرہ سکتا ہے۔ جبکہ وہ سلطنت مراکو کو ایک معدومہ پر پہنچائے۔ کہ کامیابی عین یقین

ہو۔ نظریات مراکو انجرائس کے ساتھ شامل ہونے کو ہے۔ صرف کوئی سوال اس میں ہو سکتا ہے تو یہی کہ کتنی مدت میں یہ شمولیت عمل میں آئے گی۔ اہل انگلستان فرانس کے اس پکے ارادہ کو کہ مراکو پر قبضہ جس طرح ممکن ہو کیا جائے نہیں سمجھ سکتے اور وہ صرف یہی کہہ کر خاموش ہو رہتے ہیں کہ ایسا ہونا ممکنات میں سے نہیں ہے۔ مگر فرانسیسی اس بیماری دورانِ اندیشی کے معنی نہیں سمجھ سکتے جس قدر پادری لوگ پریسٹٹ لایب کے انجرائس میں ہیں خواہ وہ کسی قوم کے کیوں نہ ہوں انکی نسبت یہی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ سلطنتِ برطانیہ کے جاسوس ہیں۔ اس واسطے ہمیشہ پادریوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ اوسان کو وقتاً فوقتاً یہ کہا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو یہاں سے جانا پڑے گا۔ انجرائس کے متعلق جو کچھ بھی ہمارے خیال میں ان کی نسبت قیاس نہیں ہو سکتا۔ مراکو کے خواستہ مند نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تجارت کیواسطہ ہر دو میں رقابت ہو۔ اگرچہ یہ امر یقینی ہے کہ اگر فرانس مراکو کو لینا چاہے تو سرد انگریز و جرمن ضرور اعتراض کریں گے۔ اگر کسی وقت تقسیم کی نوبت پہنچے گی تو انگریز تو صرف اس حصہ زمین کو لینا چاہیں گے جو انہاں کے جبل الطارق کی طرف لٹکا ہوا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اہل جرمنی اپنا پاؤں جمانا چاہتے ہیں۔ اور اوسہوں نے اس مقام پر جہاں سے کوئلہ لٹکایا ہے تصرف کرنے میں بے پناہ سعی کی۔ لاکن اس سے ان کا بہہ فٹاڑا ہو تا ہے کہ فرانس کے ساتھ تصفیہ کرنے میں ان کو موقع ملے۔

اہل ہسپانیہ بھی مراکو کی خواہیں دیکھ رہے ہیں اور ہمیشہ اس کے متعلق کہتے پڑتے رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مراکو میں ان کو ایک استحقاق حاصل ہے جس کی بنا وہ یہ گردانتے ہیں کہ مسلمانوں کا قبضہ دیر تک ہسپانیہ پر رہا ہے اور اب مراکو پر انگریز ہونا ان کی باری ہے۔ لاکن جب ہسپانیہ کی حالت پر نظر ڈالی جاتی ہے تو بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ اس خیال است و محال است و جنوں۔ البتہ اہل ہسپانیہ فرانسیسیوں کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں۔ اور آخر کار اہل فرانس ان کو چیکہ دیکر حکمت عملی سے ٹال دیں گے۔ اور خود قابض ہو جائیں گے۔ اب پورٹگال والوں کی دال بھی اس معاملہ میں گھٹی نظر نہیں آتی۔ اس کا زمانہ بھی رفت گذشت ہو گیا۔ روس۔ تسلیم نہ ہوا۔ اور اس کے اگرچہ سفراء اکو میں موجود ہیں۔ مگر کامیابی کا سہرا صرف فرانس کے سر پہی بند شاد کیا

دیتا ہے۔

جو کچھ اوپر مذکور ہے اس سے اہل مراکو بھی بے خبر نہیں ہیں کہ ان کو دیگر اقوام کے ارادوں سے بغیر اسے دل رابمل ریسٹ پوری آگاہی ہے اور دروز کے جنگر ڈل رگڑوں نے ان کو پختہ کر دیا ہے۔ اور جب کہ بعض کا خیال ہے اب اہل مراکو محض نادان واقف نہیں ہیں۔ اکثر اصلاحوں کے پردے میں ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ ہر طاقت کے سیفر اپنے اپنے حصول مدعا کے لئے سفر فرما کر کرتے ہیں۔ مگر کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوتا اور نا کارہیائی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جو لوگ پہلے میل مرام میں قاصر رہے ہیں وہ دوسروں کو فائدہ ہوتے دیکھ کر گوارا نہیں کرتے اور اس واسطے دیر درہ دہ کوشش کرتے ہیں دوسرے بھی ویسے کے ویسے ہی رہیں۔ اگرچہ کوشش کی گئی ہے کہ ملکہ موافقت سے کام کیا جائے لیکن ابھی تک کوئی معتد بہ فائدہ نظر نہیں آیا۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ خود غرضی کام بگاڑ دیتی ہے۔ جب ایک طاقت ذاتی اغراض نکال رہی ہے تو پھر اصلی مدعا ضبط ہو جاتا ہے جب تک یورپ کی تمام طاقتیں ملکر از دے ہمدردی مگر نہ از دے خود غرضی قیام نہ ہونے کی کوشش کریں اور جنگ عام لوگ اس کی تائید میں رائے نہ دیں تو مراکو یا کسی اور ایسے ہی بد قسمت ملک خارجی طور پر اصلاح کا ہونا از قبیل محالات معلوم ہوتا ہے۔ اگر سب طاقتیں شخصی مدخلت کے استحقاق کو جس کے واسطے ہمیشہ ہمانہ کی تلاش رہتی ہر نرک کر دیں۔ اور سب ملکہ مجموعی طور پر مزدوری اصلاحیں کرانا چاہیں تو اس صورت میں مراکو کی بہتری کی امید ہو سکتی ہے اور اگر کسی طریقہ اور سلیقہ سے آہستہ آہستہ اصلاح کرائی جائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ کیوں ساری شکایتیں رفع نہ ہو جائیں بشرطیکہ قابل مشیر موجود ہوں۔

مراکو میں بہتری کی صورت موجود ہے اس کی حالت مایوسی کی حد تک نہیں پہنچی البتہ مراکو میں ایک مذہبی انہماکی ضرورت ہے کیونکہ جب کہ کسی خاندان شاہی نے مراکو کی حالت کو درست کیا ہے تو اسے مذہبی پہلو اختیار کیا ہے اور آئندہ اگر کچھ ہوگا اسی صورت سے ہوگا۔

اسلامی اقوام کی نسبت غور کرتے ہوئے اس امر ذاتی نظر توجہ کم ہی مہند دل کی گئی ہے کہ اسلام کی ترقی اب تک مسدود نہیں ہو گئی بلکہ جاری ہے عربی حکومت یا تعلیم

کبھی کوئی مجتمع جماعت سے قوم قائم نہیں ہوئی اسلامی سلطنتیں کمال عروج پر پہنچ چکیں
 خفیہ روال میں گرتی رہیں ہیں مگر اسلامی اقوام کی یہ حالت نہیں ہوئی جن اسلامی
 خاندان سے نہایت شہرت حاصل کی ہے انکو یہ شہرت جب حاصل ہوئی ہے کہ انہوں
 نے مطیع رعایا کے ان اسباب پر دست درازیاں کیں جن پر اس رعایا کی زندگی کا حقد
 تھا۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ درخت جس کے پھل سے پرورش ہوتی ہو گیا تو جس چیز
 کی زندگی کا حقد اس درخت پر تھا اسکا بھی ساتھ ہی خاتمہ ہو گیا۔ عبرت نامہ مسلمانوں میں
 اسلامی حکومت کے عالیشان اور شاندار آثار نظر آتے اگر محمد اور دین کی سٹ پیپر
 ایسے لوگوں سے نہ ہوتی جنکو انہیں مغلوب کرنا پڑا۔ پس عرب کی کبھی سلطنت قائم
 آج تک نہیں ہوئی۔ اور اہل اسلام کے بڑے بڑے کارنامہ ان ہی ممالک میں ظہور
 پذیر ہوئے ہیں جو ان کے اصلی وطن بہت فاصلہ پر واقع تھے۔ نہ ہی اہل اسلام
 اخلاقی تہذیب سے واقف معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اصولی قانون کے ظاہری
 الفاظ پر ہی مبنی ہیں اور اپنی ایک رسمی طور پر عمل ہوتا ہے دراصل اہل اسلام مذہبی
 زندگی سے محض نا بلند ہیں۔

تاہم مذہبی زندگی افواج مراکوس میں ان پر کام میں مشغول و مہم گرفت ہیں ان افواج
 کی بدولت ہی ہماری قوم نے ایک وحشیانہ حالت سے یہاں تک ترقی کی ہے
 اور کر رہی ہے انہوں نے اس امر کو مثال سے ثابت کر دیا ہے کہ دوسروں کی
 بہتری کے اس طرح جیتے ہیں۔

سینا چین کا عام دستور ہو گیا ہے کہ وہ ہمیشہ پادریوں پر اعتراض کرتے ہیں
 اس کی مثال واضح طور پر اس طرح ہے جس طرح ایک ذرا سے کیڑے پر حرف گیری
 کی جائے جو اپنی مدت العمر میں ایک درخت کے تنے کو اس سے کم کہا سکتا ہے جتنا وہ
 تنہا ایک دن میں بڑھتا ہے مگر عاقبت الامر کیڑے کی اس کات کے درخت کے
 تنے کو اثر پہنچتی ہے۔ اور ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ درخت دھڑام سے گر پڑتا
 ہے۔ مانا کہ پادریوں کے کام میں برکت شکل ہے مانا کہ ان اشخاص کی نزدیکی
 جو ان کے مذہب کو نہیں مانتے انکا اعتقاد منجھکے سے زیادہ نہیں ہے مانا انکا
 مقنود ہے اور فائدہ ہو ہی تو بیکر محسوس ہے۔ اور ان کے اذضرع و احوار

۱۔ صنف کی اسلامی اصول سے عدم واقفیت اور جہالت حد سے بڑھ چکی معلوم ہوتی ہے۔ مترجم

بہودہ ہیں مگر یہ یاد رہے کہ پادری خواہ کسی فرقہ کے کیوں نہ ہوں ایک نیک جماعت ہے جبکی زندگی کا فائدہ اپنے والہ زمانہ میں اٹھایا جاتا ہے اور جو بچہ وہ ڈالتے ہیں کبھی ضائع نہیں جاتا مگر کوئی شخص نیکی۔ دیانت داری۔ اور ایمانداری سے زندگی بسر کرے تو اس کا فائدہ ضرور قوم کو پہنچتا ہے۔



حصہ دوم

علم ادب مراکو

چند سال سے کوئی عمدہ مقبرہ کتاب مراکو کی نسبت ہماری زبان میں طبع نہیں ہوئی
اس واسطے اگر اس ملک کے حالات کے متعلق کچھ علم حاصل کرنا چاہیں تو مانہ جیکس سے
اقتباس کرنا چاہئے۔ جو ادب ایل صدی ہذا میں ہوا یا پہلے ذخیرہ کے حالات سے مدد بینی
چاہئے۔ جبکہ آخری صدی کے شروع میں بحری فزاقوں نے گرفتار کر کے قشتالہ غلامی
لگایا جو کتابیں اس زمانہ میں مراکو کے متعلق مطبوع ہوئیں اگر اس زمانہ کی حالت پر
نظر کی جائے جبکہ چھاپہ کی استعداد کثرت نہ تھی تو بہر ایک بنیاد قیسی ذخیرہ معلوم
ہوتا ہے۔ جو میں ایک رسالہ تحریر ہوا اور عام طور پر اس کی نسبت گفتگو ہونے لگی۔
لوہیگ۔ پیرس۔ یا ایم سفر دم میں اسکا ترجمہ کیا گیا۔ یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب
حمد مالک اہل مراکو کے نام سے خوف بھاتے تھے اور انگلستان۔ ہالینڈ۔ فرانس
سپانیہ۔ پورٹوگال۔ ڈنمارک۔ سویڈن۔ دینس۔ لٹکینی۔ آسٹریا۔ ہر دوسرا زمین
اور ہندو کو ماسے کدے صلح کئے نہ بن پڑی اور وہ بھی شرط بادائیگی فراج۔ زمانہ
کا انقلاب ہی آج اہل مراکو یورپ سے خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ اور صرف اس
دیکھ ملک ان کے قبضہ میں ہے کہ یورپ میں طافیتس ایک دوسرے کو غصب مراکو سے
تو کتنی رہتی ہیں۔ اسوقت اہالی یورپ کو مراکو کے حالات کا علم حاصل کرنا بختس
اسوجہ ہے ہوا کہ وہ اس کے آئے دن کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے تھے
اور آج کل یہ خواہش ان کے دلوں میں مراکو نہ ہو رہی ہے کہ کسی طرح اس کے ہکڑا
میں قدم رکھنے کی جگہ مل جائے۔

زمانہ بحری فزاقی کے ایک طرح اہم بہت متعلقہ رہوں کہ اس
وقت بعض اہمیت محبت کتابیں اس فزاقی کی بدولت مراکو کی
نسبت حیثیت تحریر میں آئیں۔ پندرہویں صدی اور آٹھویں

علم ادب
زمانہ فزاقی

ایک مراکوئی لڑکا قیدیوں کے ہمراہ یورپ میں پہونچا۔ اٹلی پہونچکر وہ عیدنا کی ہو گیا۔ بعد میں وہ اپنے زاد بوم کی زیارت کر کے کیلے واپس مراکو میں آیا اس محل میں ایک بہت عمدہ کتاب حالات مراکو پر تصنیف کی جو شاید اپنی بہین نظر کرتی۔ اس کے بعد دو سال بعد فورسان آصفیہ ایک لڑکے کو گرفتار کر لیکے وہ مسلمان ہو گیا اور مراکو ہی میں شادی کر لی۔ تہا سی پیلو نے جو اس کا نکرہ لکھا ہے وہ نہایت معتبر ہے اور دو سو جلد کتاب پیش جو مراکو پر تحریر ہوئی ہے ایک کتاب ہی اس سے لگا نہیں کہا سکتی اور ظلم و تعدی کی داستان بیان کرنے وقت مبالغہ اور غلو سے بہت کام لیا ہے۔ مگر یہ ایک معمولی نقص ہے۔ اس زمانہ کے سلاطین کے جو رسوم کی نسبت جو لکھا گیا ہے وہ غیر معتبر ہے اور بعض واقعات کی تائید بھی کئی ایک آزاد منش مصنفین نے کی ہے اور یہ امر سرت انگیز ہے کہ ایک بہاری تبدیلی اور بہتہ واقع ہوئی ہے۔ زمانہ پیلو کے اسمعیل اور زمانہ حال کے عبد الغنی میں اس قدر فرق ہے جیسا کہ میری اوّل اور وکٹوریہ انگلستان میں ہے فرانسیسی اور سپانیولی مصنفین مراکو سے زیادہ ترواقفیت رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے چند مفید کتابیں لکھی ہیں۔ اس واسطوں کی تصانیف زیادہ ترواقفیت رکھتی ہیں۔ انگریز مراکو سے چنانچہ واقفیت نہیں رکھتے۔ اور انگلستان اور مراکو فاصلہ ہی بہت ہی زیادہ ہے تو فصل ہوٹ جو ڈنمارک کا رہنے والا تھا ایک کتاب لکھی تھی جو بقول ڈاکٹر بائبرٹ بدون بہت منقصل اور صحیح نسخہ ہے۔ اس کے بعد سٹس لونے بھی ایک کتاب تصنیف کی جو کسی طرح کم مفید نہیں ہے۔ سرجوین درمنڈ ہے کو موت نے اپنی تصنیف کی تکمیل میں فرصت نہ دی۔ جس مراکوئی علم ادب کو نقصان پہونچا ہو۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ بین نہایت عمدہ کتابیں ایک ہی زمانہ میں تحریر ہوئیں کیونکہ جیکسن جینر۔ اور ہوس۔ تینوں ہم عصر تھے اور اسی جہت میں لپیریری۔ علی بے۔ جمبسی۔ ڈبے۔ سبسی لویا اور لفا کے نام ایذا کرنے چاہوں۔ یہ سب تصانیف اظہار ہویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں ظہور پذیر ہوئیں۔ بعد ازاں کوئی معتبر تصنیف رونق میں نہیں آئی۔ رینیو نے ایک سالہ تصانیف کیا تھا۔ لاکن یہ کتاب صرف سلطنت کے خلاف تھا۔ گتا ہے برگ کی تصنیف محض مبالغہ ہے۔ گادو کی جلدیں اغلاط سے مملو ہیں۔ اور دو کو ہارٹ۔ رچرڈسنی اور روبلفسن نے اگرچہ ملک میں سفر کیا۔ مگر اس کتاب پر توجہ

خاص نہیں کی۔ جدید تصانیف معتبر ہو کر ادبِ آں کے سفر نامے اور کیوس اور دی فوکلڈ اور تھامس کی کتب ہیں۔ لیکن حال میں جو چند کتابیں طبع ہوئی ہیں وہ زیادہ تر مفید ثابت ہو گئی اور ان کے مصنف جو اشلہ زندہ ہیں۔ امید ہے اُن میں ایرادی ہی کر سکیں۔ مثلاً مارٹینی۔ ڈالٹری۔ تیرس۔ دی کیوس اور جانسن۔ جو انک مرکو میں مقیم ہیں۔ سرس دی فوکلڈ۔ پین۔ کون۔ ٹرانس۔ کولوی۔ سٹینس وائسن۔ اوپلو۔ آرکین۔ اور لنزاب مرکو میں نہیں ہیں۔ مگر کوئی دلچسپیاں ایسی نہیں ہیں جو شخص ایک دفعہ ان سے مستفیض ہو جائے وہ پھر اس کی کشش نہ کرے۔

ذیل میں ایک فہرست درج کی جاتی ہے جس سے دو اعراض پوری ہوتی ہیں۔ اول ہر ایک کتاب کے حالات جو مرکو کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ اس سے فائدہ ہوگا کہ کون سے واقعات ابھی تک قلمبند ہونے باقی ہیں۔ اور کن امور کی نسبت لفظ شخص ہونا چاہیے۔ دوم یہ ان تصانیف کی حالت کا اندازہ لگایا جائے جسے استفادہ کیا گیا ہے۔ تاکہ آئندہ ظہر نہ صرف اپنی مام غرضی ہی پوری کر سکیں۔ بلکہ ہر ایک مصنف تر از دوسرے تفتیش میں وزن کر سکیں۔ مگر عدم تکامل کی وجہ سے ہم نے اس میں اختصار سے کام لیا ہے۔

یہاں :- امر حوالہ قلم کرنا کچھ محذو د ہوگا کہ تاریخ مرکو میں کل معتبر اور اہم واقعات درج کئے گئے ہیں مگر غلط واقعات نظر انداز کئے ہیں۔ اگرچہ اس کتاب میں ہزاروں غلطیاں ہیں مگر ہم نے صنعت مروج تعدادوں سے امید واثق رکھتے ہیں کہ وہ ان محاذوں سے اس کتاب کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ جن کی نسبت چھان بین کی جا چکی ہے۔

فصل اول

کتب متعلق مرکو و تقریظ

تاریخ کتب مرکو لندن ۱۸۹۷ء - تاریخ کتب مرکو ہنات ۱۸۹۷ء مصنفہ لفٹنٹ کرنل سمبٹ پلے فر۔ کے۔ سی۔ ایم۔ جی۔ وڈاکٹر مارٹ برون ایم اے۔ الیف۔ ایل۔ الیس (نسخہ۔ رائل جیوگرافی کل سوسائٹی جلد ۳۔ حصہ ۳ جبکہ مرکو نے علیحدہ تقریظ

یہ کتاب بہ نسبت عام کتابوں کے جو اکثر علم تاریخ کتب کی لکھی جاتی ہیں۔ نہایت اعلیٰ ہے۔ ہر ایک امر میں نہایت صحت سے لکھ کر کیا گیا ہے۔ اور نہایت باریک بینی سے کام کیا گیا ہے۔ علم ادب مرا کو کے واسطے اس سے بڑھ کر دوسری کوئی کتاب نہیں ہو سکتی۔ اس میں ڈاکٹر برٹن کی تیز نگاہ کی لکھی ہوئی خلاصہ اور تنقید بھی موجود ہیں۔ ذیل میں مختصر طور پر جو بیچ نظر لفا دی غفر سی رائے زنی کی ہے۔ وہ کچھ بے محل نہ ہوگا۔

لیو افری کینس روم ۱۸۷۶ء

دلاؤ سکریٹریوں افریقہ مضیف جینیوا لیو الحسن بن محمد الوائے باہتمام جی۔ بی۔ ریمو سیور اسکریٹری آف دی ڈینشن کونسل آف ٹن انشعاع یہ کتاب مرا کو کے جغرافیہ اور اقوام کی ایک معتبر تاریخ ہے۔ اگر یہ کتاب مذکورہ دت ہوئی جب لکھی گئی تھی۔ مگر نہایت صحیح ہے اور یہ امر تعجب انگیز ہے کتب کی رسم و رسوم اور پیدوار کی بارہ میں جو کچھ اس میں مذکور ہے وہ بالکل درست ہے اگر وہ بعض ایسا فلاں کے متعلق جو بہت دور دست ہے اور جہل میں رہو چکا ہے محال تھا اور اکثر مورخین کے لئے یہ کتاب ایک عمدہ مافذ رہی ہے۔ مگر چونکہ ان لوگوں نے اس ماخذ کا اعتراف نہیں کیا اس واسطے تندرینچ اخلاط بہت واقع ہوئی ہیں۔ ان میں سے مشہور مورخین کے نام یہ ہیں۔ مار سول۔ گریرگ کیلڈرون۔ اور

دی بک لیت ایڈیشن لندن ۱۸۹۶ء

یہ کتاب مرا کو کی تاریخ اور دیگر حالات میں جو جن پوری نے مسئلہ میں اس کا ترجمہ کیا اور ڈاکٹر رابرٹ برٹن کے اہتمام میں چھاپی گئی۔ لندن بک لیت سوسائٹی۔ اس کتاب کے تراجم اور جلد دہن کی طرف نظر کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے بہت ہی مقبولیت حاصل کی ہے۔ مشہور دن کے لوٹ جو انھیں کتاب بک لیت میں دئے گئے نہایت مفصل ہیں۔ اصل بولی مسودہ کم ہو گیا ہے۔ اس کا مصنف ایک مسلمان عمریٹا کارہنے والا تھا۔ جس نے فارس میں تعلیم پائی تھی۔ اور وہاں ہی ملازمت کی یہ شخص افریقہ میں سیر و سیاحت بھی کرتا رہا۔ بعد میں یہ شخص قید ہو کر تدمر کو چلا گیا جہل عیسائی کیا گیا اور لیو دہم نے بہت لٹری دہی اور اس کا نام لیو ہی چڑ گیا۔

ملاحظہ ہو المارکش

عبدالواحد

ملاحظہ کا ک و کشن۔ صفحہ ۵۳۱

ایدم (ریپرٹ)

ایڈمیس (سینٹ لٹ)

اکسفورڈ ۱۶۷۱ء

بربر مغربی (دست بربری)

یہ ایک چھوٹی کتاب ہے اس کا مصنف مشہور شاہی چیلین کا باپ ہے یہ چیلین طبع میں تھا۔ جب بڑا ہوا تو برطانیہ کے قبضہ

میں تھا اسکا زیادہ تر حصہ تو ماس اور مراکو کے ملکی انقلابات کے لئے مخصوص ہے۔ البتہ ان انقلابات کا بہت اچھی طرح بیان کیا گیا ہے کوئی بات باقی نہیں چھوڑی جو حالات انگریزی فوج قلعہ کے متعلق تھے یہ وہ بہت دلچسپ ہیں۔ مگر یہ امر سوائے افسوس بیان نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے اخراج کے بعد کے حالات مصنف نے قلمبند نہیں کئے۔ جس سے کتاب کی تکمیل نہیں ہوئی۔ حقیقتہً وہ دیم میں سلطنت مراکو۔ اس کے کاشتکاری کے طریقوں۔ اس کے باشندگان اور وہاں کے رسم و رواج کا بیان ہے۔ یہ کتاب ان لوگوں کے واسطے نہایت مفید ہے جو اسلامی سلطنتوں کے حالات سے ناواقف ہیں۔

اگرٹل اڈلف

سناک ہام ۱۶۹۷ء

برائٹ اوم مراکو

یہ کتاب ایک سلسلہ خطوط پر مشتمل ہے جو بڑے خود واقعی کی نظر لکھی ہوئے ہیں۔ جن میں تمبر شلہ سے لے کر کنہہ شلہ کے حالات مندرج ہیں۔ جب خوشخوار اسیرید

سلطنت مراکو کی بیخ کنی کر رہا تھا۔ اس کا مصنف ایک شخص باشندہ لوٹن ہے جو لبنو میں اس وقت سکڑ پڑی تھا۔ اس کا ترجمہ بھی نربان جرمنی چھپ چکا ہے۔

سیاحت مراکو (ترجمہ جلد دوم)

علی بے

لندن ۱۶۹۷ء

اس سیاح کا اصلی نام جنرل دو منگو بیڈیا ہے لیکن اسے رسم و علاج اودزیان سے کافی واقف بہرہ رکھتا تھا۔ یہ مسلمان بنارہ۔ مگر آخر میں باز فاش ہو گیا۔ دراصل سپانیہ کا رہنے والا تھا۔ جاسوس کر کے مراکو میں بھیجا گیا۔ اس نے جو حالات ارقام کئے ہیں۔ معتبر ہیں اودا کی کتاب کی جلد اول ایک مستند کتاب متفقہ ہوتی ہے۔ دوسری جلد میں دیگر ملک کے حالات مذکور ہیں جہاں جہاں اس نے سفر کئے ہیں۔

بحری سفر بیزن سیٹ البیٹا۔

سینیٹ اینٹنٹ لیونس

یہ ایک مختصر سارسالہ ہے جس میں سنٹ الینٹ کی سفارت کے حالات مندرج ہیں جو مولائی اسماعیل کے وقت میں لکھا گیا تھا۔ اس کتاب میں کوئی مفید اطلاع نہیں ہے۔

مراکو۔ باشندگان۔ مقامات (مترجمہ سی رولینٹن اصل کتاب اٹالیہ کی زبان میں تھی)

حالات سفارت جو ۱۸۸۵ء میں روم سے فارس گئی مفصل درج ہیں۔ اس کا مصنف ایک مشہور نامہ نگار

امی سسل او مندروی لندن ۱۸۸۲ء

ہے۔ اس کتاب میں تصاویر کثرت سے ہیں۔ اور اگرچہ نہایت اعلیٰ قسم کی صنعت اس میں نظر آرہی ہے۔ مگر اکثر فرضی سی ہیں۔ کتاب میں حشو اور مبالغہ بہت ہے۔ مجموعی طور سے یہ کتاب مراکو کے خاص حالات ہیں۔

مراکو جنوبی (سُنی مراکو)

ایک انگریزی کمپنی پرافیون ناجائز طریق پر بیچانے کا الزام عاید کیا گیا۔ یہ کتاب گویا اس الزام کی تردید میں تحریر کی گئی ہے۔ کمپنی مذکور کو کامیابی نہ ہوئی۔ کیونکہ سلطنت

انڈرویل ڈیلیوریج سی۔ لندن ۱۸۸۵ء

مراوی اس کے مخالف تھی۔ اس کتاب میں انگریزی اور مراکوئی ڈیلیوریج پر بحث کی گئی ہے اس میں ایک بہت عمدہ نقشہ بھی لکھا ہوا ہے۔

صفحہ نقشہ ۱ ملاحظہ ہو

بحری سفر افریقہ۔

اگرچہ کتاب اسی نام پر مشہور ہے۔ مگر اصل مؤلف کوئی دوسرا شخص معلوم ہوتا ہے۔ اس کا حصہ دوم

اسٹانی نس مندرجین پیرس ۱۹۳۲ء

تولیو کی کتاب کے بعض حصص کا خلاصہ ہے۔ پہلے حصہ میں رینرل مولکشی بجانب اقلیہ کا ذکر ہے (۱۹۲۲ء) یہ اس عہد نامہ پر دستخط ہونے کا ذکر جو دوسری سال تحریر ہوا۔ تاریخ مراکو میں یہ کتاب چنداں مفید نہیں ہے۔

سٹی وی لائنس دس پیرس کیو سنسنی ماراکو ۱۹۳۲ء لغاتیہ ۱۹۳۲ء مشتمل عین روم میں دوبارہ طبع ہوئی اس میں رینرل کی مختلف سفارت

دی۔ انیگرس الی پیری فرینکولیس نیورٹ ۱۹۳۲ء

کا جو مراکو میں گئیں ذکر ہے۔ نیز ان لوگوں کی تکالیف کا بیان ہے۔ جو اس کے ہمراہ گئے اور ان کی گزروں میں حلقہ غلامی ڈالا گیا۔ تاریخی واقعات میں اور معتبر معلوم ہوتے ہیں۔

ارینی رنگن اوس مراکو

بقول مصنف صرف حالات سفر میں۔ مصنف سفارت آسٹریا کے ہمراہ گیا تھا۔ مصنف کہتا ہے کہ سلطان نے ایک کانڈین دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ ہم اسے نو العین سے ہی زیادہ ہیں۔ اور اس سے زیادہ انتظار کی کیفیت گوارا کرنے کی تاب نہیں رکھتا تھا۔

آگسٹین فریران

دین ۱۸۳۸ء

ناج مراکو۔

اس کا مصنف جرمنی کا باشندہ ہے۔ اس نے فوج مسپانیہ کے ہمراہ ۱۸۵۹ء میں سفر کیا۔ جنگی معاملات میں مفید ہے۔ لاکھ اور کوئی بات اس میں سدرج نہیں ہے۔ فی الحقیقت یہ لوطی اور سیاحت کے حالات میں جو بعد میں یادداشت کے زور سے قلمبند کئے گئے ہیں۔

بیوٹے اگسٹین

برلن ۱۸۶۱ء

محمد ابن بطوطہ کی سیاحت (مترجمہ پارسی)۔ ایس۔ بی۔ ڈی۔

ڈی بریان انگریزی۔ یہ شخص یا شندہ افریقہ ہے۔ کوئی پچیس برس تک ایشیا میں سفر کے بعد اپنے ملک ڈیمبکنو کے حالات دریافت کرنے میں تین سال سے زیادہ صرف کر دی۔ مگر جو

ابن بطوطہ (محمد)

لندن ۱۸۵۹ء

کل حالات سفر واقعات سیاحت ایک ہی جلد میں بند کئے گئے ہیں اس واسطے مراکو کو بہت ہی حصہ ملا ہے۔ بنا برین صرف چند واقعات کے لئے بھی ہم ابن بطوطہ کو ہی سفر مراکو ۱۸۵۷ء

بوکلارک کپتان

جی لندن ۱۸۶۸ء

بیان دلچسپ ہے اور مفید مذاق ہے۔ مصنف ایک انگریزی ڈاکٹر کی معیت میں مراکش گیا تھا۔ اس کے ترجمے جرمنی پر ورنہ کی زبان میں شائع ہوئے ہیں۔

ایل ایبہ یودی مراکو سی کسٹیلیون (حالات سلطنت مراکو) یہ کتاب بڑی مفصل ہے اگرچہ برازا غلط ہے۔ اس کا مصنف ایک افسر ہے جو مسپانیہ کا رہنے والا ہے۔ وہ چند سال تک

بونیلی اگسٹین ایللیو

میدرڈ ۱۸۸۲ء

مراکو میں ملازم رہا۔ اسکی واقفیت زیادہ تر عام ہو چکی مگر اس میں اصلیت کم نظر آتی ہے۔
مراکو کی موجودہ حالت۔

کونسل سٹیفن جونیر
لندن ۱۹۲۷ء

یہ کتاب اغلاط اور مصالحتات سے مملو ہے۔ جو تصانیف میں درج ہیں ایک دو کے سوا سب غلط ہیں۔ اس میں غلط اسرار بہت درج ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں سر ہودی شستہ کی سفارت کے حالات قلمبند کرنے کا غشار کیا گیا ہے۔ جو سیر ہو

۱۹۲۷ء میں فارس میں گیا تھا۔
بول (رابرٹ) دیچو نکش صفحہ

برقیہ صوط کتبان
جوہن لندن ۱۹۲۹ء

تاریخ الغلابات سلطنت مراکو بعد وفات مولائی المستنیر برتھیوٹ رسل کے پیراہ آیا۔ رسل جارج اول شاہ انگلستان کی طرف سفیر مقرر کر احمد خامس سلطان مراکو کے حصو میں آیا تھا۔ کہ عہد نامہ ۱۹۲۷ء جو سیر ہارٹس نے ترتیب دیا تھا تکمیل ہو جائے۔ برتھیوٹ کو مراکو کے حالات معلوم نہیں ہو سکے اور جو کچھ اس نے آنکھ سے دیکھا ہے بے کم و کاست تحریر کر دیا ہے۔ اس کتاب میں زیادہ تر اُن عہد و پیمان کا ذکر ہے جو دربار مراکو میں طے ہوئے۔ اور اس وقت کے حالات کا بھی کسی حد تک خاکہ کینچا ہوا ہے۔ یہ امر قابلِ دلچسپی ہے کہ مسٹر رسل نے نظایا فاس تک براہِ وادی درغہ سفر کیا۔ اسوقت قصبہ وریل کی بنیاد نہیں ڈالی گئی تھی۔ رسل نے فرانس میں شریف خاندان بزرگ سے ملاقات کی اس سے پہلے کبھی کسی صیائی نے وہاں جانے کی جرات نہیں کی۔

برسن ایم پی۔ آر۔
دی خیبوا ۱۹۲۷ء

تاریخ قیدیوں مصنفہ برسن۔ انگریزی طبع مشککہ سوکنہ زیبا حث ۱۹۲۷ء
سنگال کے قریب چاکارٹوٹ گیا۔ قیدیوں کے مراکش و موگیدار میں لے گئے۔ اس کتاب میں مراکو کے متعلق واقعات درج ہیں۔ البتہ آخر میں جو کچھ یہاں کے عربوں کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے خالی از دلچسپی نہیں۔

ہیسا میر دمر کے حالات۔

بروک سرا۔ دی سی
 بابر فتح لندن ۱۸۳۱ء
 اس کتاب میں حالات سیاحت ہیں یہ اس وقت حیط تحریر میں
 لائے گئے ہیں۔ جب مصنف کے نزدیک دغلی جہان میں
 سفر کرنا ایک عجیب بات تھی۔ مگر مراکوی قصبات میں سچا ہوتا
 لگانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ کیونکہ یہ ایک قسم کا شاہی نشان سمجھا جاتا ہے مصنف
 کا طرزیان و طبع ہے مگر نوٹ قابل اعتبار نہیں۔
 ڈیونکشن صفحہ

بادی انہری

سفر سلطنت مراکو

بغا جوہن لندن

یہ مختصر سا سفر نامہ اطمینان بخش ہے کیونکہ ڈاکٹر بقل نے سہیل پور شیم
 واقعات ارقام کئے ہیں اگرچہ جہاں جہاں اس نے تاریخی واقعات کی
 ذکر کرنا کیا ہے۔ نہیں غلطیاں کی ہیں۔ ڈاکٹر مذکورہ بفضل حالات باستانی تحریر کر سکتا تھا
 مگر اسکا منشأ صرف حصول ملازمت تھا۔ اس واسطے اس نے اصلی واقعات کی طرف رجوع
 نہیں کیا۔

تاریخ سلطنت مولائے اسماعیل دیگرہ۔

لسناٹالی پیرے

اس کتاب سے اس خوفناک عہد کے متعلق اور سکنا مس
 کیے یورپین غلاموں کی نسبت نہایت قیمتی اطلاع ملتی ہے
 مصنف تین دفعہ غلاموں کی رعایت کے واسطے گیا ہے۔ بعد ازاں قاعدہ ہے۔ متاخرین
 نے اس کتاب سے اقتباس کیا ہے۔ مگر اس امر کو تسلیم نہیں کیا۔ مگر بعض محققین کی
 تحریروں سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ انگریزی ترجمہ جلال الدین شائع ہوا۔

جنگ افریقہ

کیمبراک کپتان جی سوکوری

یہ ایک مختصر کتاب ہے۔ اسکا مصنف ایک ہسپانوی افسر
 ہے جس کے ماتحت ایک جنگی سفارت سلطان مراکو کے پاس

میڈرڈ ۱۸۹۳ء

آئی تھی۔ اس کتاب میں یہ بحث ہے کہ اہل مراکو کے ساتھ انکی اپنی سرزمین میں جنگ کے
 بہترین طریقے کون سے ہیں۔ مراکوئی فورس کے پوست کنندہ حالات مند راج ہیں۔ کتاب

یہ کیف مفید ہے۔ مصنف ایک دقیقہ رس شخص ہے۔

آئینہ دس ماسک (ملک مراکو)

کتاب کا نام دہر کہ وہ ہے کیونکہ اس میں صرف ٹونس کا ذکر ہے۔ ملک مراکو کو ہرگز نہیں ہے۔

کیہوا کھوڈو دیر سیر
۱۹۸۲ء

ملاحظہ ہو فکشن صفحہ.....

ہال کین

مینوئل ٹول او فٹل من مرکووس (مراکو میں رہائش)

ابتدائی جیو کا کوئی ثبوت نہیں یہ کتاب ہسپانوی تصنیفات

سے جو مراکو کی ہنسٹ کی گئی ہیں تالیف ہوئی ہے۔ اس

کلیڈران سٹیشن
میدروڈ ۱۹۸۲ء

کتاب کا یہ مدعا تھا کہ اہل ہسپانیہ کو جو ملک ہذا میں نئے نئے آباد ہونے سے آگاہی دی

جاءے۔ اس کتاب میں ان معاملات کی ہنسٹ زیادہ تر بحث ہے جن کی ہنسٹ اہمیت

بڑا چرچہ تھا۔ مگر اس زمانہ میں لیبیا منیا ہو گئے ہیں۔ اگرچہ مکمل نہیں مگر پھر بھی اس سے کافی

واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پچھڑے دنوں سے اس سے بہت استفادہ کیا ہے

مگر وہ اس امر کو تسلیم نہیں کرتا۔ یا یوں کہو کہ دونوں مصنفوں کے گریپرگ سے استفادہ کیا ہے

اور گریپرگ نے مارمول وغیرہ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ مارمول نے لیٹوسے لیا تھا کیونکہ

ان تمام مورخوں کی غلطیوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے

ملاحظہ ہو فکشن صفحہ.....

کلیڈران

ملاحظہ ہو فکشن صفحہ.....

پیٹر وڈی لا بارکا

کوئی کردلی۔ سی مراک کنجیورین۔

ان اگرچہ یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ مگر قابل تعریف ہے

عبارت دلچسپ۔ مراکو کے حالات کی اس سے بہت اچھی

اطلاع حاصل ہوتی ہے۔ مگر اس میں ایسے ہیروزم

ڈی کیپو لیٹوڈوک

سیرس ۱۹۸۶ء

مذکورہ میں جو زیادہ مفید ہو سکیں۔ مصنف نے اس سرزمین کی بہت سیر کی ہے۔ مگر کتاب

میں جا بجا اپنی امور کا اعادہ کیا ہے یا ایسے واقعات قلمبند کئے ہیں جو اوہر اوہر سننے

ہیں۔ لاکن عام طور پر کتاب کی وقعت ہو گئی ہے۔ کیونکہ دلچسپ واقعات انھیں عبارت

میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں کم از کم وہ غلطیاں نہیں ہیں۔ جو دیگر مورخین نے کی ہیں۔
جو کچھ اس نے گھنٹ و غبرو کی نسبت ارقام کیا ہے وہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ دریاؤں
کے پانچ تنگ ہونے کی نسبت بہت کچھ قلم زبانی کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے مصنف کو
اس میں خاص دلچسپی تھی۔

کیس ٹیلیناس

(مینول پیلو)
اور مینول پیلو

دسک بشن بسٹور بکا راکوس۔ تاریخی واقعات۔ سلطنت
اس کتاب کا مصنف ایک فرانسیسی تھیں ہے جو ملک
مراکو کے مختلف قصبات میں مقیم رہا۔ جو واقعات اس
کتاب میں بیان کئے گئے ہیں ان کا نام مکمل نہیں۔ مگر تاریخی
فرد ہیں یہ کتاب بہت قابل قدر اور معتبر ہے مصنف بہت
سی اطلاعات اپنے ذاتی تجربے سے دیتا ہے۔ مینک کتاب پڑھنے کے قابل ہے۔

اس مصنف نے اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہا۔ پچیس سال تک مراکو
میں رہا ہے۔ اور جو اس کے اس کا ذاتی اور شفہی دریافت سے
آگے نہیں گیا۔ دوسرے حصے ملک کا بیان جو اس نے ترقیم
کیا ہے وہ نامکمل اور غلط ہے۔ اس کتاب کی اس قدر تعداد
کا طبع ہونا اس کی کتاب کی مقبولیت کی دلیل ہے۔ اور اس سے دفت کے علاق کا بھی پتہ چلتا ہے۔

چرنٹ اے

میرمن شلم

حالات جنگ بربری

چارلیوڈ جوہن

لندن شاعر

کتاب کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ بربری
ایک نہایت مہلک اور خوفناک لڑائی کے حالات درد
انگریزوں پر بیان کئے ہیں۔ یہ لڑائی اگست ۱۸۵۷ء میں
واقع ہوئی۔ اس میں دو بادشاہ بعض کا خیال ہے کہ تین بادشاہ قتل ہوئے
اور بھی بڑے بڑے افسر میدان میں کام آئے۔ ہتھیار کتیاں اور سپاہی کبیت
اس کتاب میں ایک ذہن ان امور میں کہتے ہیں کہ قید کئے گئے
جوہن چارلیوڈ اور ہٹا ماسی مان نے طبع کرانی

۱۸۸۷ء اول ہی اول چھپ

مفسر ایک بڑا مشہور شخص ہے جو اس وقت دیچ

چارلس گبریل پیرس

کئے ہیں۔ بہ نسبت دیگر مصنفین زیادہ تر معتبر ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اجمہ فیاد سفر اہل اسلام کے اوضاع و اطوار سے بخوبی واقفیت رکھتا تھا۔ دربار کے حالات و دیگر امور و جوار قدامتے کئے ہیں۔ ان سے کافی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر علمی پہلو سے دیکھا جائے تو یہ کتاب نہایت عمدہ ہے۔

تاریخ اہل مراکو (تین جلد)۔ انگریزی میں ترجمہ نامکمل و دو جلد مراکو کی موجودہ حالت۔

کتاب بڑی قیمتی ہے۔ اس کا مصنف ایک فرانسیسی قونصل ہے۔ جو مراکشیہ میں عہدہ میں مقرر ہوا

چیمبرلولیس ساووی
۱۷۸۸ء
پیرس ۱۷۸۸ء
لندن

تھا۔ اس کا بھائی مسی اندرس علیوی ایک مشہور شاعر تھا۔ پہلی دو جلدوں میں مختصر طور پر خلفائے راشدین کے وقت کے عربوں کے حالات تحریر ہیں۔ نیز مسلمانوں کے سپانیہ کے فتوحات مرقوم ہیں۔ درحقیقت یہ روضۃ القرطاس کا ترجمہ ہے۔ اگرچہ مصنف نے اس امر کو مخفی رکھنا چاہا ہے۔ جلد سوم میں مراکو کے حالات و عجیب طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف کے کوئی اہم امر باقی نہیں چھوڑا اور یہ بات ایک حیران کن بیواہی ہے کہ لوگ پرنے رسم و رواج کے اس قدر گردیدہ اور پابند ہیں کہ اتنی صدیوں میں ان میں کم تغیر واقع ہوا ہے۔

حالات رابرٹ آدم اینجی (روز) جس کا افریقہ کے عربی ساحل پر لوٹ گیا۔ اس شہسخت جہاز میں لالچ کے سفر کا قصہ جس کو اس وقت ہی مبالغہ سے بیان کیا گیا تھا مجھے

کاک یا کاکس سیمویل
۱۸۱۷ء
بوٹسٹن

اس شخص کی نسبت یہ ثابت ہوا ہے کہ یہ ایک بے بنیاد فسانہ ہے۔ (ملاحظہ کریں) کافی حد تک حوالہ تازنہ کتب) لاکن اب یہی دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے مسٹر ڈی بیٹر ساکن مراکشیہ کی یادداشتوں کی یہی ہی حالت ہے اگرچہ مراکو کے متعلق بہت ہی کم لکھا ہے۔ مصنف لندن کی مجلس افریقہ کا سکریٹری تھا۔

کالمنس (ایٹل) ملاحظہ ہو فکشن۔ صفحہ۔

راڈ ان ٹی کرنس اینڈ سلپرز
اس کتاب میں ایک سفر کا ذکر ہے تو تقریباً

۱۸۸۸ء
کالول کپتان ایچ۔ لندن

طبع سے براہ فاس مرعہ انجمن ترک کیا گیا۔ میلان دلچسپ اور کیفیہ اس قطعہ نیک کے ہی حالات درج ہیں جن کی نسبت پہلے کچھ معلوم نہیں تھا۔ مصنف کاسیلان طبع مبالغہ کی طرف زریات تھا اس لئے ہمارے کو غصہ کے ساتھ ذکر کیا ہے یہاں تک کہ اکثر مقامات پر بیان کی صحت مشتبہ ہو گئی ہے چونکہ سفر میں اس کی زبردستی ساتھ تھی اس لئے یہ وہ گہرا گیا البتہ جو امور اس نے جبل الطارق کے متعلق تحریر کیے ہیں وہ سب ہی بڑے بگڑے ہیں۔

کنسل ایکس (جی۔ جی۔ ایل) ملا حشم مولفین صفحہ ۱۰۰۰

کنسل ایکس (جی۔ جی۔ ایل) اسپانیہ میں حکومت اہل عرب

کوئٹہ کی سب سے انٹالیو
میدو ۱۸۶۱ء

کی نسخہ میں گرجہ بھی ان کی اچھی قدر ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئٹہ نے نسیاد رکھی اور بعد میں ادرول سے دسپر عمارت بنائی۔

مرکو (جرمنی کی زبان سے)

کانرنگ ڈکریل ایلڈلف

یہ کتاب بالکل بے وقعت ہے مصنف جرمنی کی جانب سے
فرخت باغی کوئٹہ سے ایجنٹ مقرر تھا۔ اس نے کچھ

دان (میدو ۱۸۸۱ء)

در یافت نہیں کیا جو کچھ اناب شایب اس نے اپنے ترجمان یا دوسرے لوگوں سے سنا
دہلی میں واپس آکر بنام ملک دباشنگان مرکو طبع کر دیا۔ باوجود یہ کہ کتاب
غالی از دلچسپی نہیں اور ملک کے حالات شرح دلسط سے ارقام کئے گئے ہیں اگر مصنف
زیادہ دیر تک مرکو میں رہکر واقعات کی تصدیق وضاحت کرتا کرتا تو اس کی کتاب
بڑی قیمتی ہوتی۔ اسکا مشاہدہ اعلیٰ قسم کا ہے۔

لی مرکو کنسلوین (امپرم مرکو)

کوئی انار سے

جو دہلی کتاب کے نام میں منظر ہے وہ اصل کتاب میں جو نہیں
فریخ تو فصل جنرل کے ایک نامی کے جمع کردہ واقعات ہیں

پیرس ۱۸۶۰ء

اند بھو رتنہ آخری مضمون میں باشندگان مرکو دہرا کو کے حالات و دلچسپ پیرانیہ میں
مرقوم ہیں۔

مولائے حمید کاہرہ

روسی کاشنگن لندن ۱۶۰۹

ریاست مراکو۔ فاس۔ اور مغرب پر تسلط کرنا اس کے بعد موروں یا بربریوں کے مذہب کی مذمت لکھی ہے۔

یہ کتاب ایک نثری قسم کی ہے۔ پرانی طرز میں چھپی ہوئی ہے۔ خاصی مقیم کتاب ہے۔ اس میں سترہویں صدی کے پہلے سات سال کے واقعات درج ہیں۔

کوئن و جونسٹن جی۔ ڈی | لوئرش ولوٹس لیونز گلیچس آف سدرہن مراکو
آر۔ آئی۔ این

یہ کتاب دو شخصوں کی تصنیف کی ہوئی ہے۔
پہر دو ملک اور باشندگان ملک سے بخوبی واقف معلوم ہوتے ہیں۔ مراکوئی زندگی کے حالات مقیم اور دلچسپ طور پر قلمبند کئے ہیں۔ موئیدار سے بعلمری اسب مراکش جانا۔ خنزیر کا شکار بندوق سے کرنا۔ فلیج موئیدار میں سیرکشتی کرنا۔ آگے سپر اور مساک کے حالات پر قلم فرسائی کرنا۔ فوج کے ہمراہ چاندنی مات کو کھج کرنا اور اہل طرکو کا عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنا یہ مضامین ہیں جن پر کتاب میں بحث کی گئی ہے واقعات نہایت خوش اسلوبی سے تحریر کئے گئے ہیں۔ جانٹن اور بھی چند کتاب کا مصنف ہے۔
از انجملہ ایک بنام عبدالکریم یعنی سپاہی کا تب پہلی کتاب بھی جو مراکو میں طبع ہوئی مگر حواہنق لندن میں بغرض جلد بندی دلائے گئے تھے لاسٹر میں گم ہو گئے۔ اسی واسطے کتاب نامکمل ہی رہی ایک جلد مصنف کے پاس ہے۔

مراکو ایٹ لسے گینس (مراکو کا ایک منظر)
جو کہ مصنف کو ملک کے حالات سے ذاتی واقفیت بہت
ہوٹھی تھی اس واسطے جو کچھ واقعات اس نے مرقوم کئے
ہیں ان میں غلط بہت ہیں تاکن باوجود اس کے

کرا فورڈ
جی۔ ڈی۔ لینکلن

سیاحوں کے واسطے کتاب مفید ہے۔ اگر معقول غور سے دیکھا جائے تو کوئی کہی سکتا ہے کہ اصل حالات معلوم نہیں ہو سکتے۔ نہ ہی کوئی لکھنا بیان کیا جاسکتا ہے۔ کرا فورڈ کی کتاب قابل مبارکباد ہے اگرچہ دائرہ بہت ہی محدود ہے۔

کرافورڈ اور ایلین

لندن ۱۸۸۶ء

مراکو

یہ ایک قسم کی رپورٹ ہے جو اینٹی سلیوری سوسائٹی
(مجلس مانعہ بردہ فروشی) کو ارسال کی گئی تھی۔ مصنف کا

منشا تو اچھا ہے مگر معائنہ ضرور ہے۔

ہسٹری دی لادر نیری ریو دیویشن ٹین امپائر آف ٹمن۔

اس موقع پر مصنف ایک ترک کی سفارت ہمارے ملک کو گیا تھا
لاکن جو واقعات مراکو کی نسبت حوالہ قلم کئے ہیں وہ بالکل
مہمل ہیں۔

کرورنیک ابے ڈی

بوونٹ پیرس ۱۸۷۷ء

محایہ پیرس ہسٹریہ دایرہ کا دانا مارگوا۔

کتاب بہت عمدہ تھی اور بڑی محنت سے معلوم ہوتا ہے
تصنیف کی گئی ہے۔ اس میں مازاگان کے اس زمانہ کے
حالات مندرج ہیں۔ جواہل پرنگال اسپر فابن تھے کتاب
مصنف کی وفات کے بعد شائع ہوئی۔ مصنف جزیرہ

داکنہار لوز میریادو کوٹو

دی (البوکرک)

لسبن ۱۸۷۷ء

سینٹ ہٹماس میں سرکاری طائفہ تھا۔ ان لوگوں کے حالات جو مقبوضات واقعہ
غیر مالک ہیں اصل ہی نقل آکر آباد ہوئے جہاں دلچسپ ہیں۔ یہاں انکا اخراج قابل
ہمدردی ہی ہے۔

اسٹریٹو جنرل سو بریل بیالڈو دی لاطی۔

جس غور ذکر سے اس مصنف نے تحقیقات کی اگر تمام
اشخاص غیر مالک تھے اگرچہ سکونت رکھتے اس معنیوں کی
طرف توجہ کرتے تو آج ہمارے کم از کم علاقہ جات
واقعہ ساحل کے پورے پورے حالات موجود ہوتے۔ یہہ

دی گبو اس ایٹو دو و

میدر ۱۸۸۲ء

مصنف اسپانوی تو فصل کی طائفت میں تھا۔ اس نے نہر دل۔ دریاؤں۔
اور پہاڑوں وغیرہ کے خوب حالات لکھے ہیں کتاب پڑھنے سے
کہی طبیعت سیر ہوتی ہی نہیں۔ طرز بیان بہت عمدہ ہے۔ اسکا انگریزی ترجمہ
ہے مگر اپنی نگ چھپا نہیں۔

حالات سیاحت بربر (اسے جو رنل آف ٹریولس ان بربری
یہ کتاب ایک ٹی اکٹر کے تجارت کا ایک مجموعہ ہے جو
ایک سفارت کے ہم کتاب فاس میں گیا تھا۔ کتاب المے
مختصر ہے اور طرز بیان بالکل غیر مانوس۔ تجارت صبح

کرس (جمیس)
لندن ۱۸۰۳ء

سنی گال کی متعلق تحریر کسی قدر دلچسپ ہے۔
دیکھو فکشن مضمون

تاریخ توریسمی بربری

یہ کتاب اپنی قسم کی کتابوں میں سے بالعموم اچھی ہے۔
اسکا مصنف پچیس سال تک بربری میں رہا۔ بحری قزاقی
کے حارج و نشوونما کی متعلق اس کی تحریر عالمانہ ہے

دان کا پیری یائی
پیرس طبع دوم ۱۸۰۹ء

اگرچہ مرکو کے بارہ میں مختصر ہی لکھا ہے۔ مگر دلچسپ نہ در ہے۔ دان ہر جہاں
ریاست بربری سے ذاتی واقفیت رکھتا تھا۔ اس نے جو حالات اس نے تو
سناں اہلیہ کی بابت ارتقا مکے ہیں وہ درست تصور ہونے چاہئیں پہلے مورخوں
کی کتابوں سے بعض انتخاب ہی دئے گئے ہیں جو قابل قدر ہیں۔

ہسٹری آف بربری کے مصنف رائل جمنٹ۔ جلد اول
لنچ میں انگریزی قبیلہ کے متعلق ہے۔ اس کتاب
سے بہتر کوئی کتاب نہیں لکھی ہے۔ اور جو حالات
اس میں بیان کئے گئے ہیں وہ قابل اعتبار ہیں۔

دیوس (لفٹنٹ کرنل)
جوہن لندن ۱۸۸۷ء

دیکھو فکشن مضمون
دیکھو فکشن مضمون

دیوس ہارڈنگ
ڈاسن (اسے۔ جی)

بشر تواریخ ان رن ۲۸ جارج سیلو
ان بربری

ڈکس (جین)
ہورن ۱۸۴۴ء

اس کتاب میں ایک دلنڈیر غلام نے اپنی ذاتی تجارت کا
ذکر کیا ہے زیادہ تر تو مصنف نے اپنی تکالیف کا بیان کیا
ہے۔ مرکو کو بہت تہوار حقد دیا ہے۔

دیلا مرسی - ملاحظہ ہو نوٹسک

اسی ایم لی کٹی (دیکھو صفحہ ۱۵۱) ریلیشن سٹورک صفحہ ۱۵۱ و نکشن صفحہ ...)
 و مغربہ (برو فیضی اسپر س داداں) { - فاس سن پو نورو علی اہل انسا منٹ سچیر مسلمان
 ایک سالہ جو حکام صنف ایک بڑا تجربہ کار عالم ہے عربی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس فاس کے دارالعلوم کی تعلیم
 کے متاخذ کہیں۔ اخیر میں چند اسماء بھی درج ہیں۔ مگر حیدر قابل وقت نہیں ہیں۔

دسمی لوہیس پسرین شہید - ریلوین دیود پچ دی آراتر پی دی لاسری پور لاریش دی کیف
 رسن ۱۶-۱۷ اس کتاب کی تحریر بالکل سادہ ہو۔ اس میں جو حالت مرقوم ہیں وہ پادریان نجات و شہید یعنی جو
 عیسائی غلاموں کو رہائی دلائے تھے۔ مکے متعلق ہیں اور مراکو کی نسبت کچھ بھی مذکور نہیں۔

وید میسر چارلس اسٹیرٹس نے ایک یونیورسٹی ڈراما کو - کتاب کی طرح اور تقریباً بری نہیں لیکن کچھ وقت کو قابل نہیں مصنف کا تمام بایسٹھ مرتبہ کہ کچھ سے پہلے دین تک تفریح کنان گیلہ اور اس طرح میں گیا ہے کہ کتب سے مضامین جو کہے گئے ہیں - باوجود انہیں کتاب کا عام طور پر اپنی قسم میں اچھی ہے۔

دائریک ڈاکٹر کشتیبا برلن ۱۹۰۷ء۔ مراکز۔ اندر مارکونیج۔ یہ کتاب گویا ایک مختصر خلاصہ امیں مارکونیج

مرکوت کے حالات مندرجہ ہیں۔ اگرچہ مولف کو اپنی تحریر کی نسبت کوئی شبہ نہیں ہے مگر کتاب بنانا ایسی نہیں ہے کہ سند کوئی جا سکے۔
 دولس (دس) دینیں لی گئیں مثلاً ارجی سوسو گھوس ران دی رولٹن دی لاسو سائی مارنگدی
 ورنی (وہی) اسکا مسقف، ایک جوان آدمی ہے جو بڑا دلدار ہے پروا شخص نہا۔ دیو دس کھڑے اپنی جان خطرے میں لے کر
 اپنی تجارت کے حالات حوالہ قلم لکھے ہیں مسلمان بھی مرگیا تھا مگر عاقبت الامر قتل کیا گیا۔

فوزی (آپنی - اے) لیڈن ۱۸۳۷ء - شہری دی مسلمان واسپین جیکو انگلٹ دی ایل انیدولس
پارلی المور پرنیز ۱۸۱۵ء (چہار جلد) نہایت ہی عمدہ کتاب ہے جو مصنف نے اس میں بڑی دماغ و سلیقہ
سے کام لیا ہے۔ عربی قلمی نسخوں سے بڑی محنت سے ذخیرہ حاصل کیا ہے اور عربی کتب اس بارہ میں تصنیف ہو کر
ہیں ان سب پر اس کتاب کو سبقت ہو طویل بہت ہے۔ اور عربی مصنفین کی نامہ خفیف امثال پرنیز
کی ہو اس میں لغت ہے کہ مضامین کے عنوان و الابواب کی تقسیم و تفریق نہیں کی گئی مصنف لیڈن میں عربی کا پروفیسر تھا۔
ملوئڈن - دیکھو فکشن صفحہ۔

فرستید و درویشی سید یوسف بنعلی - اگس یوسف بنعلی دی رونا پارسی دی ناگوسنا اوروشی دی افر
ان لبکا دی ستار کزوی مار پیکو (جلد ۱ - جلد ۲ - جلد ۳ - بولن دی لا موسیما و جیو کثی کلا) یر فرستید و در
ایک جهان سپانید کا کتیاں تپا - جرور کوس روانه کیا گیا تھا - کتاب کی تصنیف میں نہایت محنت و غور و فکر

کلام لیا ہے۔ گویا مراکو کی تاریخ کتب میں اسکا خاصہ حصہ ہے۔ یہ کتاب مستند شمار ہوتی ہے۔
 ورن (الکسیور) لندن ۱۸۷۷ء دی پرنٹ سٹیٹ آف مراکو۔ یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے مگر پراثر
 ہے لکڑا غلطی ذمہ داری برگردن تبرج ہے۔

و بلانی سٹ پیبری جیان پیٹر ۱۸۷۷ء ریلیشن دوایچ پورلاریشن دی کیٹیس۔ نیٹولی ۱۸۷۳ء
 ۱۸۷۵ء۔ خاصی کتاب جو مگر معمولی ہے۔ صرف مراکو و باشندگان مراکو کے بیان تک محدود ہے۔

الوالفدا اسمعیل ۱۸۷۷ء۔ ذکر بلاد المغرب

الجر ۱۸۷۷ء۔ فرنچ نریشن (مصنف سالوٹ)

پیٹر ۱۸۷۷ء۔ جغرافیہ مصنف رہنما۔ اور لیس کے حواشی جاکا ہیں۔

ولسی جامع نہیں ہے۔ الولفدا بھی مراکو کی علاقہ پر زیادہ روشنی نہیں ڈالی۔ الولفدا ایک شاندار سیریا کا اثر
 والا تھا اس نے ایک ضخیم کتاب جغرافیہ پر لکھی ہے۔

فنکس (نہری ٹی لندن ۱۸۹۱ء۔ سین اینڈ مراکو۔ یہ کتاب ایک شخص باشندہ مراکو کی تصنیف

ہو وہ کہتا ہے کہ آیا ایک سیاح صرف دو مہینہ کی ایک سرسری سیاحت کو بعد و بڑے وسیع ملکوں پر ایک

کتاب تحریر کرنے کا مجاز ہے۔ اور پھر ثابت کرنا ہے کہ اس کو یہ حق حاصل ہے۔

و نظا وین پر ایک فصل لکھی ہے۔ سوار اس کے اور کچھ مراکو کی نسبت

ارقام نہیں کیا۔

رکنا کیڈنس آف مراکو

(ایک ضخیم کتاب جس میں نصاب ویر و نقشے

دئے ہوئے ہیں)

یہ کتاب بہت قیمتی ہے۔ اس میں سفر مراکو

کے حالات بہت اچھی طرح مندرج ہیں۔ والی کونٹ دی فوکالڈ سے زیادہ

تراس حصہ ملک میں سفر کیا ہے۔ جس سے جغرافیہ واں بشیر نا واقف

ہو۔

جہاں جہاں یہ شخص گیا ہے اور جس صحت و محنت سے اس نے تلاش کی

ہے سیاحان تاخرین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کر سکا۔ اس مصنف نے پہلے

کی چوٹیوں کی بلندیاں اور مقامات کے فاصلے شرح و دبط کیساتھ دیکھے ہیں۔

نے سخت جسمانی تکلیف برداشت کی ہوگی۔ اور کئی قسم کے خطرات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ مصنف اپنے کام کی اصلیت کو کما حقہ سمجھتا تھا۔ نوکال ایک دیسی یہودی کے بھیس میں سفر کرتا تھا۔ پنجے سے روانہ ہوا۔ نینتہ دان۔ القصر فاس۔ تازار سیفود۔ مکنا س۔ ٹاڈلا وغیرہ وغیرہ مقامات میں گیا۔ اور تقریباً چھ مہینہ کے عرصے میں سوگے دار میں رہا پہنچا۔ وہاں ایک مہینہ قیام کیا۔ اسی رستے ریکے ویر میں واپس آیا۔ اور پھر فاس کے قریب ہو کر گنڈا۔ اور اس رستے اوجدہ میں سے ہوتا ہوا فرانسسی حد میں پہنچ گیا۔ کوہ اٹلس کے جنوب میں سفر کرنا پڑی جان جو کہوں کا کام تھا۔ نوکال نے الجزائر میں بہت بڑا کام کیا ہے۔ اور ایک نووارد کے واسطے ایسی تیاریاں اخذ کرنا بالکل ناممکن ہے۔ وہ قدرتی طور پر نکالیف اور مصائب برداشت کرنے کے لئے عادی واقع ہوا تھا۔ مگراس مقام پر گنجائش نہیں کہ ان کا ذکر کریں۔

ریلیشن ڈال واکج کو ایندرا امبروکوس ال دی
بیدرفرنچ جو ان ڈی پریڈو۔

سین فرانسکو افریٹھی
آس اکیڈ ۱۷۵۷ء

یہ کتاب ایک نادر نسخہ ہے۔ اس سے فرانسس
مشنریوں کے تجارت۔ خیالات عزم باجزم۔ مذہبی
جوش اور ان کے اعتقادات ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ ایک گورنر کے خوف موڑے گا ان سے
ان امور کو بھانگنے پر مجبور ہوئے۔ مراکش میں بھی ان کو غیر معمولی سختی اور کھٹانی پڑی۔
ڈی آل پوڈرنے واقعات اہم کا اعادہ کیا ہے۔

ریلیشن ڈون واکج فے ان ۱۷۶۶ء آریا مینر ڈی مراک
اے ڈی فینر وریلیشن کلیاس۔

فریجس ولینڈ
پیرس ۱۷۷۰ء

ان رسالوں میں سے جو پہلا رسالہ ہے وہ بالکل نئی کتاب
ہے۔ اس میں بے فائدہ سفر کا فضول تذکرہ ہے۔ سیفر
نے اگر اس میں درج کیا ہے کہ اس نے کیا کہا یا کیا۔ دوسرا رسالہ نہایت مختصر اور
غیر مفید ہے۔

لے مراک۔ جو گریفی۔ ارگنائڈ لنش۔ اولیٹک۔
یہ کتاب نہایت احتیاط سے تحریر کی گئی ہے

۱۷۹۵ء
فرش آرجے پیرس

اس کتاب کا اصلی منشاء فرانسیسی حقوق کا مراکو سے اذعان کیا ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ جو لوگ رموز مملکت سے دلچسپی رکھتے ہیں اسکو ضرور مطالعہ کریں مصنف محض ناواقف نہیں ہے۔ وہ ۱۰ سال تک مراکو میں ایک محکمہ میں افسر رہ چکا ہے۔

گیلنڈ و الیون ڈی ویرا میڈرڈ ۱۸۸۲ء

مشریاء و سپرینٹنڈنٹ پولیٹیکا ٹریڈ شپل ڈی ہسپانیا۔ سیکٹو ڈی سوس پوزیشنن ان لاس کا سٹس ڈی افریقہ جو واقعات اس کتاب میں درج ہیں وہ کچھ معتبر ہیں اگرچہ کتاب بہت طویل ہے۔ مگر مفید ہو۔ اور ہسپانیہ کی رائل اکیڈمی نے اس تصنیف کے صلہ میں ایک تمغہ مصنف کو عنایت کیا۔ جیسا کتاب کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس میں مراکو کے علوان بہی حالات لکھے ہیں۔ مگر ایسی کوئی بات کم نظر آتی ہے جو پہلے پتھر تحریر میں نہ آچکی ہو۔

گینیٹر (آرٹھر ڈی) پیرس ۱۸۹۲ء

لی۔ مراک۔ ڈی آجرڈ میڈو ڈی پیرا ڈی ڈیلین۔ یہ کتاب جو دراصل انتظام ملکی کے متعلق ہے۔ ایک صحیح نسخہ ہے۔ اس میں مراکو کا سرسری حال درج ہے باشندگان مراکو یا مراکو دوقول یورپ کے باہمی تعلقات کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ اس ملک کی لڑائیوں کی نسبت خاص دلچسپی ظاہر کی گئی ہے اس کتاب کی اکثر تصاویر مونٹ بارڈو کی کتاب سے لی گئی ہیں۔

گیٹل جو اکون میڈرڈ ۱۸۶۹ء

ڈی پیر لویر مراکش السوس ویدنون ملکنا۔ اس قیمتی رسالہ کے مصنف نے ۱۸۵۷ء میں شرف ملازمت سلطان حاصل کیا۔ اسے تو پختانے میں ایک عمدہ عہدہ عطا کیا گیا۔ اس نے ریاضت کی درخواست کی مگر نامعلوم ہوئی۔ اس پر وہ چوری سے فرار ہوا۔ چند سال تک اوہراؤ ہر پھر تاراپا۔ اس عرصہ میں اپنا نام قاہرہ اسماعیل بنایا۔ بعض عہدہ میں ہسپانیہ کی طرف سے مراکو میں بھیجا گیا۔ اس کی جو رپورٹ چپی ہے اس میں نقشے وغیرہ بہت دے گئے ہیں جو بڑے مفید ہیں۔

سی المکاری صفحہ ۲۹۰

گیان گوند

گریسی (ورٹ) ملاحظہ ہو فکشن صفحہ

گوبل ای لیسنگ

۱۹۸۶ء

ڈاٹی ورسٹ بوس افریقاس ام المظرم انیڈاٹی حبشی
لی مارشلسن

یہ کتاب ایک نہایت مفید خاصہ ہے۔ ملک ہذا کی تمام
سابق تواریخ کا اسمیں ذکر ہے۔ اس میں واقعات بڑی صحت سے بیان کئے گئے ہیں۔
کتاب اپنی نظر نہیں رکھتی۔

گاڈرڈ (ای لیون)

پیرس ۱۹۶۷ء

ڈسکرپشن اسے ہسٹوری ڈیو مرک (دو جلد)

اس کتاب میں مراکو کے حالات سے نہایت مفید
دی گئی ہے۔ اس کتاب کا سب سے مشہور حصہ وہ ہے جو

تاریخ عسائیت مراکو کے متعلق ہے اور یہ عمدہ ترین
کتابوں میں سے کتاب ہے۔ جو مراکو کی نسبت طبع ہوئی ہیں۔ اسے سخت متعجب آدمی
سپینٹو.... ڈل اسپیر لوڈی مرک۔

گریگر ڈی ہیسو

جیکو پو اجنوا ۱۸۳۲ء

گریگر کی کتاب نے بہت شہرت حاصل کی اور اس شہرت
کی مستحق بھی تھی۔ مگر بعض نے اس کی تعریف میں مبالغہ ہی کیا
ہے۔ اس کتاب میں سے دیگر مورخوں نے اکثر مضامین اقتباس کئے ہیں۔ مگر اس امر کو تسلیم
نہیں کیا۔ مصنف جو مراکو میں سویڈن اور ساؤتھیا کی طرف سے سفیر تھا۔ عربی میں چچی
مہارت رکھتا تھا۔ لاکن حلد و فخر سے باہر ملک سے ہٹنا۔

پریس ڈی لالٹر میٹور میٹرک ڈی مغرب الاقصی۔ تاریخ کتب

مراکو پر ایک بہت قیمتی کتاب ہے۔ چوبیس بڑی بڑی کتابوں پر
مقامی واقعات کی بنا پر تنقید کی ہے۔ بعد میں یہ کتاب بھی سپینٹو میں ضم کی گئی۔

مغرب الاقصی (آجری ان مراکو)

کتاب بہت خوبصورت ہے۔ گو غلط ہے۔ مگر پڑھنے
کے قابل ہے۔

گریم (اسے بی کنگھم)

لندن ۱۸۹۰ء

صفحہ - ملاحظہ صفحہ ۵۴۴ (انگریزی)

ڈی سپینٹن کمپین ان مراکو۔

نامہ نگار اخبار ٹائمز خطوط دوبارہ چھپوائے گئے ہیں

ہاروین فریدرک لندن

۱۸۶۰ء

ہسپانوی مہم کا تذکرہ تو اس میں مندرج ہے۔ مگر ملک کے متعلق ایک لفظ تک بھی نہیں ہے۔

دی لینڈ آف این افریقین سلطان

ہامیرس والیئر لی لندن ۱۸۸۹ء

مصنف کی ابتدائی کوشش ہے جو سفر اس نے
اول اقل مراکویں کئے ہیں۔ اُن کا ذکر درج کیا ہے اور وچسپ ہو۔ مگر اس میں کوئی نئی
بات نظر نہیں آتی۔ اور نہ کتاب ہی مستند ہے۔ جو کچھ عیسائی سفارت کے متعلق تحریر ہے
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس خصوص میں مصنف محض ناواقف ہے۔ (مئی ۱۸۹۹ء کے ناشر
میں اس کا ریویو ہو چکا ہے)

دوم - تغلیت

لندن ۱۸۹۵ء

اس کتاب میں اس سفر کا ذکر جو مراکش سے تغلیت تک کیا گیا ہے
کچھ حقہ سفر کا گدبے کی سواری پر کاٹا ہے کچھ باپیادہ۔ اس کتاب میں نئے امور
درج ہیں۔ اور عام اغلاط سے پاک ہے۔ کیونکہ مشرقی ملک سے کافی واقف
ہے کتاب مفید ہو اور تصاویر نہایت عمدہ ہیں۔

وسٹرن باربری الش والد ڈارل انیڈ سونج اینیڈ لینی

وحشی اقوام و جنگی حیوانات (طبع ثانی)

ہے جی۔ ایچ وینڈ

لندن ۱۸۶۱ء

یہ کتاب دراصل بالکل نکتی ہے۔ لاکن عبارت عمدہ
اور وچسپ ہے۔ اگرچہ ایسی مصنف سے یہ امید نہیں ہو سکتی تھی۔ باوجود اس کے
اگر سفر ناموں سے اچھی ہے۔ اس میں جو تشریحات مراکوی زندگی پر کی گئی ہیں وہ
اچھی قابل اعتبار ہیں۔

دوم - جنرل آف اکیپیڈ لیشن ٹو دی کورٹ آف مراکو۔

مکبرج ۱۸۴۴ء

یہ رسالہ کبھی طبع نہیں ہوا۔ تاہم اس کی اغلاط پر اعتراض
کرنا مناسب نہیں۔ یہ ایک قسم کا مسودہ جو خاص دوستوں کے واسطے طبع کر لیا گیا تھا
معام ہوتا ہے کہ وہ اہل مراک کے ساتھ معاملات کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

اسے مماثر روف سرچوں ڈرامنڈ ہے۔

بے اینڈ برکس

لندن ۱۸۹۶ء

اس قابل سفر کی عمر کا بہت سا حقہ مراکویں گذرا۔ وہ
برطانیہ کی طرف سے طنز میں سفر تھا۔ مراکویں معاملات میں

اسکا الیسا گہرا تعلق ہو گیا تھا کہ جو کتاب اس کی بیٹیوں نے تیا سکی وہ ان بڑی مفید کتابوں میں سے ہے۔ جو سلطنت مراکو پر تیار ہوئیں۔ اس سے صرف مقامی اشیاء کے متعلق ہی آگہی حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ اس میں ایک محتاط فاضل طبع رسائیغہ نظر آتا ہے۔ نیز اس میں وہ غلطیاں نہیں ہیں جو عام اجنبی کیا کرتے ہیں۔

ہے کیٹیس۔ ملاحظہ ہو قلم صفحہ ۵۴۳ (انگریزی)

ہیروودوٹوس۔ ملاحظہ ہو قلم صفحہ ۵۴۱ (انگریزی)

اے بولڈرینیل فاسلس اینڈ مسہمیس ان مراکو کتاب اسی قیمت کی ہے۔ جو اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ پھر بھی ان کتابوں سے اچھا ہے۔ مفصل

ہائید سیمتھ ولیم سن

لندن ۱۸۸۶ء

حالات ذکر کرنے کی مدعی ہیں۔ اور پڑا زاعلاط ہیں۔

نیرٹو آف اے جرمنی ٹور مارکو یعنی بیان سفر مراکو یہ کتاب معمولی اچھی ہے۔ اس میں اس سفارت کا ذکر ہے جو مراکش میں لسبر کروگی سر سوزز موسیفیور بھیجی گئی

ہاگلن ڈاکٹر ٹومس

لندن ۱۸۷۶ء

تھی۔ ملک کی حالت کی نسبت چنداں ذکر نہیں ہے۔ یہ کتاب چندہ فراہم کر کے چھوٹی گئی تھی۔ کیونکہ اس کا مصنف جلد ہی فوت ہو گیا تھا۔

مراکو اینڈ دی گریٹ اٹلس

سائینس داں خاص کر علم فلاحت داں کے لئے۔

کتاب نہایت مفید ہے۔ اس کتاب کے مصنف

انگریز تھے جو قدرتاً بیباقی تھے۔ وہ بربر میں اس

بہانے سے پھرتے رہے کہ ان کی ملکہ نے ایک بڑا مالیشان باغ لگایا ہے۔ جس میں سکی

خواہش ہے کہ ہر قسم کے پودے لگائے جاویں۔

مراکو

ملک اور اس کے باشندگان کی نسبت دلچسپ طریقہ و اتقا

لکھے ہوئے ہیں۔ مگر عبارت فضول اور ناکمل ہے

ہورودلنڈ و ڈکٹر اول

لیننگ ۱۸۸۶ء

ہوٹ جینیورگ کیوبن بیون ۱۸۸۶ء + الف ٹیرٹ ننگرا دم مراکو س

اوٹو فیز آرکٹرکٹن دان مراکوس اینڈ فیئر

اس سٹند کتاب کا مصنف ڈوئمارک کی طرف سے بہت سال تک فوج میں کونسل رہا۔ اس نے واقعات کی تحقیق میں کوئی حقیقت اظہار نہیں رکھا۔ بعد کے تمام مصنفین جب تک مراکو پر کتابیں لکھی ہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ بوٹس کے ممنون ہیں۔ اور جنہوں نے اس کتاب سے کچھ بھی فائدہ نہیں ادا کیا وہ بہت بد قسمت تھے۔

ادیس (محمد شاہ)
لندن ۱۸۰۹ء
صفات العرب وارض السودان و مصروف اندلوس
سہالی مراکو کا مختصر سا جغرافیہ ہے۔ مگر یہ کتاب قابل
استفادہ نہیں ہے۔

جیکسن جیمز گرگ
لندن ۱۸۵۶ء
این اکوٹ او ف دی اسپا کرافٹ اینڈ ٹشکیٹو یعنی بیان
سلطنت مراکو و ٹشکیٹو سلطنت مراکو پر۔ یہ ایک نہایت
عمدہ اور نئی کتاب ہے اس کا مصنف جو ایک سوداگر تھا

موگیدارادر ریگیدیر میں بہت مدت رہا۔ مصنف کا یہ منشاء تھا کہ اس اطلاع کو
کمل کرے جو ان کتابوں میں درج ہو رہے جو آج تک لکھی گئی ہیں۔ پھر یہی غلطیاں
آتش زبانی۔ ٹشکیٹو کا بیان خاص کر دیکھ چکے ہو۔

جیمز لفٹنٹ کرنل ٹومس
لندن ۱۷۷۱ء
سیٹری آف دی ہرکولٹن سٹریٹس ر جلد دو۔
اس کتاب کا مصنف ایک انگریز تھا جو جبل
التارک میں رہتا تھا۔ کچھ نئی باتیں درج نہیں

میں جو مفید مطلب ہوں۔

جینیٹس ڈاکٹر آر
برلن ۱۸۸۶ء
ڈاکٹر ڈوشی ٹیڈل اکیڈمیشن ۱۸۸۶ء
اس میں اہل جرمنی کی اس کوشش کا بیان ہے جو انہوں نے
ردس کے کہنے میں کی۔ جو ہم بھی لکھی گئی تھی مصنف اسکا اظہار

انہیں تھا۔ اس کی ملک حروف و دستکاری و پیداوار کے متعلق خوب واقفیت حاصل
کی یہ کتاب عمدہ نسخوں میں شمار ہوتی ہے۔

جینیٹس ڈبلیو لندن ۱۸۱۶ء
آدیو آف دی پرنٹ کنڈیشن آف دی سٹیشن آف
بربری۔ (موجودہ حالت رستہ ہائے بربری پر لکھی)

بربر کی قزاقی کے السداد کے متعلق ہے۔ صرف دوسری فصل میں مراکو کا ذکر ہے۔ یہ ایک جنگی افسر کی رپورٹ ہے جو گورنر جبل الطارق سعدی محمد زنت دہم کو عدنی طور پر حیا تھا۔ کتاب مختصر سی ہے اور کچھ زیادہ مفید نہیں ہے۔ مگر خالی اندیکشی نہیں ہے۔ جو لنٹن (آزایل۔ ابن) ملاحظہ ہو کون دجولٹن۔

کلیٹن (کرنل مارس) لندن ۱۸۸۶ء
ٹریولر ان یورپ اینڈ افریقہ مالک یورپ و افریقہ کی سیاحت (ادویلا)
اس کتاب میں معمولی طور پر سفر کے حالات درج ہیں۔ مراکو کی نسبت کچھ مروج نہیں ہے۔ اس واسطے یہ کتاب قابل استعواب نہیں ہے۔

کر دی چینی آبی طنجہ و سپرین طنجہ
گائیڈ دو دیویر آ مراکو (رہنمائے بحری سفر مراکو)
یہ کتاب سفر مراکو کی ایک رہنما ہے۔ ایک بڑی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ خاص کر ان لوگوں کے لئے مفید ہے جو فرانسیسی زبان پر سنبھتے ہیں۔ اگرچہ اغلاط بھی ہیں۔ مگر بعض بڑی بڑی کتابوں سے زیادہ تر مفید ہے۔ اس میں ایک نقشہ بھی دیا گیا ہے۔

کرابرٹ لندن ۱۸۹۴ء
پانینگ ان مراکو (سفر مراکو بطور سفیر انجمن)
یہ کتاب نہایت بے تکلفانہ لکھی گئی ہے۔ اور عمدہ ہے۔ اصل میں مصنف کے خطوط و یادداشت سے جمع کی گئی ہے۔ اس میں اکثر نئی باتیں نظر آتی ہیں۔ لاکن اس قابل نہیں کہ استعواب کا کام دے۔

ابن خلدون عبدالرحمان طنجہ بولاک ۱۸۶۷ء
اسٹوری دی سپرین۔ انتخاب ارتکاک دیویران
والجفر فی ایام العرب والجمہ والبربر (کچھ جلد۔ ترجمہ)
بیرن گوکن دی سلین۔ چار جلد۔ معہ نقشہ جغرافیہ
کتاب اسلامی دنیا کی تاریخ ہے اور عربی علم ادب میں سب پر سبقت لے گئی ہے۔

دی سلین کا ترجمہ و تشریحات بھی کچھ اس سے کم مستحق تعریف نہیں ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ اس کتاب کے تصنیف کرنے میں اس کے چودہ سال صرف ہوئے ہیں۔ مورخین مراکو و اسلام نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ ابن خلدون جو عربی النسل تھا تیونس میں ۳۳۷ھ میں پیدا ہوا۔ اور اکیس برس کی عمر میں شاہی پرائیویٹ سیکریٹری

مقرر ہوا۔ ادھر اُدھر کے انقلابات کے بعد سلطاح الدین نے اسے قاہرہ میں قاضی القضاات مقرر کر دیا۔ بعدہ وہ مکہ شریف کی سرزمین میں سیاحت کرتا رہا۔ پھر سلطان کی محبت میں دمشق پہنچا اور جب تیمور نے دمشق پر حملہ کیا تو ابن خلدون وہاں ہی مقیم تھا۔ وہ تیمور کی پناہ میں آگیا اور جب تاتاریوں کی تاراج و شجرہ نسب پڑھ کر سنایا تو تیمور حیران رہ گیا۔ تیمور نے اس کی بڑی عزت کی اور آخر الامر اس کو مصر میں آنے کی اجازت عطا کی۔ تاکہ وہ اپنی کتاب کو ختم کرے۔ جب اس نے فیوم میں جہاں وہ سالہ فوت ہوا چودہ برس صرف کئے تھے۔

ابن خلدون کی کتاب فی الحقیقت نایاب ہے اور نہایت نفیس و معتبر ہے مصنف نہایت ذکی۔ فہیم اور اہل اللہ کے شخص تھا۔ اور ساتھ ہی نہایت دقیقہ رس اور باقاعدہ والا شخص تھا۔ اگرچہ بعض مقامات میں واقعات کا عادیہ کیا گیا ہے۔ ہر ایک قوم کے حالات و شجرہ النسب شرح و بسط کے ساتھ دئے گئے ہیں۔

ابن خلدون (احمد) کتاب واقعات الغیان (سیرت میک اگر کسی دی سلین نے چار جلد میں ترجمہ کیا ہے) کتاب نہایت قیمتی اور اعلیٰ درجہ کا نسخہ ہے۔ اہل عرب کی قیت کے لحاظ سے اس کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ دی سلین نے اس کا ترجمہ کرنے میں مغربی دنیا پر بڑا احسان کیا ہے جیسا کہ اس نے ابن خلدون کی صورت میں کیا ہے۔ ابن خلدون دمشق میں صدر الصدوقی تھا اور مصر میں پروفیسر بھی رہا ہے۔ مراکو کے مشہور تذکرہ نویسوں میں یوسف بن تاشفین ابن تمارت ہمدی عبدالمومن۔ یعقوب المنصور وغیرہ وغیرہ ہیں۔

بیخ دن سون دی ہر کلید و حقیقہ اس کتاب میں ایک اہل علم کی ساحت کا ذکر ہے اس کے بعض جلد مراکو کے متعلق ہیں۔ مفید ہیں۔ ان حصوں میں قدرتی اشیاء مثلاً حیوانات و احوال جانوران کا ذکر ہے۔

لا دوسرے پی دیکھو نکسن صفی لیا روڈا کٹر آر تھر لندن فرٹ ۱۸۸۳

مراکو داہل مراکو (مراکو ایند دی فورس) اس کتاب کی قدر دانی میں مبالغہ کیا گیا ہے۔ مصنف صرف ساحل پر گشت کرتا رہا ہے۔ یاد رکھنا تک پہنچنا

ہے زبان ملک و باشندگان ملک سے محض ناواقف تبا البتہ جو واقعات ڈاکٹر ہر دم نے بہم پہنچائے وہ قابل اعتبار ہیں۔ اس کتاب کا سب سے مفید حصہ وہ نمبر ہے جس میں مراکوئی اقدیہ کا ذکر ہے مگر اس باب میں جو مراکوئی امراض کے متعلق ہے کچھ بھی مفید مطلب درج نہیں ہے۔

ادرج اے ذرت لودی کوٹ آت نامراکو (دبار مراکو کی سیر)
اصل میں پریگزوں کی سفارت کا جو مولائے المحسن کی جانشینی کے موقع پر آئی تھی ذکر تجزیہ خالی از دلچسپی نہیں۔ علاوہ حالات

لندن
۱۸۷۹ء

سفر کے الصیغہ البکیر کی لڑائی کے حالات مذکور ہیں جو شہنشاہ میں واقع ہوئی ڈاکٹر لیانڈ نے اس امر پر بحث کی ہے کہ آیا قیصر ترمخون و دالیر سمی ایک ہی ہیں اور ڈاکٹر نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ایک ہی ہیں اور اس کے اس نتیجہ کی تصدیق پی لجد میں ہوئی ہے۔

اے قور تومراکو (سفر مراکو)
مصنف ایک ڈاکٹر (سر جے) ساکن جبل الطارق ہے۔

لیمپری ڈاکٹر ولیم
لندن ۱۸۹۱ء

۱۸۸۹ء میں سعدی محمد بن قیصر کے علاج کے واسطے گیا تھا جو بیان مصنف نے اپنے سفر سولیس کا ذکر کیا ہے وہ دلچسپ ہے اور ملک و باشندگان ملک کی نسبت جو کچھ تحریر کیا ہے وہ بھی قابل تعریف ہے مگر کتاب بحالت مجموعی پڑھنے کے قابل نہیں ہے۔ وہ حصہ جو ایفریہ کے مظالم اور اس کی بدسلوکی (جو قذصلوں کے ساتھ تھی) کے متعلق ہے ایک بہم دہر کی مجسم شہادت ہے۔

لنرا ڈاکٹر رسک

ٹیکٹو۔ رسی دیرج مراکو۔

ادد بارہ اسکا تجزیہ فرانسیسی

لیننگ ۱۸۸۴ء

زبان میں بھی طبع ہوا ہے
ان میں سے ایک جلد مراکو کے متعلق ہے گویا ملکی حالات کا ایک خلاصہ ہے اور چونکہ جس جن کتاب سے استفادہ یا اقتباس کیا ہے اسکو تسلیم نہیں کیا اس سے کتاب کی نفع میں کچھ فرق آگیا ہے۔ نقشہ جو دیا گیا ہے کچھ زیادہ قابل تعریف نہیں ہے۔ تصاویر عمدہ ہیں۔

لاندہ (مینول جی اور اورگنیز
اٹل سو میڈرٹو ۱۸۷۹ء

اہل امپریوری مراکو
یہ ایک مختصر سی کتاب ہے مگر ملک و باشندگان ملک
کے حالات بخوبی تحریر کئے گئے ہیں۔ تاریخی حالات

بھی کچھ مرقوم ہیں۔ آخر میں ادن معاہدات کو درج کیا ہے جو ۱۸۷۵ء سے لے کر سپانیہ
کے ساتھ ہونے والے لاکن اس میں مصنف کا اپنا کوئی مضمون بھی نہیں ہے۔

پیری لولی (ولیو الفلٹ
جولن) پیرس ۱۹۰۰ء

اس میں مشرقی سیاحت کا حال و گفتن عبارت میں
تحریر کیا ہے۔ اس میں اس سفارت کا ذکر ہے جو ۱۸۷۵ء
فرانس سے فاس میں گئی۔ اس مراکوی زندگی پر بحث کی گئی ہے لاکن یہ کتاب اس کام
کی نہیں ہے کہ اس سے واقعات کے متعلق استنباط کیا جائے۔

مبیکٹری وولڈ
لندن ۱۸۸۶ء

رپورٹ اولن وی کنڈلین آف مراکو۔ اطلاع نسبت حالت مراکو
یہ کتاب ایک مختصر سا رسالہ ہے جو انتہی سیوری سوسائٹی کی جانب
سے جاری ہوا۔ ملک کی حالت پر بحث کی گئی ہے۔ ناواقف شخص

پڑھ کر کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(میرٹ) (انڈین پارس)
پیرس ۱۸۸۳ء

ریٹیشن وی۔ سی۔ گوٹی پیس و مین لی رویا یوی وی مراک
دولسی انہی ۱۸۷۷ء جب کو ۱۸۷۳ء
اگرچہ مصنف کا نام دیا ہوا ہے مگر ایسے گادر اسے ایم میرٹ
کی طرف منسوب کرتا ہے۔ بہر حال کتاب تاریخی لحاظ سے ایک مفید نسخہ ہے۔

المکاری احمد
لندن ۱۸۷۳ء

سٹری آف دی محمدن و انیمینٹین ان سپین (سپانیہ کے
اسلامی خاندانوں کی تاریخ) (مترجمہ سیکول دی گینگوئی نفت
الطیب (دو جلد)

اصل میں یہ کتاب بطور یادگار کے ہے اور افریقہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس کا مطالعہ
ضروری ہے۔ پہلا ترجمہ جو میدرٹو کے ایک پروفیسر نے کیا تھا وہ کچھ بیشک نہیں ہے
المکاری مصنف نہیں بلکہ مولف ہے۔ مگر چونکہ وہ حوالیات دینے میں سخت محتاط ہے
اور جہاں کہیں استفادہ کرتا ہے اس کو تسلیم کرتا ہے۔ اس لئے اسکی تصنیف بحث

کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اس نے یہ کتاب مصر میں پندرہویں صدی میں تحریر کی تھی۔

مبطلین (مہینہ دان) | درعی جہری ایم نافع و سئلان افریقہ (چار جلد)
لیپنگ ۱۶۳۳ | کتاب نہایت محنت سے لکھی ہوئی۔ معلوم ہوتی ہے۔ جابجائی
 واقعات بھی تحریر ہیں۔ سواصل مراکود مراکش کی ساحت کا

مذکورہ کیا ہے۔ مراکش کو مصنف و منشی و مغرب کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ بعض مقامات
 میں مصنف نے ذاتی مشاہدات بھی درج کئے ہیں۔ مگر ادین پر اعتبار کرنے میں کافی احتیاط
 درکار ہے۔

لی مراک

مارسٹ ڈاکٹر
پیرس ۱۸۸۵

یہ ایک مختصر سی کتاب ہے مصنف نے اپنی طرف سے کچھ بھی ترمیم
 نہیں کیا۔ کیونکہ وہ ایک ملک کی زبان سے محض نا واقف نہ تھا۔

مارمول کیراجل | دسکریٹین جبریل دی افریقہ (سہ جلد) (بیان افریقہ)
 یہ کتاب گویا مراکوکے واقعات کا ایک ذخیرہ ہے اور تین سو سال تک
 اس سے استفادہ ہوتا رہا ہے اور مورخین نے بھی اس کتاب
 سے بہت فائدہ حاصل کیا ہے۔ مارمول گرنیڈ کا باشندہ تھا۔ قید ہو کر مسلمانوں کے
 ہاتھ پڑا آٹھ سال تک افریقہ میں رہا۔ کتاب سوم جہاز مراکوکے متعلق ہے۔

المراکشی عبدالوحید مراکش ۱۶۲۲ | المحیب فی تلخیص اخبار المغرب۔ اسکا ترجمہ فرینسی
۱۸۴۷ | زبان میں ای۔ فیکین کیا ہے۔
لیپنگ ۱۸۸۱ | **۱۸۹۳** | **۱۸۹۷** | **۱۸۹۸** | **۱۸۹۹** | **۱۹۰۰** | **۱۹۰۱** | **۱۹۰۲** | **۱۹۰۳** | **۱۹۰۴** | **۱۹۰۵** | **۱۹۰۶** | **۱۹۰۷** | **۱۹۰۸** | **۱۹۰۹** | **۱۹۱۰** | **۱۹۱۱** | **۱۹۱۲** | **۱۹۱۳** | **۱۹۱۴** | **۱۹۱۵** | **۱۹۱۶** | **۱۹۱۷** | **۱۹۱۸** | **۱۹۱۹** | **۱۹۲۰** | **۱۹۲۱** | **۱۹۲۲** | **۱۹۲۳** | **۱۹۲۴** | **۱۹۲۵** | **۱۹۲۶** | **۱۹۲۷** | **۱۹۲۸** | **۱۹۲۹** | **۱۹۳۰** | **۱۹۳۱** | **۱۹۳۲** | **۱۹۳۳** | **۱۹۳۴** | **۱۹۳۵** | **۱۹۳۶** | **۱۹۳۷** | **۱۹۳۸** | **۱۹۳۹** | **۱۹۴۰** | **۱۹۴۱** | **۱۹۴۲** | **۱۹۴۳** | **۱۹۴۴** | **۱۹۴۵** | **۱۹۴۶** | **۱۹۴۷** | **۱۹۴۸** | **۱۹۴۹** | **۱۹۵۰** | **۱۹۵۱** | **۱۹۵۲** | **۱۹۵۳** | **۱۹۵۴** | **۱۹۵۵** | **۱۹۵۶** | **۱۹۵۷** | **۱۹۵۸** | **۱۹۵۹** | **۱۹۶۰** | **۱۹۶۱** | **۱۹۶۲** | **۱۹۶۳** | **۱۹۶۴** | **۱۹۶۵** | **۱۹۶۶** | **۱۹۶۷** | **۱۹۶۸** | **۱۹۶۹** | **۱۹۷۰** | **۱۹۷۱** | **۱۹۷۲** | **۱۹۷۳** | **۱۹۷۴** | **۱۹۷۵** | **۱۹۷۶** | **۱۹۷۷** | **۱۹۷۸** | **۱۹۷۹** | **۱۹۸۰** | **۱۹۸۱** | **۱۹۸۲** | **۱۹۸۳** | **۱۹۸۴** | **۱۹۸۵** | **۱۹۸۶** | **۱۹۸۷** | **۱۹۸۸** | **۱۹۸۹** | **۱۹۹۰** | **۱۹۹۱** | **۱۹۹۲** | **۱۹۹۳** | **۱۹۹۴** | **۱۹۹۵** | **۱۹۹۶** | **۱۹۹۷** | **۱۹۹۸** | **۱۹۹۹** | **۲۰۰۰** | **۲۰۰۱** | **۲۰۰۲** | **۲۰۰۳** | **۲۰۰۴** | **۲۰۰۵** | **۲۰۰۶** | **۲۰۰۷** | **۲۰۰۸** | **۲۰۰۹** | **۲۰۱۰** | **۲۰۱۱** | **۲۰۱۲** | **۲۰۱۳** | **۲۰۱۴** | **۲۰۱۵** | **۲۰۱۶** | **۲۰۱۷** | **۲۰۱۸** | **۲۰۱۹** | **۲۰۲۰** | **۲۰۲۱** | **۲۰۲۲** | **۲۰۲۳** | **۲۰۲۴** | **۲۰۲۵** | **۲۰۲۶** | **۲۰۲۷** | **۲۰۲۸** | **۲۰۲۹** | **۲۰۳۰** | **۲۰۳۱** | **۲۰۳۲** | **۲۰۳۳** | **۲۰۳۴** | **۲۰۳۵** | **۲۰۳۶** | **۲۰۳۷** | **۲۰۳۸** | **۲۰۳۹** | **۲۰۴۰** | **۲۰۴۱** | **۲۰۴۲** | **۲۰۴۳** | **۲۰۴۴** | **۲۰۴۵** | **۲۰۴۶** | **۲۰۴۷** | **۲۰۴۸** | **۲۰۴۹** | **۲۰۵۰** | **۲۰۵۱** | **۲۰۵۲** | **۲۰۵۳** | **۲۰۵۴** | **۲۰۵۵** | **۲۰۵۶** | **۲۰۵۷** | **۲۰۵۸** | **۲۰۵۹** | **۲۰۶۰** | **۲۰۶۱** | **۲۰۶۲** | **۲۰۶۳** | **۲۰۶۴** | **۲۰۶۵** | **۲۰۶۶** | **۲۰۶۷** | **۲۰۶۸** | **۲۰۶۹** | **۲۰۷۰** | **۲۰۷۱** | **۲۰۷۲** | **۲۰۷۳** | **۲۰۷۴** | **۲۰۷۵** | **۲۰۷۶** | **۲۰۷۷** | **۲۰۷۸** | **۲۰۷۹** | **۲۰۸۰** | **۲۰۸۱** | **۲۰۸۲** | **۲۰۸۳** | **۲۰۸۴** | **۲۰۸۵** | **۲۰۸۶** | **۲۰۸۷** | **۲۰۸۸** | **۲۰۸۹** | **۲۰۹۰** | **۲۰۹۱** | **۲۰۹۲** | **۲۰۹۳** | **۲۰۹۴** | **۲۰۹۵** | **۲۰۹۶** | **۲۰۹۷** | **۲۰۹۸** | **۲۰۹۹** | **۲۱۰۰** | **۲۱۰۱** | **۲۱۰۲** | **۲۱۰۳** | **۲۱۰۴** | **۲۱۰۵** | **۲۱۰۶** | **۲۱۰۷** | **۲۱۰۸** | **۲۱۰۹** | **۲۱۱۰** | **۲۱۱۱** | **۲۱۱۲** | **۲۱۱۳** | **۲۱۱۴** | **۲۱۱۵** | **۲۱۱۶** | **۲۱۱۷** | **۲۱۱۸** | **۲۱۱۹** | **۲۱۲۰** | **۲۱۲۱** | **۲۱۲۲** | **۲۱۲۳** | **۲۱۲۴** | **۲۱۲۵** | **۲۱۲۶** | **۲۱۲۷** | **۲۱۲۸** | **۲۱۲۹** | **۲۱۳۰** | **۲۱۳۱** | **۲۱۳۲** | **۲۱۳۳** | **۲۱۳۴** | **۲۱۳۵** | **۲۱۳۶** | **۲۱۳۷** | **۲۱۳۸** | **۲۱۳۹** | **۲۱۴۰** | **۲۱۴۱** | **۲۱۴۲** | **۲۱۴۳** | **۲۱۴۴** | **۲۱۴۵** | **۲۱۴۶** | **۲۱۴۷** | **۲۱۴۸** | **۲۱۴۹** | **۲۱۵۰** | **۲۱۵۱** | **۲۱۵۲** | **۲۱۵۳** | **۲۱۵۴** | **۲۱۵۵** | **۲۱۵۶** | **۲۱۵۷** | **۲۱۵۸** | **۲۱۵۹** | **۲۱۶۰** | **۲۱۶۱** | **۲۱۶۲** | **۲۱۶۳** | **۲۱۶۴** | **۲۱۶۵** | **۲۱۶۶** | **۲۱۶۷** | **۲۱۶۸** | **۲۱۶۹** | **۲۱۷۰** | **۲۱۷۱** | **۲۱۷۲** | **۲۱۷۳** | **۲۱۷۴** | **۲۱۷۵** | **۲۱۷۶** | **۲۱۷۷** | **۲۱۷۸** | **۲۱۷۹** | **۲۱۸۰** | **۲۱۸۱** | **۲۱۸۲** | **۲۱۸۳** | **۲۱۸۴** | **۲۱۸۵** | **۲۱۸۶** | **۲۱۸۷** | **۲۱۸۸** | **۲۱۸۹** | **۲۱۹۰** | **۲۱۹۱** | **۲۱۹۲** | **۲۱۹۳** | **۲۱۹۴** | **۲۱۹۵** | **۲۱۹۶** | **۲۱۹۷** | **۲۱۹۸** | **۲۱۹۹** | **۲۲۰۰** | **۲۲۰۱** | **۲۲۰۲** | **۲۲۰۳** | **۲۲۰۴** | **۲۲۰۵** | **۲۲۰۶** | **۲۲۰۷** | **۲۲۰۸** | **۲۲۰۹** | **۲۲۱۰** | **۲۲۱۱** | **۲۲۱۲** | **۲۲۱۳** | **۲۲۱۴** | **۲۲۱۵** | **۲۲۱۶** | **۲۲۱۷** | **۲۲۱۸** | **۲۲۱۹** | **۲۲۲۰** | **۲۲۲۱** | **۲۲۲۲** | **۲۲۲۳** | **۲۲۲۴** | **۲۲۲۵** | **۲۲۲۶** | **۲۲۲۷** | **۲۲۲۸** | **۲۲۲۹** | **۲۲۳۰** | **۲۲۳۱** | **۲۲۳۲** | **۲۲۳۳** | **۲۲۳۴** | **۲۲۳۵** | **۲۲۳۶** | **۲۲۳۷** | **۲۲۳۸** | **۲۲۳۹** | **۲۲۴۰** | **۲۲۴۱** | **۲۲۴۲** | **۲۲۴۳** | **۲۲۴۴** | **۲۲۴۵** | **۲۲۴۶** | **۲۲۴۷** | **۲۲۴۸** | **۲۲۴۹** | **۲۲۵۰** | **۲۲۵۱** | **۲۲۵۲** | **۲۲۵۳** | **۲۲۵۴** | **۲۲۵۵** | **۲۲۵۶** | **۲۲۵۷** | **۲۲۵۸** | **۲۲۵۹** | **۲۲۶۰** | **۲۲۶۱** | **۲۲۶۲** | **۲۲۶۳** | **۲۲۶۴** | **۲۲۶۵** | **۲۲۶۶** | **۲۲۶۷** | **۲۲۶۸** | **۲۲۶۹** | **۲۲۷۰** | **۲۲۷۱** | **۲۲۷۲** | **۲۲۷۳** | **۲۲۷۴** | **۲۲۷۵** | **۲۲۷۶** | **۲۲۷۷** | **۲۲۷۸** | **۲۲۷۹** | **۲۲۸۰** | **۲۲۸۱** | **۲۲۸۲** | **۲۲۸۳** | **۲۲۸۴** | **۲۲۸۵** | **۲۲۸۶** | **۲۲۸۷** | **۲۲۸۸** | **۲۲۸۹** | **۲۲۹۰** | **۲۲۹۱** | **۲۲۹۲** | **۲۲۹۳** | **۲۲۹۴** | **۲۲۹۵** | **۲۲۹۶** | **۲۲۹۷** | **۲۲۹۸** | **۲۲۹۹** | **۲۳۰۰** | **۲۳۰۱** | **۲۳۰۲** | **۲۳۰۳** | **۲۳۰۴** | **۲۳۰۵** | **۲۳۰۶** | **۲۳۰۷** | **۲۳۰۸** | **۲۳۰۹** | **۲۳۱۰** | **۲۳۱۱** | **۲۳۱۲** | **۲۳۱۳** | **۲۳۱۴** | **۲۳۱۵** | **۲۳۱۶** | **۲۳۱۷** | **۲۳۱۸** | **۲۳۱۹** | **۲۳۲۰** | **۲۳۲۱** | **۲۳۲۲** | **۲۳۲۳** | **۲۳۲۴** | **۲۳۲۵** | **۲۳۲۶** | **۲۳۲۷** | **۲۳۲۸** | **۲۳۲۹** | **۲۳۳۰** | **۲۳۳۱** | **۲۳۳۲** | **۲۳۳۳** | **۲۳۳۴** | **۲۳۳۵** | **۲۳۳۶** | **۲۳۳۷** | **۲۳۳۸** | **۲۳۳۹** | **۲۳۴۰** | **۲۳۴۱** | **۲۳۴۲** | **۲۳۴۳** | **۲۳۴۴** | **۲۳۴۵** | **۲۳۴۶** | **۲۳۴۷** | **۲۳۴۸** | **۲۳۴۹** | **۲۳۵۰** | **۲۳۵۱** | **۲۳۵۲** | **۲۳۵۳** | **۲۳۵۴** | **۲۳۵۵** | **۲۳۵۶** | **۲۳۵۷** | **۲۳۵۸** | **۲۳۵۹** | **۲۳۶۰** | **۲۳۶۱** | **۲۳۶۲** | **۲۳۶۳** | **۲۳۶۴** | **۲۳۶۵** | **۲۳۶۶** | **۲۳۶۷** | **۲۳۶۸** | **۲۳۶۹** | **۲۳۷۰** | **۲۳۷۱** | **۲۳۷۲** | **۲۳۷۳** | **۲۳۷۴** | **۲۳۷۵** | **۲۳۷۶** | **۲۳۷۷** | **۲۳۷۸** | **۲۳۷۹** | **۲۳۸۰** | **۲۳۸۱** | **۲۳۸۲** | **۲۳۸۳** | **۲۳۸۴** | **۲۳۸۵** | **۲۳۸۶** | **۲۳۸۷** | **۲۳۸۸** | **۲۳۸۹** | **۲۳۹۰** | **۲۳۹۱** | **۲۳۹۲** | **۲۳۹۳** | **۲۳۹۴** | **۲۳۹۵** | **۲۳۹۶** | **۲۳۹۷** | **۲۳۹۸** | **۲۳۹۹** | **۲۴۰۰** | **۲۴۰۱** | **۲۴۰۲** | **۲۴۰۳** | **۲۴۰۴** | **۲۴۰۵** | **۲۴۰۶** | **۲۴۰۷** | **۲۴۰۸** | **۲۴۰۹** | **۲۴۱۰** | **۲۴۱۱** | **۲۴۱۲** | **۲۴۱۳** | **۲۴۱۴** | **۲۴۱۵** | **۲۴۱۶** | **۲۴۱۷** | **۲۴۱۸** | **۲۴۱۹** | **۲۴۲۰** | **۲۴۲۱** | **۲۴۲۲** | **۲۴۲۳** | **۲۴۲۴** | **۲۴۲۵** | **۲۴۲۶** | **۲۴۲۷** | **۲۴۲۸** | **۲۴۲۹** | **۲۴۳۰** | **۲۴۳۱** | **۲۴۳۲** | **۲۴۳۳** | **۲۴۳۴** | **۲۴۳۵** | **۲۴۳۶** | **۲۴۳۷** | **۲۴۳۸** | **۲۴۳۹** | **۲۴۴۰** | **۲۴۴۱** | **۲۴۴۲** | **۲۴۴۳** | **۲۴۴۴** | **۲۴۴۵** | **۲۴۴۶** | **۲۴۴۷** | **۲۴۴۸** | **۲۴۴۹** | **۲۴۵۰** | **۲۴۵۱** | **۲۴۵۲** | **۲۴۵۳** | **۲۴۵۴** | **۲۴۵۵** | **۲۴۵۶** | **۲۴۵۷** | **۲۴۵۸** | **۲۴۵۹** | **۲۴۶۰** | **۲۴۶۱** | **۲۴۶۲** | **۲۴۶۳** | **۲۴۶۴** | **۲۴۶۵** | **۲۴۶۶** | **۲۴۶۷** | **۲۴۶۸** | **۲۴۶۹** | **۲۴۷۰** | **۲۴۷۱** | **۲۴۷۲** | **۲۴۷۳** | **۲۴۷۴** | **۲۴۷۵** | **۲۴۷۶** | **۲۴۷۷** | **۲۴۷۸** | **۲۴۷۹** | **۲۴۸۰** | **۲۴۸۱** | **۲۴۸۲** | **۲۴۸۳** | **۲۴۸۴** | **۲۴۸۵** | **۲۴۸۶** | **۲۴۸۷** | **۲۴۸۸** | **۲۴۸۹** | **۲۴۹۰** | **۲۴۹۱** | **۲۴۹۲** | **۲۴۹۳** | **۲۴۹۴** | **۲۴۹۵** | **۲۴۹۶** | **۲۴۹۷** | **۲۴۹۸** | **۲۴۹۹** | **۲۵۰۰** | **۲۵۰۱** | **۲۵۰۲** | **۲۵۰۳** | **۲۵۰۴** | **۲۵۰۵** | **۲۵۰۶** | **۲۵۰۷** | **۲۵۰۸** | **۲۵۰۹** | **۲۵۱۰** | **۲۵۱۱** | **۲۵۱۲** | **۲۵۱۳** | **۲۵۱۴** | **۲۵۱۵** | **۲۵۱۶** | **۲۵۱۷** | **۲۵۱۸** | **۲۵۱۹** | **۲۵۲۰** | **۲۵۲۱** | **۲۵۲۲** | **۲۵۲۳** | **۲۵۲۴** | **۲۵۲۵** | **۲۵۲۶** | **۲۵۲۷** | **۲۵۲۸** | **۲۵۲۹** | **۲۵۳۰** | **۲۵۳۱** | **۲۵۳۲** | **۲۵۳۳** | **۲۵۳۴** | **۲۵۳۵** | **۲۵۳۶** | **۲۵۳۷** | **۲۵۳۸** | **۲۵۳۹** | **۲۵۴۰** | **۲۵۴۱** | **۲۵۴۲** | **۲۵۴۳** | **۲۵۴۴** | **۲۵۴۵** | **۲۵۴۶** | **۲۵۴۷** | **۲۵۴۸** | **۲۵۴۹** | **۲۵۵۰** | **۲۵۵۱** | **۲۵۵۲** | **۲۵۵۳** | **۲۵۵۴** | **۲۵۵۵** | **۲۵۵۶** | **۲۵۵۷** | **۲۵۵۸** | **۲۵۵۹** | **۲۵۶۰** | **۲۵۶۱** | **۲۵۶۲** | **۲۵۶۳** | **۲۵۶۴** | **۲۵۶۵** | **۲۵۶۶** | **۲۵۶۷** | **۲۵۶۸** | **۲۵۶۹** | **۲۵۷۰** | **۲۵۷۱** | **۲۵۷۲** | **۲۵۷۳** | **۲۵۷۴** | **۲۵۷۵** | **۲۵۷۶** | **۲۵۷۷** | **۲۵۷۸** | **۲۵۷۹** | **۲۵۸۰** | **۲۵۸۱** | **۲۵۸۲** | **۲۵۸۳** | **۲۵۸۴** | **۲۵۸۵** | **۲۵۸۶** | **۲۵۸۷** | **۲۵۸۸** | **۲۵۸۹** | **۲۵۹۰** | **۲۵۹۱** | **۲۵۹۲** | **۲۵۹۳** | **۲۵۹۴** | **۲۵۹۵** | **۲۵۹۶** | **۲۵۹۷** | **۲۵۹۸** | **۲۵۹۹** | **۲۶۰۰** | **۲۶۰۱** | **۲۶۰۲** | **۲۶۰۳** | **۲۶۰۴** | **۲۶۰۵** | **۲۶۰۶** | **۲۶۰۷** | **۲۶۰۸** | **۲۶۰۹** | **۲۶۱۰** | **۲۶۱۱** | **۲۶۱۲** | **۲۶۱۳** | **۲۶۱۴** | **۲۶۱۵** | **۲۶۱۶** | **۲۶۱۷** | **۲۶۱۸** | **۲۶۱۹** | **۲۶۲۰** | **۲۶۲۱** | **۲۶۲۲** | **۲۶۲۳** | **۲۶۲۴** | **۲۶۲۵** | **۲۶۲۶** | **۲۶۲۷** | **۲۶۲۸** | **۲۶۲۹** | **۲۶۳۰** | **۲۶۳۱** | **۲۶۳۲** | **۲۶۳۳** | **۲۶۳۴** | **۲۶۳۵** | **۲۶۳۶** | **۲۶۳۷** | **۲۶۳۸** | **۲۶۳۹** | **۲۶۴۰** | **۲۶۴۱** | **۲۶۴۲** | **۲۶۴۳** | **۲۶۴۴** | **۲۶۴۵** | **۲۶۴۶** | **۲۶۴۷** | **۲۶۴۸** | **۲۶۴۹** | **۲۶۵۰** | **۲۶۵۱** | **۲۶۵۲** | **۲۶۵۳** | **۲۶۵۴** | **۲۶۵۵** | **۲۶۵۶** | **۲۶۵۷** | **۲۶۵۸** | **۲۶۵۹** |

مگر کتاب فی الحقیقت نامکمل ہے اور نہیں معلوم ایسے قابل مصنف نے کیوں اس کتاب کو نامکمل کہا۔ مصنف مذکور سے بہت سی باتیں درج ہو چکی تھیں جو درج نہیں ہوئیں ترجمہ بالکل بہت ہے۔ کاشکے مصنف از سر کتاب تعین کرے۔

۱۔ رئیس لیسری۔ لی بکٹی ایل
دی امپریل ۱۸۶۶ء
دوسرے۔ دھیمہ۔

اس کتاب سے تاریخ مراکو کی بہت کم ہی کوئی کتاب زیادہ مفید ہوگی۔ دیباچہ میں جو خلاصہ خط و کتابت دعوہ نامہ جات درج کیے ہیں۔ وہ بہت مفید ہے اور وہ علیحدہ ہی شائع ہوا ہے۔

رلیٹین اسے کمرس دی افریقہ۔

۱۸۸۶ء

یہ ایک عمدہ تاریخی کتاب ہے اور ان نسخہ جات میں سے ہے جو اٹلیان بخش طور پر مراکو کے حالات کے جامع ہیں اور باقی بربری ہستمانے کا بھی تذکرہ مندرج ہے۔

رلیٹین دی ایل افیر دی لاریکے۔

مارولے (بیدی۔ دی)

مصنف کا نام کتاب میں نہیں دیا گیا ہے مصنف
نامعلوم الاسم ہے ۱۸۶۵ء میں ایل نرائس کی جونا کالیلا

مسٹر دم ۱۸۶۵ء

لاریکے میں ہوئی امپریل بحث کی ہوئی ہے نیز مصنف نے اپنی دو سالہ قید کے حالات لکھے ہیں جب کہ فرانسسی قیدوں کا جعدار مقرر کیا گیا تھا۔ مصنف مراکو اور وہاں کے باشندگان کے متعلق بہت کم لکھا ہے۔

میسوا (ادیلیو۔ الیس)

دیکھو فکشن صفحہ

دیکھو ضمیمہ صفحہ

جرنیدادی افریقہ

ہندو کا (ہیر و نیموا)

جن میں مصنف بھی موجود تھا نیز ان قیدیوں کے

لس بو ۱۸۶۵ء

حالات قلمبند کئے ہیں جو مسلمانان مراکو کے ہاتھ پڑے اور ان کے زردیہ کے بارہ میں قلم فرسائی کی ہے یہ کتاب بھی جہاں تک تاریخ مراکو کا تعلق ہے معتبر تصور ہونی چاہیے۔

میسرینز (فریندوی) سٹوری دی نیجر
 طبع کے حالات کی جبکہ وہ زیر قفہ پر گئے تھا ایک عمدہ
 تاریخ ہے۔ (سہ ۱۶۶۲) اس کے زمانہ سلف
 کی ہی مختصر تاریخ لکھا ہے۔ آخری پر گئے گورنر نے
 یہ تاریخ جمع کی تھی اس میں اس کے سوا کچھ درج نہیں ہے کہ کبھی طرح فتح ہوا اور کون
 کون گورنر مقرر ہوا اور گورنروں کی فہرست دی ہے اور انکی ملائیوں کا حال چاہل مراکو سے ہوئیں درج
 کیا ہے *

میسر (آرلٹ) سٹوری دی افریقہ تین جلد۔
 اس کتاب کے جواب زمانہ سلف کی تاریخ کے متعلق ہیں وہ نہایت
 اعلیٰ ہیں۔ بعد میں ابن خلدون - ردخت الفطاس - واریانی سے
 مستفاد کیا ہے گویا یہ کتاب ایک مکمل و با قاطعہ عمدہ تاریخ ملک بربر ہے اگرچہ مراکو کی نسبت کوئی
 نئی بات اس میں درج نہیں ہے۔

کنسٹینٹن و قدیم سٹوری دی اسٹامبشمنٹ دی حوب
 ابن خلدون و دیگر مصنفین کے منتشر واقعات کو جمع کیا ہوا ہے
 اس میں زیادہ تر لاطینی و عربی کے نغمہ مقام کا ذکر ہے جو گیارہویں
 صدی میں واقع ہوا ہے بہر صورت کتاب بہت مفید و بخش ہے۔

میری و کولمب (نسکو) حی الیاجاد اکثر آدنییر ماروکوس ۱۸۶۳ء
 اس میں کوئی نئی بات مندرج نہیں ہے صرف مفارقت کی بدولت
 کا ذکر ہے۔

فونٹ بارو (جی) امینک دی موزر سکھ آت اور سنیل لالین
 الالی مراکو کے درمیان قیام
 فاس کے سفر کا دلچسپ طریقہ میں تذکرہ کیا ہے اگرچہ حسب

معمول کوئی بات نہیں لکھی۔ اکثر تصاویر کتاب میں دکھائی گئی ہیں کتاب کے اکثر مقامات میں
 برابر مذاق پائی ہے۔ ۱۸۸۳ء
 موٹ لی سیورجی - میسرینز کی نگار دی ۱۸۸۳ء
 موٹ لی سیورجی - میسرینز کی نگار دی ۱۸۸۳ء
 موٹ لی سیورجی - میسرینز کی نگار دی ۱۸۸۳ء

ایک قیدی ہے جو کچھ تعلیم پانتہ ہی تھا۔ جو کچھ واقعات اس شخص نے حوالہ قلم کئے ہیں وہ اسوجہ سے زیادہ قابل اعتبار ہیں۔ کہ وہ ایک باشندہ مرکو کی ربانی بنے گئے ہیں۔ جو اتفاق سے مصنف کے ساتھ قید تھا۔ اور اچھا عالم تھا۔

پیرس ۱۸۶۱ء | رلیٹین دی لکلیپ ٹیوٹی دوسیسور موٹ وینس لیس۔ رالیومی دی نیراے ٹی مرک۔

مصنف نے اپنے اور اپنے ہم رہیوں کے ذاتی تجارت تحریر کئے ہیں اور ایسے کارناموں سے کئی باب پرکئے ہیں۔ قیدیوں یورپ کے حالات کے سوا اور کچھ نہیں لکھا۔ کیونکہ مصنف نے گیارہ سال تک قیدیوں کا ساتھ دیا تھا۔ کتاب میں کچھ زیادہ تاریخی واقعات مندرج نہیں ہیں۔

اوکے پادری سائمن | اس کو نٹس ٹوف سوئٹہ وسٹ بریری

(بیان جنوب مغربی بربری)

لندن ۱۸۶۳ء | کتاب کا نام ایڈیٹر کے نام پر ہے جو کبرج میں بولی کا پیر دیسرتھا اور مصنف کا نام جو مرکو میں مقید تھا نامعلوم ہی رہا ہے ملک دبائندگان ملک کا حال بالعموم صحت کے ساتھ لکھا ہے اور قیدیوں کی تکالیف کا حال بہت موثر زبان میں تحریر کیا ہے۔

مرکو

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کتاب دلچسپ ہونیکی امید کم ہے اسکا

معداد اسل بیڈن ہاں ہوتا ہے کہ کسی طرح ہسپانیہ کی مداخلت

اولیووی (مینویل)

بارسلونا ۱۸۶۹ء

کا جواز ثابت کیا جائے۔

سٹنٹ لولن ریپائیٹ | رلیٹین دی ایپا بروسی مرک (تعلقات سلطنت مرکو) طبع ثانی

بیوس شانزدہم کا خاص حکم تھا کہ مرکو و فاس سلطنتوں کے ہر مداخلت

دی پیرس ۱۸۶۵ء

حکومت مذہب دین کا صحیح صحیح حال ارقام کیا جائے بنا برین اس کے سفر نے حالات درج کئے اسوقت کے سفرو زمان حال کے سفر کے استقبال کا مقابلہ کیا ہے۔

اولوڈا کر فلیپ (میڈرو ۱۸۸۱ء) لاموجر مرکوئی

یہ کتاب اہمیان بخش ہے۔ مصنف مجھ میں سفارت کے ساتھ ڈاکٹر تھا۔ اور اسنے اس کتاب کو طبری محنت سے لکھا ہے۔ مصنف نے مراکوئی عورت کے حالات ارقام کئے ہیں خواہ وہ جو پور بربری ہو یا یہودی ہو اور القرآن کے قوانین متعلق مستورات کو مختصر طور پر تحریر کیا ہے۔ تصاویر کتاب کی قدر کو کچھ کم کرتی ہیں۔ فرہنی معلوم ہوتی ہیں۔

نیرنیو آف دی شب رنگ آف دی آسویکو

پیدک جو رہ

ساحل سموس پر جو نکالیف امریکوی ملاحوں کو پیش آئیں انکی بیان ایک نہایت عمدہ طریق بیان کیا ہے۔ رسم دراج باشندگان پرنو

میدر دسہ ۱۸۱۸ء

بحث کی ہوئی ہے۔

اسماشوم اسے رولنگ سٹون اگر دوگان برکیند

اس کتاب میں دیگر کتاب سے اقتباس کیا ہے مراکو دو گھوٹا

کی زندگی کی تصویر کشی تھی طرز تحریر خوش آئند ہے۔

دیکھو فلش صفحہ

پیٹن چارلس

لندن ۱۸۷۹ء

پیلو جارج

کیپ ٹونی واید و پنجرانی لو تہر بربری۔ (جنوبی بربری

میں قید و سرگذشت)

ایک انگریز عالم قید کے رہنے والے کا جو چھوٹی عمر میں بحری فزوق میں

قید کیا گیا (مطلک) حال نہایت دلچسپ پیرایہ لکھا ہوا ہے۔

پیلو ٹامسن

لندن ۱۸۷۹ء

کرنیل جیمس نے ہی اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ برتھوٹ کا بیان ہے کہ پلوکناس میں

سیف رسل کے پاس گیا اور اپنے بھادب اس کے سامنے ظاہر کئے۔ اس کتاب کی عبادت

میں صرف دو بھکی غلیبیاں بہت ہیں۔

یہ ایک جدید نسخہ ہے ڈاکٹر ہارٹ برڈن نے شرح لکھی تھی۔

مراکوئی زندگی کا حال خوب تر قلم کیا ہے۔ مصنف تیس سال تک مراکو

میں رہا ہے اور چند سال تک سلطانی قریح میں افسر ہی رہا ہے۔ اس کتاب سے اسافر

پایا جاتا ہے کہ مراکو میں طریق عمل میں کس قدر کم تغیر واقع ہوا ہے۔

لندن ۱۸۹۱ء

مراکو

ایک مسافر کے خطوط جو ہمراہ سفارت جرمنی فاس

میشین لکٹڈ گ لہنپرگ

میں گیا۔ دوبارہ طبع کر کے گئے ہیں۔ مسموعی کتاب ہے۔

امریکن کلچر اینڈ پبلیکیشن آف سبجکٹ ان مرکو (دعائی اور کر دھارے والی)
اس میں صرف مصنف اور سابق قونصل کا باہمی تبادلہ درج ہے۔
یہ کتاب کوئی تاریخی نسخہ کہلانے کی مستحق نہیں ہے۔

پیری کیس (اول)
لندن ۱۸۸۶ء

اسپانہ ان ایل لور سے دی افریقہ
اگرچہ بلحاظ محنت واقعات تو اس کتاب کی کوئی وقعت
نہیں ہو سکتی مگر تالیف میں احتیاط اور محنت نظر آتی ہے۔

پیری زول لورڈ فیلپ
لندن ۱۸۸۶ء

اسے ونٹران مرکو (مرکو میں موسم سرما)
مصنف نے اس کتاب میں نمایاں نظر سے کام نہیں لیا صرف
لہجہ کی حالت موجودہ اور اس کی سابقہ حالت کا مقابلہ

پیریٹر (الیسا)
لندن ۱۸۸۶ء

کیا ہے۔

ہیٹلر کے قلعہ واقع مرکو کے حالات مرقوم ہیں مصنف
جنگی دفتر (دار آفس) کا ایک ملازم ہے کتاب میں نقشبانات
دلہا دیر اکثر درج ہیں۔

پیری (رفیل)
سڈبرٹ ۱۸۹۳ء

(تھامس فلیس کی قید)

یہ ایک دلچسپ و مختصر کتاب ہے ایک بحری کپتان نے جو کتنا
میں قید رہا ہے اپنی ذاتی تجارت تحریر کئے ہیں اس سے بحری
قزاقوں کے حالات روشن ہوتے ہیں۔ پی کیس کے کام جس نے مصنف کو شاہ
چارلس کے پیش کیا تھا مقبول ہے۔

فلیس (تھامس)
لندن ۱۸۹۵ء

المنزب الا قلعہ۔

اس کتاب میں صرف ڈنیل سفیر بیچم (۱۸۸۶ء) کے سفیر کے
حالات لکھے ہیں اور اچھے لکھے ہیں۔ مصنف کا تعلق فرانسیسی
ہے جس کی کتاب میں ظاہر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

بیکارڈ (ایڈمنڈ)
برسلس ۱۸۹۳ء

دیکھو تہمتہ صفحہ

دیکھو تہمتہ صفحہ

پانی بیس

پورٹر (جین)

دیگو فلش منو

پریڈ و جوسی مارکوز
جوسی امید رو ۱۸۵۹ء

حالات افریقہ تاریخ سیتہ
یکتیز کی کتاب جو اس نے جوہر لکھی ہے اور کتاب ہذا تقریباً ایک
ہی جیسی ہیں۔ بہت مختصر ہے فردی واقعات نہیں قلم انداز

کئے گئے ہیں۔

نپولی۔

ملاحظہ ہو تہمتہ منو

مشن سٹیوریل دی مراکو

دی پورٹو فرانسسکو
سین جان انٹرلا

سفارت فرانسسکو کی تاریخ ہے جو بہت مفید ہے اور
سابقہ تاریخ عیسائیت پر ہی مختصر طور پر یادداشت تحریر
کیا گیا ہے۔ سترہویں صدی کے حالات دسج گئے گئے ہیں۔ اس صدی کے اخیر
میں مصنف بکتاس من فراری (معاذ اللہ) کا پرنٹڈ نط تھا۔ کتاب اپنی قسم
میں بہت نفیس ہے۔

دی کنٹری آف دی موند (ملک میبل)

راٹو ایڈورڈو

نام غلط رکھا گیا ہے۔ مضمون کتاب یہ ہے کہ نپولی واقعہ
بربر سے قیزدان تک سفر راہی مراکو کا ذکر تک بھی نہیں۔

لندن ۱۸۵۹ء

حضرت القطاس۔ ابو الحسن ابن ابی
ذرع القاسی یا صالح بن
عبد الحلیم الغراطی

د تاریخ مینیٹا القاس۔

اس کتاب کی تعریف دہ مضمون کی طرف منسوب

کی جاتی ہے جس کے حالات بہت کم معلوم ہیں۔ ابن ابی ذرع کو نفا و کتاب ہانے
ترجمہ دی ہے۔ ردختہ القطاس کے درجہ سیمہ میں بھی شبہ ہے۔ بعض کا خیال ہے
کہ قاس کے متصل زری بن علیہ نے ایک باغ لگایا تھا جس سے اس کا یہ نام پڑ گیا
ردختہ القطاس میں سلطنت مراکو کا ذکر اس کے شروع سے لیکر جو دہویں صدی تک
درج ہے اور اس میں واقعات اہم اور قدرتی نظرات کے دلچسپ خلاصہ جات
مندرج ہیں۔ جو واقعات کتاب ہذا میں مرقوم ہیں وہ محتاج تصدیق نہیں۔
ریٹس دی لامرسی دیگو ناسک۔

رینیو (اسیٹین)

سلطنت مراکو کا جغرافیہ۔

پیرس ۱۸۴۶ء

یہ کتاب اہل فرانس نے چھپوائی تھی۔ مصنف کو ذاتی واقفیت ملک کی نسبت نہیں ہے۔ نہ ہی اسکو باقدگان ملک سے دریا

کرنے کا کافی موقع ملا ہے۔ اس میں ایک نقشہ ہی دیا ہوا ہے۔ جو کہ کسی قدر مفید ہے اور مقامات کے طول بلد و عرض بلد و رج کئے ہیں۔

اپارس (جی)

مراکوس۔ السریف۔ ملیلا۔

میدرڈ ۱۸۹۳ء

یہ کتاب محض ایک پولیٹیکل رسالہ ہے جس میں گورنمنٹ ہسپانیہ کو بحر کی گئی ہے کہ جو علاقہ اس کے مراکوئی مقبوضات کے گرد و گرد

ہے اسے طلب کرے۔

لے البرزانینڈ

بحری سفر مراکو۔

پیرس ۱۸۴۴ء

ایک ساحل کے رہنے والے نے دلچسپ طرز میں یہ کتاب لکھی ہے۔ جس میں انگریزوں سے نفرت دلانے کی کوشش کی ہے۔

رچرڈ سن اجمیس

طولیہ لہران مراکو۔ یعنی سیاحت مراکو (دو جلد)

لندن ۱۸۶۰ء

اس کتاب کا نام غلطی وہ ہے۔ مگر یہ نام رکھنے میں مصنف پر الزام ملتا نہیں ہوتا۔ کیونکہ کتاب اسکی وفات کے بعد شائع ہوئی ہے۔

کتیان کیونے کتاب کے شروع میں جو دیباچہ لکھا ہے۔ اس سے کتاب کی رہی سہی وقعت بھی جاتی رہی ہے۔ حالات کی نسبت مفید اطلاع کلاڈران سے لی گئی ہے۔ کتاب کی عبارت غیر مفید اور ناگوار ہے۔

رلی اجمیس

جہاز امریکہ۔ لکرس) کی گمشدگی۔

لندن ۱۸۱۶ء

کیپ بارو کے متصل جہاز ساحل پر پہنچا گیا۔ عربوں نے کتیان رلی اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور مدود لیکار میں لے آئے

اگرچہ مصنف ایک دقیقہ رس اور فائز نظر سے واقعات لکھنے والا ہے۔ مگر اکثر بہت بے پرواہی سے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

ریڈرڈ۔

ملاحظہ ہو مکش۔

رویلنس (جربرڈ) بریٹن ۱۸۶۶ء لندن ۱۸۶۴ء ریزن ڈیچ مراکو۔

سرگزشت مرکو۔ (وڈ ڈوریت نے جرمن سے ترجمہ کیا۔) کتاب پڑھنے کے قابل ہے خاص کر جہاں تک اس کا ادنیٰ طبقات سے تعلق ہے۔ ڈاکٹر رولف نے تنہا مرکوین چھپا دیا بہت لمبا سفر کیا۔ مسلمانوں کا لباس پہن لیا تھا۔ اس کے پاس زلزلہ ہوا اور وہ وہ زبان جانتا تھا۔ وہ ملک کے ان حصے میں گیا ہے۔ جہاں عیسائیوں کا جانا ناممکن ہے۔ جو غلط اس سے ظہور میں آئے ہیں۔ ان سے کتاب کی دقت میں بہت فرق آگیا ہے۔

مرکو کی علم ادب پر ڈاکٹر نے کورنے جو کتابیں بعد میں لکھی ہیں وہ کچھ قابل قدر نہیں ہیں اور ان میں صرف پندرہ نسخہ خاص کے تجاویب سے استفادہ کیا ہے۔

روچن لے الکسس
پیرس ۱۷۹۱ء
بحری سفر دغا سکھ
مصنف نے ایک فرانسیسی جہاز میں بطور ایک بحری منجم کے سفر کیا تھا۔ جب ڈاکٹر پرنگان و چینرٹ ۱۷۸۷ء میں تھیں
کو گئے تھے۔ مصنف نے مرکو کی تعریف کی ہے۔

رسل (ریورنڈ ٹچل
اڈن برا ۱۸۳۵ء
ریاستہائے برہمن کی موجودہ حالت و تاریخ۔ مرکو کا سرکاری
حال ارقام کیا ہے۔ زیادہ تر جیکسن علی ہے۔ ولیمیری
کی تصنیفات سے یہ کتاب تالیف کی گئی ہے۔ اس میں مصنف
نے اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں لکھا۔

صالح بن عید الحلیم۔
سلسلہ۔
ملاحظہ ہو رشتہ القرطاس
ملاحظہ ہو مقدمہ صفحہ

شلیگنٹ ویٹ
ریڈ وروڈ لینرک ۱۷۶۳ء
جنگ ہسپانیہ و مرکو ۱۷۶۰ء
ایک افسر ساکن یویریا۔ اس کتاب کا مصنف ہے۔ اس جنگ
کی اطلاع بڑی صحت کے ساتھ دی ہے۔ اپنی قسم میں بہت
اعلا درجہ کی کتاب ہے۔ مصنف اپنی کتاب جیپو اس کے اپنے ہاتھ کی یادداشت
لکھی ہوئی۔ ڈاکٹر برڈن کے مجموعہ میں ہے۔

نہو فر
دین ۱۷۶۳ء
مرکو دفاں
ایک مختصر سی کتاب ہے۔ مگر واقعات کے لحاظ سے بہت مفید

ہے۔ اس میں ملک کے حالات بہت اچھی طرح بیان کئے گئے ہیں۔

سکاٹ (الگریٹیڈ) ملاحظہ ہو صفحہ

سکاٹ (کونیل کے) - ایس ۶

ایف - لندن ۱۸۴۲ء
یہاں جو فرانسینیسی اخبارات امیر عبدالقادر پر پتوب
اس کتاب کا اصلی نشان یہ ہے کہ ان الزامات کی تردید

رہے تھو۔ اسکا مصنف ایک انگریز ہے جو امیر موصوف کے ہاں ملازم تھا۔ مراکو کے حالات
اس میں درج نہیں ہیں۔ تاہم مصنف نے تازہ فاس لطا دین وغیرہ کے حالات درج کئے
ہیں۔ اگرچہ نامکمل طور پر بیان کئے ہیں اور انکی صحت بھی مشتبہ ہے۔

سائیلیکس ملاحظہ ہو تہمتہ صفحہ

سیگراٹن ابراہیم ۱۸۹۷ء
حیات مولائی - Zenz (مترجمہ رابرٹ میرن)
فرانسینیسی زبان سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ فرنیکیس المعروف سعدی

ادرس مصنف دراصل جرمن کا باشندہ تھا۔ درمیان میں مسلمان ہو گیا۔ لیکن بعد میں
کیتھن میں جا کر یہر عیسائی ہو گیا۔ دربار مراکو میں وہ سپانیہ کی طرف سے غالباً جاسوس
تھا۔ مشریرین کا خلاصہ تاریخ مراکو بھی مفید اور قابل قدر ہے۔

تذکرہ مولائی محمد ولد مولائے اسمعیل -

سیران دی لارلور
جنوی ۱۸۴۹ء
مولائے اسمعیل کے پوتے ہنسا رخت رشید کا تذکرہ ہے مختلف
کتب سے تالیف کیا ہے اور شیشیل کی کتاب کا بھی حوالہ دیا ہے

مصنف کا مدعا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرح گورنمنٹ مراکو کے ظلم و تعدی کی شکایت رفع
ہو جائے اور بین غرض اس نے سارے نقالیق ظاہر کئے ہیں۔

پورٹوود مراکو

دی سٹری رجولین
اے اے بارسلونا ۱۸۹۲ء
دراصل سرجوسی - تہا سن کی کتاب کا ترجمہ ہے تھو
جو اس میں درج کی ہیں۔ غلط معلوم ہوتی ہیں۔ بہر کیف

کتاب قابل خواندہ ضرور ہے۔

سٹل (الکناہ) ملاحظہ ہو صفحہ

شٹا اکسفورڈ ۱۸۳۸ء
بربری اور لیوانٹ کی سیاحت یا مشاہدہ۔ اس کتاب

نہیں صرف انجرائز دینس کا ہی ذکر ہے مراکو کی نسبت کچھ بھی نہیں لکھا۔
شیلے - ملاحظہ ہو نکلش صفحہ -

یہ ایک معمولی رسالہ ہے۔ اس میں مفید واقعات مندرج نہیں ہیں۔

حکمران کیٹن کے - ڈبلین ولند ۱۸۵۷ء

سطر ہو - ملاحظہ ہو قلمتہ صفحہ -

المغرب بارہ سو میل مراکو کے درمیان سے۔
کتاب میں نہایت دلچسپ قصص و حکایات بیان کی گئی ہیں۔ اور خوش طبعی کا اظہار اکثر مقامات میں کیا گیا ہے۔

سٹیفیلڈ ایف۔ اے
ایچم لندن ۱۸۸۶ء

مصنف کو اس ملک کی بد آئینی سے خاص دلچسپی تھی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ جو علم و قدری عیسائیوں وغیرہ کے ہاتھ سے رعایائے مراکو پر پور ہے ہیں کسی طرح اسکا تسلط ہو اس کی ملک سے نیک تھی۔ مگر انجرائز کے حالات اس کو زیادہ واقفیت ہونی چاہیے تھی۔
(نیز ملاحظہ نکلش صفحہ)

تفلیات (۱۷۹۹ء) کے بعض حصص کا مختصر و عجیب بیان ہے۔ مصنف مراکو میں سرکاری ملازم تھا۔ اور جو واقعات

تفلیات لندن ۱۷۹۹ء

کتاب میں درج ہیں سب سماجی ہیں۔ کتاب ہر سہ زبان یعنی فرانسیسی۔ ولندیزی اور جرمنی میں شائع ہو چکی ہے

طنجہ کا بیان -

طنجہ لندن ۱۷۹۴ء

(اس کا کچھ حصہ ہسپانیوی زبان سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ کتاب میں مصنف کا نام نہیں دیا گیا)

پیرانی طرز کی کتاب ہے اور بالکل خوبی سے معرب ہے۔ کہیں لکھا ہے کہ مراکو میں ایسی انسان ہیں جن کی آنکھیں اصدیہ سینے میں ہیں۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ انگریزوں کو یہی حکم قزاقی اختیار کرنی چاہیے۔ جو ایک جائز طریقہ دھم معاش ہے۔

طنجہ اور ہسپانیہ کے درمیان سے ایک دوز -

مصنف اسٹریلیا کی رہنے والی ہے۔ لکھتی ہیں کہ یہ امر کافی مشہور ہے کہ طنجہ جہاز سے اترنے کے واسطے غیر مناسب مقام ہے۔

تھامس مارگرٹ
لندن ۱۸۹۲ء

اور اس کے سفر کے تاریخ سے یہ شہرت زیادہ ہو جائے گی۔

لی مراک ایس سس کاراوبنر

تھامس رمینڈ

جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے یہ کتاب بڑی مفید ہے اور اعلیٰ علم
یوتا ہے کہ اس کی تصنیف میں بہت محنت کی گئی ہے۔ تہا سے

پیرس ۱۸۵۵ء

کتاب میں فرانسیسی خیال تحریر ہے۔ اس واسطے اس نے جو کچھ دوسری اقوام کی نسبت لکھا
ہے اسکو نظر انداز نہ کر کے یہ کتاب واقعی تعریف کی مستحق ہے۔

سیاحت آٹلس ومغربی مراکو

تھامس (جورج)

اس کتاب کا مصنف ایک مشہور شخص ہے۔ گو آٹلس کے دشوار

لندن ۱۸۸۹ء

گزار حصوں کے حالات لکھیں۔ اس تصنیف میں اسوجہ سے

ایک نقص رہ گیا کہ مصنف زبان ملک و اطوار باشندگان سے محض نا بلکہ ہے اور اسوقت کی

درجہ سے وہ ملک کے اکثر حصوں کی نسبت دریافت کرنے سے قاصر رہا ہے۔ باوجود اس

جغرافیہ ملک و اعلیٰ باشندگان کے متعلق مفید حالات درج کئے ہیں۔ لفظ جنوب

مغربی مراکو بہت عمدہ ہے۔ مگر اس کا بہت سادہ قیاسی ہے۔ تہا اس نے

بہت بڑا کام کیا ہے۔

تحقیقات متعلق جغرافیہ مراکو۔

لسٹ چارلس

یہ کتاب بڑی قیمتی اور معتبر ہے۔ اس کتاب سے جو قیاسی

پیرس ۱۸۷۷ء

علم جغرافیہ بعض مقامات کی نسبت تہا وہ منسوخ ہو گیا ہے

لغشہ اور فہرست مقامات کے متعلق منسلک کی ہے۔ بڑی کام کی چیزیں ہیں۔ اس

کی اور بہی تین تصنیفات ہیں۔ جنہوں نے اسکی شہرت کو قائم رکھا ہے۔

سلطنت مراکو کی اعلیٰ قسم کی تاریخ ہے۔ سنہ ۱۸۷۵ء شروع

ہو کر ۱۸۷۵ء پر ختم ہوتی ہے۔ مصنف سپانیہ کا رہنے والا

ٹارس (دیگودی)

سیول ۱۸۷۶ء

تھا۔ اہل مراکو کھال بالکل بے تعصبانہ لکھا ہے۔

ہماری سفارت اور اہل مراکو۔ راور مشن ٹودی کوریٹ

ٹراٹر کیپٹن فلپ

دی اڈنبر ۱۸۸۱ء

باوجود غلطی کے عام کتب سے یہ کتاب بہت اچھی

ہے۔ مصنف نے صرف وہی امور قلمبند کئے ہیں جو اس کے اپنے مشاہدہ میں آئے ہیں اس کا بہترین حصہ وہ ہے جو فاس کے متعلق ہے۔

طیوٹن تہامس
لندن ۱۸۷۱ء
عبدیائی غلاموں کی نہایت دلچسپ تصویر کشی ہے۔ بلیج مینجی
میں جہاز ٹوٹ گیا تھا۔ انہی آدمی گرفتار کر کے بارہ ہزار پونڈ
کی ضمانت میں جو بابت سابقہ زرخیزہ واجب الادا بیان کیا جاتا تھا مقید رکھے گئے۔
واقعات یقینہ قابل اعتبار نہیں۔

العزانی محمد ۱۸۷۱ء
پیرس ۱۸۸۹ء
تاریخ خاندان سعدی مراکو ۲۳۷۲ء لغات ۱۹۳۳ء
ترجمہ فرستہ اٹھادی۔ مصنفہ ہودا س۔ تمام کتاب
دلچسپ افات سے لبریز ہے اور اس میں سو اسی وقت زیادہ تر
اہرام حرقل (پلر آف برکلز) دو جلد
کتاب بہت دل پسند اور مفید ہے۔ اگرچہ مصنف کا
ذاتی علم محدود تھا۔ پھر بھی مراکو کی نسبت اس نے
بہت کچھ دریافت کیا ہے۔

ارٹازو۔ فرانسکو
وی۔ ا۔ ڈی (میڈرٹو)
ویا جس پور مراکو
اس کتاب میں جو مختصر ہے مراکو و باشندگان کھالات
بہت صحت کے ساتھ ارقام کئے ہیں مصنف ایٹلیک
میں پیدا ہوا اور طالب علم الفاضل ابن الجملی کے نام سے ملک میں سیاحت کرتا رہا۔

فلوریوٹیا ونسلاس
آرڈی میڈرٹو ۱۸۸۶ء
یہ کتاب دراصل ایک سفیر کی ڈائری ہے اور ان جلد
اوراق میں اس نے جو کچھ لکھ دیا ہے وہ دوسروں کے
ضخیم جلد دلوں میں بھی نہیں لکھا۔ البتہ اس میں کوئی
نئی بات نہیں۔

والیس سنر وارڈ
لندن ۱۸۸۲ء
طنجہ میں ایک موسم سرما اور سپاہیانہ میں گذشتہ
مصنف نے اپنے حلقہ کے دوستوں کی دلچسپی کتاب کے متعلق
دلچسپی ہوگی۔ فی الحقیقت کتاب ایک قسم کی ڈائری ہے

معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے احباب نے اسکی تعریف کی ہوگی جس کی وجہ سے یہ عوام میں پیش کی گئی۔ ورنہ معاملہ برعکس ہوتا۔

سیر وزان (اسے ذرت ٹو وزان)

والٹن آر سپنس
لندن ۱۸۸۸ء

ڈاکٹر والٹن کے رہنا نے بہ مقام پر یہ عام کیا کہ ڈاکٹر مذکورہ نے سیر وزان کا سالہ ہے۔ اسوجہ سے جہاں کہیں وہ گیا اسکی بڑی عزت ہوئی۔ اور اس نے بھی مراکوئی جہان نامی اور تواضع کی بڑی تعریف کی ہے چونکہ وہ بے تعصب شخص تھا۔ اس لئے اہالی مراکو کے اخلاق کی بہت تعریف کی ہے اور اسکو زیادہ عرصہ ان کے درمیان رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اسلئے ان کے نقائص سے معلوم نہیں ہو سکے بلکہ ان کے مشاہدات دلچسپ اور قیمتی ہیں۔ اور اسکی کتاب قابل اطمینان ہے

وائٹ ہاؤس (ملاحظہ ہو فکشن)

سفر لکھتا ہے برسر وقت سفارت سٹورٹ ۱۸۸۱ء

وڈس (جوہن)
لندن ۱۸۷۲ء

یہ کتاب بھی ان مقبول کتب میں سے ہے جو کے بہت ترجمہ ہوئے ہیں اور بڑی اشاعت ہوئی ہے۔ وڈس کی شہادت

قابل اعتبار تصور ہونی چاہئے کیونکہ وہ ایک بلا واسطہ گواہ ہے اس کتاب میں محل مکنا اور ایک نقشہ ہے جو مشہور گولیسٹ لندن نے تیار کیا تھا اور ایک جلسہ میں ہوا ہی حاصل ذیورہ کی تصویر کچھ کر دکھائی ہے۔

وائٹ - ملاحظہ ہو فکشن صفحہ

الزبانی (ابوالقاسم احمد)
الرحبان المغرب من دول المشرق والمغرب

پروفیسر وڈس نے پندرہویں باب کا ترجمہ میں کیا۔

۱۸۸۶ء
۱۸۸۷ء
۱۸۸۸ء
۱۸۸۹ء
۱۸۹۰ء
۱۸۹۱ء
۱۸۹۲ء
۱۸۹۳ء
۱۸۹۴ء
۱۸۹۵ء
۱۸۹۶ء
۱۸۹۷ء
۱۸۹۸ء
۱۸۹۹ء
۱۹۰۰ء
۱۹۰۱ء
۱۹۰۲ء
۱۹۰۳ء
۱۹۰۴ء
۱۹۰۵ء
۱۹۰۶ء
۱۹۰۷ء
۱۹۰۸ء
۱۹۰۹ء
۱۹۱۰ء
۱۹۱۱ء
۱۹۱۲ء
۱۹۱۳ء
۱۹۱۴ء
۱۹۱۵ء
۱۹۱۶ء
۱۹۱۷ء
۱۹۱۸ء
۱۹۱۹ء
۱۹۲۰ء
۱۹۲۱ء
۱۹۲۲ء
۱۹۲۳ء
۱۹۲۴ء
۱۹۲۵ء
۱۹۲۶ء
۱۹۲۷ء
۱۹۲۸ء
۱۹۲۹ء
۱۹۳۰ء
۱۹۳۱ء
۱۹۳۲ء
۱۹۳۳ء
۱۹۳۴ء
۱۹۳۵ء
۱۹۳۶ء
۱۹۳۷ء
۱۹۳۸ء
۱۹۳۹ء
۱۹۴۰ء
۱۹۴۱ء
۱۹۴۲ء
۱۹۴۳ء
۱۹۴۴ء
۱۹۴۵ء
۱۹۴۶ء
۱۹۴۷ء
۱۹۴۸ء
۱۹۴۹ء
۱۹۵۰ء
۱۹۵۱ء
۱۹۵۲ء
۱۹۵۳ء
۱۹۵۴ء
۱۹۵۵ء
۱۹۵۶ء
۱۹۵۷ء
۱۹۵۸ء
۱۹۵۹ء
۱۹۶۰ء
۱۹۶۱ء
۱۹۶۲ء
۱۹۶۳ء
۱۹۶۴ء
۱۹۶۵ء
۱۹۶۶ء
۱۹۶۷ء
۱۹۶۸ء
۱۹۶۹ء
۱۹۷۰ء
۱۹۷۱ء
۱۹۷۲ء
۱۹۷۳ء
۱۹۷۴ء
۱۹۷۵ء
۱۹۷۶ء
۱۹۷۷ء
۱۹۷۸ء
۱۹۷۹ء
۱۹۸۰ء
۱۹۸۱ء
۱۹۸۲ء
۱۹۸۳ء
۱۹۸۴ء
۱۹۸۵ء
۱۹۸۶ء
۱۹۸۷ء
۱۹۸۸ء
۱۹۸۹ء
۱۹۹۰ء
۱۹۹۱ء
۱۹۹۲ء
۱۹۹۳ء
۱۹۹۴ء
۱۹۹۵ء
۱۹۹۶ء
۱۹۹۷ء
۱۹۹۸ء
۱۹۹۹ء
۲۰۰۰ء
۲۰۰۱ء
۲۰۰۲ء
۲۰۰۳ء
۲۰۰۴ء
۲۰۰۵ء
۲۰۰۶ء
۲۰۰۷ء
۲۰۰۸ء
۲۰۰۹ء
۲۰۱۰ء
۲۰۱۱ء
۲۰۱۲ء
۲۰۱۳ء
۲۰۱۴ء
۲۰۱۵ء
۲۰۱۶ء
۲۰۱۷ء
۲۰۱۸ء
۲۰۱۹ء
۲۰۲۰ء
۲۰۲۱ء
۲۰۲۲ء
۲۰۲۳ء
۲۰۲۴ء
۲۰۲۵ء

مصنف مراکو میں سرکاری ملازم تھا ملازمت سے علیحدہ ہو کر تاریخ لکھنے شروع کی۔ اس میں مراکو کے حکام اور خاندانوں کے متعلق مفصل بحث کی ہے اور بطور تہذیب اپنی سیاحت کی حالات بھی دے ہیں۔ صرف باب پانزدہم مراکو پر ہے۔ مصنف مولائے اسماعیل کا سکرٹری آف ہیٹھ تھا۔ اور اس حیثیت میں جو اس کے حقائق تجارت ہیں ان سے کتاب کی مدقعت و قدر بہت بڑھ گئی ہے۔ بلکہ مزید یہ کہ ذیورہ کوئی مدسی عربی تاریخ الزبانی سے لکھا نہیں کہاتی اور

مضامین کو ایسی عمدگی سے سلسلہ دار بیان کیا ہے کہ حد تعریف سے باہر ہے۔

ملاحظہ ہو: دفعہ القریحاس

مقام مرکو کا عالم فسانہ نگار

جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ کئی ایک دور دست مالک فسانہ نویسوں کے خیال کا مرجع رہے ہیں اور انکی نسبت مختلف قصص و حکایات خیر تحریریں لکھی ہیں تو ہمیں تعجب آتا ہے کہ مرکو نے اس میں بہت کم حصہ لیا ہے۔ قصے کہانیوں میں مرکو کا تذکرہ آیا ہے اور کہانہ یا مرآت اس کے بحری قزاقوں کا ذکر ہے کیا گیا ہے مگر الشنائے ایک مفصل کے تمام اشخاص نے جس قدر فسانے وغیرہ تحریر کئے ہیں وہ ملک مرکو کی غلط تصویر کشی ہیں اور اب تک کوئی بھی ایسی متبع کتاب نہیں لکھی گئی جس سے مرکو و باشندگان کی حالت کا پورا پورا نقشہ اترے۔

۱۵۹۲ء | ملک مرکو کی طرف سب سے اہل اوّل قصبہ نویسوں کی توجہ پیلی جارج لندن منعطف ہوئی ہے جسکی تفصیلات بطریقہ شاہ کبیل عوام کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اس کے بعد عام قصبہ نویسوں کے خیال نے ادھر بٹا کر چنانچہ تیس سو سال گزرے ہیں کہ تین بادشاہوں کی مشہور طرانی پر جس میں شان سیاسی بین کام آیا ہے اسوقت کے اکثر معنفین نے اپنے قلم کا زور دکھایا ہے سب سے مشہور کبیل جو اسوقت بنایا گیا وہیل کا کبیل ہے جو اسنے القصر کی طرانی کی نسبت لکھا ہے اگرچہ اس کبیل کو شکس پیر اور بن جو تنی نظر حقارت دکھایا ہے کیونکہ اس میں یہ نقص ہے کہ اسیں باشندگان مرکو کی حالت کا حق نہیں دکھا رہی گئی۔ انگلش میں شک لے کی طرف بہت دلچسپی دکھائی گئی ہے۔

۱۵۹۵ء | ایک نظم ایڈورڈ وینٹ کے نام سے مشہور چلی آئی ہے جس میں واضح طور پر برتری کی خوشخوار لڑائی کا تذکرہ ہے۔

ڈارٹین ایک مدعی بعد شائے اپنی کتاب سن سپاسیٹین میں بنی غوغا کا واقعہ سے استفادہ کیا ہے جو میل کے کبیل میں مذکور ہیں۔ اس کبیل کی نسبت سنسٹین

برہمنیہ پر اعتراض کیا ہے کہ حالات و اطوار ملک و وقت کا لحاظ بالکل نہیں رکھا گیا مگر اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ اہل اسلام کی نسبت جو کچھ تحریر کیا ہے وہ کچھ محض فضول ہی سے بھی زیادہ ہے۔

سٹل الکناہ سٹل نے ایک کھیل نام شانہ اردی مرکو لکھی ہے جسے فرانڈن اور لکٹ نے نہایت بیزحی کے ساتھ نکیتہ چینی کی ہے۔

لندن ۱۹۶۳ء

فی الحقیقت اس کتاب میں مرکو کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھا اور جو دربار مرکو اور وہاں کے عشق و لعش کا ذکر کیا ہے وہ حالات مرکو سے بالکل مختلف ہے۔ مسئلہ میں سٹل نے ایک اور کتاب بھی ہے جس کا نام وارث مرکو ہے مگر اس میں زیادہ تر حالات الجرائد کے ہیں۔ اسی زمانہ کے خوب سیکلڈرن نے جو ایک مشہور ڈراما سٹسٹ (میتھیل نوپس) اسپانیہ کا رہنے والا ہے ایک کتاب بھی جس میں باشندگان مالک یورپ کو اس ملک میں تشنہ غلامی لگانا کا ذکر ہے نیز اس نے ایک بے (میتھیل) ایک شاہزادہ مرکوئی الاصل کے عیسائی مذہب قبول کرینے کی نسبت بھی ہے۔

کوئہیک جیان جے اس کتاب میں ایک خوبصورت یہودی عورت مسماۃ سول ہیکوئل کی شہادت کا ذکر ہے اسی عورت کے متعلق لیکے انا تیر نے ایک ڈراما لکھا ہے اصل بات یہہ ہے کہ ان

کتابوں و افعات درج نہیں ہیں یوں ہی خیالی اور کتاسی لوہا درج ہیں نہیں معلوم کہ یہ فقہ نویسی یا فسانہ نویس اصحاب ایک ملک کے متعلق کیوں غلط بیانی کرتے ہیں اور وہ کیوں ایسے مالک کے متعلق ظلم نہیں اٹھاتے ہیں جن سے وہ بکونی واقف

شیخے شعر میں سے کم از کم شیلے ایک ایسا شخص ہے جس نے اپنی کتاب ٹرنج آف آئٹس میں مرکو کا ذکر کیا ہے لاکر سوالے نام کے اور کچھ بھی تحریر نہیں ہے۔ یہ کتاب تیرہ کے قریب لگی گئی ہے اور مٹنر شیخے نے زور سے لکھا ہے کہ اس کتاب میں فساد کے واسطے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

مٹن اس کی نظم میں صرف کئی مقام پر مرکو کا نام آیا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں

لنٹو اس کتاب میں ٹٹو کی تحریر سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے۔ کہ مصنف حالات مارکو سے محض ناواقف ہے۔

مارٹو ادبیلو کی طرح اس نے بھی تحریر کیا ہے۔ کہ شہا ہانی مارکو دھاس کے چہرے جنہوں نے تیمور اعظم کے آگے گردن اطاعت خم کی تھی۔ پرے درجہ کے سیاہ تھے اور بزدلنگ نے بھی ایسا لکھا ہے۔

بل۔ ایک نظم میں جو حال ہی میں لکھی گئی ہے۔ مسٹر لیکن بل نے ایک کتاب جس کے معنی اورے گبس۔ متصل منساگون ہیں۔ لکھی ہیں۔

ڈوڈلیہ چارلس رسل ۱۸۴۱ء مارکو کے متعلق فسانہ لکھنے والے اشخاص بہت کم ہیں ان اشخاص میں سے جنہوں نے سب سے پہلے اس بارہ میں قلم اٹھایا ہے ایک ڈوڈلیہ ہے۔ اس کی کتاب میں تظاہرین میں اجنبیوں کے حالات زندگی مندرج ہیں۔

میبوا ولیم۔ الیس ۱۸۴۱ء دس سال بعد ڈاکٹر طعیلو نے جو امریکہ کا رہنے والا تھا۔ ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس نے مصنفہ تاریخی واقعات درج کئے ہیں۔ اس کتاب سے اس قدر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ دیگر مصنفین کی نسبت مارکو کے حالات کے متعلق کچھ زیادہ واقفیت رکھتا تھا۔ اگر وہ بھی مارکو یا بربر کے باشندوں کی پوری پوری تصویر کچھ سے قاصر ہیں۔

لون لنڈن ۱۸۴۱ء اس کے بعد جو قصہ مارکو کی نسبت لکھا گیا ہے جس کے مصنف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ اس کا بچنے والا ایک باشندہ امریکہ تھا۔ محمد بنانی نے جو کتاب لکھی ہے وہ فسانہ کے نام کی متقی نہیں ہے۔ اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو بلحاظ علم ازب محمد بنانی کو کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔

میل کالٹس مشوک ۱۸۹۰ء شاید خراب ترین کتاب جو اس ملک کے متعلق لکھی گئی ہے اس مصنف کی کتاب ہے۔ مصنف نے ایک سرسری مسافر لجنہ و تظاہرین تک کیا۔ یہ بھی مذکور ہے کہ تین دیسی رئیس مصنف پر عاشق ہو گئے۔ اگر کوئی اس کتاب کا مطالعہ کرے تو مارکو کی نسبت اس کے

عجیب و غریب خیالات ہوں۔

۱۸۹۷ء میں کین کی کتاب قابل تعریف ہے اور بہت سی کتب پر
ہیل کین جلد اول لندن جو الزام لگائے ہیں ایک طرح سے ان کا کفارہ کرتی ہے۔

مرکوئی زندگی کے حالات بڑی احتیاط اور غائر نظر سے تحریر کئے گئے ہیں۔ چھوٹے طبقات
سے لیکر اعلیٰ طبقات تک تشریح کی ہے البتہ جہاں کہیں مرکو یا اہل مرکو کے عیوب بیان
کئے گئے ہیں وہاں تو غلو سے کام لیا ہے اور جہاں کہیں اس کی خوبیوں کا ذکر آیا ہے وہاں
سے خوب گیر رکھا ہے اور اکثر واقعات میں غلطی بھی کی ہے اور ایسے واقعات بھی حوالہ
تقدم کئے ہیں جن کا وقوع پذیر ہونا از قبیل محال ہے۔ بہر کیف کتاب پڑھنے کے قابل ہے۔

۱۸۹۱ء سٹیفیلڈ ریفریم لندن اس جہاتوں اور گردن دینو کا ذکر ہے البتہ ابتدائی فصل
میں مصنف نے کچھ اپنی طرف سے ارتقا کی بے زیادہ تر ذکر اس میں اس سفر کا جو

جو جہیں بارہ سو میل کی راہ گھوم کر دس پرٹے کی ہے۔

ڈا سن اے جی ۱) ڈا سن کی کتاب کا نام بسم اللہ ہے اس میں مصنف نے مرکوئی
زندگی کی تصویر کینچ کی کوشش کی ہے اس میں سخت تکلف

لندن ۱۸۹۸ء کیا گیا ہے اور جو کچھ مذکور ہے وہ مرکو کے متعلق معلوم نہیں

ہوتا۔ بہر صورت بسم اللہ قابل تعریف ہے۔

پورٹر (جین) مصنف نے پورٹری کی بہادریوں کی نسبت تحریر کیا ہے جس میں عجیب
نظارات کا تذکرہ ہے۔ مدبر کا نام ابن حمو تھا مگر کیا گیا ہے اور سی

لندن ۱۸۸۸ء بھیس میں وہ اہل ہسپانیہ سے لاریکا واپس لیتا ہے اور پورٹری

میں پونچر فوت

گری کے (اور) ایک حکایت ڈائریس ٹیلیگرافی اور جنگ کی نسبت تحریر کی گئی ہے
معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ایک دن کسی مرکوئی بند پر کاٹا ہے

لندن ۱۸۹۵ء اور وہاں سے چند مقامی ناموں کی نسبت واقفیت حاصل کی ہے

ہارڈنگ ڈیوٹ یارک یہ کتاب دوسری کتابوں سے بالکل مختلف ہے۔ اس میں
ناممکن الوقوع حکایات مندرج ہیں۔ یہ مغایں ابتدا

میں امریکہ کے میگزینوں میں چھپے ہوئے۔ فسانہ کی ایک اور قسم یہی ہے۔ یا بلکہ کہو کہ واقعات کو فسانہ کے ساتھ مخلوط کیا گیا ہے۔

یہ ایک مختصر سی ہنریت دلچسپ کتاب ہے۔ مصنف کا نام جیمز
یارلٹو پاٹری
کلونی ۱۷۷۷ء

ہیں ۴۰
کیتان بائبل جنیوا اس کتاب میں کیتان رابرٹ بائبل کے بھری سفر دیگر حالات ہج
ہیں لیکن اصلی شخص کتاب کے لکھنے والا ایک رابرٹ چوٹک ہے۔
لندن ۱۷۷۷ء
۳۰۔ اس میں اسکا زبان فرانسیسی ترجمہ ہوا۔ اگرچہ بعض قصوں میں
ایسی رنگ آمیزی دکھائی ہے کہ وہ اصلی معلوم ہوتے ہیں مگر زیادہ تر ہالہ کیا گیا ہے۔
رائٹس گرو سو کے متعلق جو کچھ انعام کیا گیا ہے وہ امر واقعہ ہے مگر گریو کی ایسی صورت
نہیں ہے۔

ریپرٹو اس جمائیرینی
تذکرہ ریپرٹو لندن ۱۷۷۷ء
ہسانہ۔ انہاں بعد سپر سالار افواج مراکو۔ ڈیوک کے حالات
میں امورات عجیب منکور ہیں حوصلہ کے نام سے تعبیر کئے جاسکتے
ہیں۔ یہ شخص مختلف عہدوں پر ممتاز رہا ہے اور عجیب آدمی گذر ہے۔

واسٹ جیمز
لندن ۱۷۷۷ء
جیمز واسٹ کے حالات زندگی اور دیگر سرگزشتہاں عجیب مرقوم
ہیں۔ بقول گریگ مفید ترین کتاب تہی شتمہ میں مراکو کے متعلق
بہایت مفید اطلاع دربارہ جغرافیہ و تاریخ دی گئی ہے۔
سکاٹ الیکٹر
اولن ۱۷۷۷ء
سکاٹ الیکٹر کی بیرونی تو الیکٹر نڈر سکاٹ لکھی ہے مگر دیے کامیابی بغیب
نہیں ہوئی۔ تاہم یہ نفاذ منہ کی طرح ناگزیر پہنچے کا دعویٰ
کیا ہے۔ مگر اسکا سا بیان متجرب نہیں۔ اس کتاب کا ماضیہ مضامین
تحریرات متعلق مراکو ہیں۔ بعد ازاں ۱۷۷۷ء میں بمقام میڈرڈ ایک اور رسالہ شائع
ہوا مگر وہ قابل تفسیر نہیں۔

حصہ سوم

مراکو کی اخباری دنیا

کوئی ایک صدی منقطفی ہوئی ہے کہ ایک مورخ نے یہ لکھا تھا کہ زمانہ سلف میں جس چیز کی کمی تھی وہ اخبار ہے۔ اور افریقہ کی جمالت طاقت اور غلامی کی نیا وہ تربہ وہ مہوئی گدا سوقت وہاں اخبار کوئی نہ تھا۔ بربر میں چہا پ کے نام سے لوگ ناواقف ہیں۔ سکانین کے اخبار کا ایک نامہ نگار تحریر کرتا ہے (سلسلہ ۱۷) کہ اگر کوئی شخص ان کتابوں سے جو اسوقت چھپی ہیں مملکت مراکو کے حالات علم کرنا چاہے تو اسکو معلوم ہوگا کہ یہ کتب جو تاریخ مراکو کے ماخذ قرار دے گئے ہیں کس قدر ناقص اور غیر مکمل ہیں چونکہ اخبار اور چہا پ مراکو میں نہیں تھا اس لئے سولہا دقت تاریخی نشانات کو مٹا چلا گیا ہے اور جو ماخذ تاریخ مراکو کی بنت دستیاب ہو سکتی ہیں وہ صرف ان سیاحوں کی تحریریں ہیں جو ملک میں گذرے اور ان کی تحریریں ہی کسی معتبر بنا پر بنی ہیں مگر موجودہ زمانہ میں مراکو کی حالت دیسی نہیں ہے اور بہت سنور گئی ہے۔ اسوقت وہاں چہا پ خانہ بھی موجود ہے اور اخبارات کے ذرائع سے غیر مالک والوں کو وہاں کے حالات معلوم ہو رہے ہیں اور یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ مراکو جس کو دست قدرت نے اسقدر نعمان بہم پہنچائے ہیں وہ کیسے ردی حالت میں پڑا ہوا ہے۔ اول ہی اول شہادہ میں سطر گر گوری۔ ٹی۔ بربر نیزے شہادہ میں سیاں چہا پ خانہ قائم کیا اور بتاریخ ۸۲۸ فردی شہادہ ۷۴ میں عمارت اخباری دنیا کا بنائی ہوا ہے۔ بتاریخ مذکورہ اس نے ایک اخبار نامہ المغرب الاتمہ نکالا سلسلہ ۷۴ میں ٹایگز آن مراکو کے ساتھ المغرب الاتمہ کو ملا لیا گیا اسوقت زبان انگریزی میں یہ اخبار جاری ہے۔

سلسلہ ۷۴۔ ایک اخبار زبان بیانیہ شائع ہوا تھا۔ اس اخبار کی اشاعت کا صرف یہ مدعا تھا کہ اس جنگ کے واقعات جو اسوقت ہو رہی تھیں قلمبند کئے جاویں۔ لیکن ایک سے زیادہ دفعہ اس کی اشاعت نہیں ہوئی۔ بعد ازاں سلسلہ ۷۴ میں ایک ماہوار اخبار

سبب میں شائع ہوا۔ مگر اس کا حشر بھی دوسرے اخباروں کی طرح ہی ہوا۔ اور اسکی زندگی کچھ
ان سے زیادہ نہ ہوئی۔

پھر ایک فرانسیسی اخبار لوگوں میں نکلا۔ ۱۲ جولائی ۱۸۸۹ء کا نام لی پریل ڈونرک
تھا۔ مشیلوئی اسے کوہن اس اخبار کا مالک و ایڈیٹر تھا۔ مگر اس وقت سے اس کے مالک
بدلتے ہی رہتے ہیں۔

دوسرے سال بتاریخ ۷ جولائی ایک انگریز ایڈیٹر ڈوی۔ میکن نام نے ٹائمز آف لندن کی نیام
ڈالی ایڈیٹر فریڈرک کوہن میں اس کا بیانیہ موجودہ ایڈیٹر بھی اسی فریڈرک کی بجائے ڈوی
دیتا رہا۔ اور آخر کار بیانیہ باپ کا جانشین ہوا۔ یعنی بحیثیت ایڈیٹر ٹائمز آف انڈیا
کرنے لگا۔ چونکہ مشرکین مشر ابرہہ کے ماتحت پوری پوری آندلی کے ساتھ اپنے خیالات
کا اظہار کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے بتاریخ ۱۶ جنوری ۱۸۸۹ء اس کا اخبار انگریزی
چاپ خانہ سے شائع ہوا اور تھیں سے یہ اخبار نعت دار شائع ہوتا ہے۔ ۱۸۸۹ء میں
اور محقر سا اخبار نکالا گیا۔ مگر وہ پندرہ پرچوں کے نکلنے کے بعد بند ہو گیا۔ اور چند نعت
کے بعد پھر شروع ہو کر ہمیشہ کے واسطے بند ہو گیا۔ ۱۸۸۹ء کے اوائل میں مشرکین
لیوگروٹے باملاو مشر آبنرگ لڈیلڈ ایک اخبار نعت دار یعنی ایل اکواری ٹیٹو نکالا جو
نعت میں دو بلہ شائع ہوتا ہے۔ بعد ایک اخبار آلمان سے بزبان فرانسیسی شائع ہوا
اس کا نام لی کمرس آمرک تھا اور مینہ میں دو دفعہ شائع ہوتا تھا۔ اسکی عمر شکت اشاعت
سے زیادہ نہ ہوئی۔

اس کے بعد لادیلوول پر اگر سومرا کوئی نام اخبار جاری ہوا۔ اس آباء میں عربی اور
جرانی زبان میں اخبار جاری کرنے کی کوشش کی گئی۔ لاکن پہلی سرسبز نہ بنے پائی۔
۱۸۸۹ء میں طبع کی ہسپانوی مجلس تجارت نے ایک دلچسپ ماہوار اخبار (بلیکین
جاری کیا اور تھوڑی مدت بعد لازسٹرا ایک نعت دار اخبار بزبان ہسپانوی جاری
ہوا۔ اور ۱۸۸۹ء میں ایل دی ریوی طبع اخبار روزانہ لہجہ کے نام سے موسوم ہوا۔ یہ
پرچہ چند سال تک اچھا چلتا رہا۔ ایک اور اخبار ۱۸۸۹ء میں جاری ہوا۔ اس کا نام
ایل ایوریوی مراکو تھا۔ مگر چند ماہ تک جاری نہ کر سکا ہو گیا۔ سال مذکورہ میں مراکو
ہسپانوی اخبار المغرب شائع ہوا۔ مگر اس کی عمر بھی کچھ ہی زیادہ ہوئی

۱۸۹۷ء میں ایک عربی اخبار مہنتہ دار جاری ہوا۔ اس کا نام کالاسٹریٹل تہذیبی حروف میں لکھا جاتا تھا۔ سب سے آخر ۱۸۹۹ء میں لا کروئیکا دی لٹیراگریزی پریس مہنتہ میں دو دفعہ شائع ہونے لگا۔ اور صرف یہ اخبار بعد المغرب الاقصیٰ کی ریویو دو مرک۔ اور ایل ایکوہاری ٹینو کے سرسبز ہوا۔

مذکورہ بالا اخبار اندرون حدود سلطنت مراکو شائع ہوتے رہے ہیں۔ اور سب میں اس طاقت کے تقاضے وغیرہ پڑے نہ دے سے حملے ہوتے رہے۔ طاقت الامراض اشخاص کی طرف سے درخواست گندی کہ اخباروں کو کلمہ بند کیا جائے سپرمدی حاج محمد کثرت صاحبہ اور خوار جہ نے حکم دیا کہ اگر یہ اخبار آئندہ انتظام سلطنت وغیرہ پر حملہ کریں گے تو ان کی اشاعت سدود ہو جائے گی۔ اس امر کا ذکر کرنا بھی بیجا نہ ہو گا کہ یہ امر مراکو کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ اختیار طبع کے متعلق مداخلت کرے کیونکہ اندر سے معاہدہ باشندگان ملک کوئی ایسا پیشہ مراکو میں کرنے کے مجاز نہیں جو ان کے اپنے ملک میں جائز تصور ہوتا ہے۔

کوئی سلسلہ کے بعد پھر اس سوال پر غور ہونے لگا کہ اخبار مراکو کی مہنتہ زوسی کا کسی سخت حکام سے تدارک کیا جائے۔ مگر اس تجویز کی جماعت سفر کے روشن خیال ممبروں نے مخالفت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب تک اخبار مراکو جاری ہیں۔

تتمہ

مستند شہادت متعلق مراکو

۱۱ جلد مورخین جہوں نے پانچ سو سال قبل از مسیح کتابیں تصنیف کی ہیں۔ یا تو فساد نویس تھے یا نثار اور ان کا علم جغرافیہ بھی فرضی یا قیاسی تھا۔ ہیک ٹینس سالے بیل ٹس پہلا شخص گذرا ہے۔ جس کی تصنیف اعتبار کی نظر سے دیکھی جاسکتی ہے معلوم ہوتا ہے ہیک ٹینس خود سیاح تھا۔ اور اس نے اپنے سفر کے حالات جمع کئے۔

وہ بربری اقوام فری زلیگیشی کی نسبت تحریر کرتا ہے جس کے متعلق بعد میں تفسیر دولش نے بھی لکھا ہے اسی معلوم تھا کہ جینا گویم ابراہم ہرنل کے نزدیک واقع ہے وغیرہ وغیرہ۔ نیز یہ امر غیر اقل نہیں ہے۔ جیسا کہ سر ایڈورڈ وڈ بائیری اپنی کتاب تاریخ جہوں

ظاہر کرتا ہے کہ میلے لڑا اور لکشتن ایک ہی تھی۔ لیکن اس بارہ میں کوئی بات لفظی نہیں کہی جاسکتی اور مینو کے جغرافیہ پر ہی پورا پورا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ بعض امور جو اس نے ارقام کئے ہیں وہ دراز قیاس معلوم ہوتے ہیں۔ ابنا سے جبل الطاتی سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک بستی کی بنا ڈالی گئی تھی۔ یہ بستی غالباً اصلہ یا ریات کو قریب ہو گئی اور شاید مہدیہ ہو۔

بقول مشہور مسکین بستی مذکورہ اس جگہ واقع تھی جہاں اب ماناگوں کے نزدیک قصبہ بت جواب پجراغ ہے واقع ہے۔ مسٹر ویون دی سینٹ مارٹن کارنچ کا اہل پھر کی تحریر میں دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ کیونکہ وہ حالات سے محض نا بلند تھا۔ مارٹن کہتا ہے کہ جہاں ایک معبد کی بنا ڈالی گئی تھی اس مقام کو ابالی مراکو اس الحیہ کہتے ہیں حالانکہ وہاں کچھ کا درخت نام کو بھی نہیں۔ ایم لکشت بڑے وقتوں سے کہتا ہے کہ اصلی باشندگان ملک راس الحیہ کے نام سے بالکل نادان تھے۔ راس کا نام راس نکین سے شاید یہ نام قنٹ الزبت سے لیا ہو۔ مسٹر کونسل وائٹ لٹچ کا یہ اعتراض ہے کہ کشتن کا ف کے نام سے لکھا جاتا ہے اور قنٹ قاف قرشت سے۔ چونکہ اس خوفناک مقام پر آئنا مشکل ہے۔ اس لئے غالباً مینو کے ہمارے ہاں اب جگہ اتنے ہوں گے۔ جہاں اب شکا گاہ ہو۔

آدھے دن کے سفر کے بعد ایک جھیل پر پہنچے۔ اب کوئی ایسی جگہ موجود نہیں ہے جو جہلیں مراکو کے کنارے پر مشہور ہیں وہ سب راس قنطین کے شمال کی طرف ہیں۔ اس کے جنوب میں ساحل کے ساتھ ساتھ صرف چٹانیں۔ شیب یا تیلے قطعے زمین کے ہیں نہ وہاں کسی ایسی جہل کا نشان ہے۔ یہ بھی اغلب معلوم نہیں ہوتا کہ برسات کی وجہ سے جو ایک خشک ندی کو بالکل بھر دیتی ہے وہ کو وہ لوگ جہل سمجھتے ہوں۔ یا اس جگہ ایسا مقام ہے جس کے قریب اس جگہ کا ہونا اغلب ہو جس کا مینو نے بیان کیا ہے۔ اگر اس نے واقعات کو خلط ملط نہیں کیا۔ یا اس کے مورخ نے غلطی نہیں کی تو یہ تصور کرنا چاہئے گا کہ مراکش کا ساحل ۳۳ صدی کے عرصے میں بالکل بدل گیا ہے اور حقیقت میں اس کا کافی ثبوت ہے۔

طیغ سے مکادور امیکڈ ورتک چالیس سے ستر فٹ تک اونچے کنارے ہیں۔ اور زبط کے شمال کی طرف جہلیں ہیں وہ سب انہیں بلند ہل کی وجہ سے ہیں۔

اسی طرح کہیں کہیں نہ جن ہی بیٹہ کئی ہو گئی جس حالت میں صفی کی کہاڑی ہینو کھڑے مانے میں داسل یا جھیل ہو گئی اور دریائے سندھ کا دھانہ ایک راس ہو گا۔ ہاتھیوں اور دوسرے جنگلی جانوروں کا گرد و نواح میں کثرت سے ہونا باسانی سمجھ میں آ سکتا ہے کیونکہ اس سے چار عددی بعد یعنی سکھ ملنے میں ہی کثرت سے پائے جاتے تھے اگرچہ آج کل یہ صحرائے میں کہیں نہیں دیکھے جاتے۔

اس جھیل سے روانہ ہو کر اہل کار قبیلہ نے ساحل کے ساتھ ساتھ پانی خنہ آباد کئے جن کی جگہ تلاش کرنا اب لا حاصل ہے۔ اسیں شک نہیں کہ انکا اریس آج کل کا اجادیر ہے۔ جس کے معنی شہر نہاہ۔ مگر یہ لفظ اور بھی کئی مقامات کے واسطے مشت ہو سکتا ہے۔ اسکا پورا نام اجادیر زکیر ہے۔ ان کی دوسری جگہ قیام کے قریب یہاں تکس تھا۔ یہ وہ دریائیں ہے جو آج کل نکس کے نام سے مشہور ہے۔ غالباً یہ دیا آج کل سوس یا خرا کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے کنارے پر جو لوگ رہتے تھے وہ گلہ بان اور ملہاڑ تھے۔ مگر ان لوگوں کا بیان ہے کہ ملک کے اندر دینی حق کے لوگ بہت خوشوار اور جاہل تھے۔ اور اس میں جنگی دندے کثرت سے پائے جاتے ہیں اور اکثر جگہوں پر انکے اپنے پھاڑ تھے۔ جن سے دریا بہتے تھے۔ اور انکی غاروں میں وحشی لوگ آباد تھے۔ پہاڑ تو اسنے خود بھی دیکھے ہونگے۔ کیونکہ کوہ اطلس کی ایک شاخ مقام اجادیر پر سمندر تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور جیسا کہ ایک مولف اپنے تجربے سے بیان کرتا ہے۔ جرے اطلس کی برنائی چوٹیاں جہاز میں بیٹھے ہوئے باسانی دکھائی دیتی ہیں۔ جزیرہ سرن جہاں وہ بہت مدت تک آباد رہے شاید آج کل کا کرن ہو گا۔ جو ریلوے اور دسکے دہلے میں واقع ہے اور جیسے کچھ مدت سے اہل ہسانید آباد ہیں کیونکہ اجادیر کے قریب جہاں شرع کرنے والوں نے اسکا جائے وقوع بتایا ہے کوئی اور جزیرہ نہیں ہے۔

مشہور و معروف باقی علم جغرافیہ نے سولایں کا ذکر کیا ہے۔ اور بنیفر اور سائیکس نے بھی یہ نام دیا ہے۔ اور اس سے موجودہ راس فلیس مراد لیا ہے۔ لیکن ہر دو اس سے راس سپار عمل مراد لیا ہے۔ مراکو کے بحر اوقیانوس ساحل پر اسنے صرف سی ملر کا ذکر کیا ہے اور غالباً یہی کار قبیحیں علاقوں سے سا ہو گا۔ اس ملک کی بابت

اس کا فاتی تخریب نہیں ہے۔ اور افریقہ کے بحرِ دہم کی طرف کے ساحل کی تو اسے سوائے تو اس کوئی جگہ معلوم نہیں۔

۔۔ ہائیلس بھی جبل الطارق (جزائر) سے پرے کے ملک سے بالکل ناواقف تھا لیکن وہ اس بار محل کے قریب ایک مقام کو جانتا تھا۔ اٹھ ایک مقام کا ذکر کیا ہے جس کے یونانی نام کے معنی "شہر لب دریا" کے ہیں۔ معنوں سے معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایم شلٹ نے شمش دیوچ میں تحریر کیا ہے کہ یہ شہر اس مقام پر تھا جہاں اب انجریہ ہے۔ اس کے ساتھ یہ ضرور مانتا ہو گا کہ پیرانا لجنہ در جنوب مشرق کی شاہوا۔ دریا کے داہنی لٹکے کنارے پر واقع تھا۔ یہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ اس کا پوٹاسس آجکل کا لقمہ ہے۔ اس کا یا نیٹولس طولس کیولس غالباً موجودہ سیرین اور خرف العقب ہو گا۔ اور ہائیلس لینی میگالی آکل کا خمار اور تورٹ کا نشیب ہو گا۔ اسی طرح اس نے داوالا شہر اور پیرا شہر لکس کی مقامات کا جائے وقوع بیان کیا ہے۔ لکس وہی شہر ہے جس میں مشرق کے بہت سے باغات تھے اور آکل اس کا جائے وقوع ایک قبرستان کاؤں شمس تبا یا ماہا ہے جو دریائے کوس پر واقع ہے۔ جس دیسی گاؤں پالسی بیوں کا اس نے ذکر کیا ہے وہ غالباً موجودہ رائیش کی جگہ پر واقع ہو گا۔ اور اس میں تو کسی طرح کا شک نہیں کہ جس حیا کا اس نے ذکر کیا ہے وہ دریا کے لبو تھا جو مراکش کے لب دیاؤں سے بڑا ہے جس مقام پر معید واقع ہے وہاں پر سبوا اس نے دو نوے ایک شہر کے ہونے کی بابت لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سائیلس کو خزیرہ سرن تک افریقہ کے ساحل کی واقفیت تھی۔ وہ طولس اور شمس کی بابت لکھتا ہے کہ وہاں ایک راس ایک طیر پہلوان کی طرح سمندر میں بڑی ہوتی ہے جبکہ سرے پر ایک ہاسٹین (یونانی بحری دیوتا) کا مندر ہے۔ یہی راس ہے جس کا تینو اس طرح بیان کرتا ہے۔ اسی وجہ سے ایڈمڈسبری کا خیال ہے کہ سائیلس نے اس کی بابت اسی بڑے جہازدان سے سنا ہو گا۔ مہر حال اس نے یہ حالات کار تحقیق ذرائع سے معلوم کیے ہیں۔ اس نے سولس اور سرن کے درمیان دریا کے یائن لکھا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ بائیں دریا ہے جس کو آکل موس کہتے ہیں۔ اور جس کو تینو نے لکس لکھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جس کو سائیلس نے لکس لکھا ہے وہ مجھے داوالا کوں ہے۔ اور لینی ہار اس کے بعد کے مورخوں نے بھی اسے یونانی نام سے لکھا ہے۔ اس زمانے میں دریا کے کنارے

توفیق شین گاؤں تھا۔ اور دوسری طرف بیری تھا۔ سائیکس کے خوابے بیان کا حوالہ اس طرح دیا ہے مگر اس کی کتاب کبھی بھی ضائع ہو چکی ہے جو کتاب اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ بھی وہ سکون کی کتابوں میں سے حوالے جمع کر کے تالیف کی گئی ہے۔

ہزارہ لٹل کے زمانے سے پولیس کے زمانے تک پہلے مراکو کے علم کے بہت کم اضافہ ہوا ہے۔ مگر پولیس کو روم دیونان کی جنگ سے بہت سی واقعت حاصل کرنے کا موقع مل گیا اگرچہ وہ ایک یونانی تھا۔ اور پھر غل کے طور پر بھی لیا تھا۔ تاہم اس نے اپنے دوست پیو کی مدد سے شمالی اور مغربی افریقہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ بحری سفر کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ لیکن بد قسمتی سے ہمیں اس سفر کا کچھ بھی حال معلوم نہیں ہاں پلینی کی پرلے درجے کی بے سرو بات تالیف میں کہیں کہیں اس کا حوالہ ملتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پولیس نے ایک سفر نامہ لکھا تھا۔ جس سے اس کے بعد کے سیاحوں کو مدد ملی۔ مگر وہ اصلی کتاب اب ناپید ہے۔ اس سے نقل کردہ بیان میں لکس اور انٹین کے نام لکھے ہیں۔ شاید وہ موجودہ علم کے سہو۔ وہ ایک مقام کا ذکر کرتا ہے۔ جہاں ٹلس ہند تک پہنچتا ہے۔ شاید اس جبر سے مراد ہو۔ مگر فاصلے اور دوسرے ذیلیع سے یہ رائے لگانی بہت مشکل ہے۔ اور اگرچہ اس نے جس دریا کا ذکر کیا ہے کہ اس میں گڑھیاں بہت ہوتے ہیں وہ سوائے موجودہ درہ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا مگر عجیب ہے کہ اس میں گڑھیاں ایک ہی نہیں ہے۔ ساحل کے جس حصے کو فنیشن قوم نے سکپارت یا سنیت مارٹن نے کوئٹنگ پاس (گنتی گہر) لکھا ہے اس پر ابکار تھوچیا کی بہت سی بستیاں تھیں۔

لکس اور سیو کے درمیان کی راس پر ایک قصبے کا پونا بیان کیا گیا ہے۔ ایم لٹل کا خیال ہے کہ وہ موجودہ گاؤں مولائے بوسلہام کی جگہ ہو گا جو دریائے زہر جابر ہے۔ جیٹام باقیں اسی طرح اندازاً بیان کی جا رہی ہیں تو کہا جاسکتا ہے کہ فلوں کا سنم داد جبر ہے۔ جو ملہا کے قریب سمندر میں گرتا ہے۔ اسی طرح سلمات ماسہ پونا چا پیئے۔ اور فلوں میں سلسو نام والا اسی طرح اور کئی جگہوں کی بابت اندازاً کہہ سکتے ہیں کہ ان کے موجودہ نام فلاں فلاں ہیں جہر حال پولیس کی کتاب بیری پولیس میں جس قدر مقامات کا ذکر ہے۔ ان کا آجکل تہہ لگانے کی کوشش کرنا بے فائدہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یونانی جبر فیڈان نے مینو کا سفر نامہ لکھا مگر مقامات کے غلط نام لکھ دیے ہیں۔ پولیس ایسا ہزارہا معطوف ہے کہ ڈیوینس نے حضرت موسیٰ

ہے ایک صدی پیشتر اسکی بابت وہی رائے بیان کی تھی جو آج کل کے مؤرخین کرتے ہیں۔ کہ طریقہ تحریر کی جو زبان کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے وہ ایک ایسی کتاب چھوٹی کیا ہے جس کو شخص پورے طور پر پڑھنے کو کافی صبر نہیں رکھتا۔ اس کی فیصلے سے اس کے مترجم بری ہیں۔ امین سردا اثر دیتے ہیں کہ جس کی جیم کتاب جنگ اہل کار یہ بھی اندر خریدیا وہ اس وقت تک میں چھپی تھی۔

کیس سلسل میں چونکہ سیزر کے ساتھ اس کی اور تفریق کی مہم میں شامل تھا۔ اور نو میڈیا کا مورخ رہ چکا تھا۔ اس لئے اسنے خود اپنے کوشش سے یا اپنے ماتحتوں کے ذریعہ سے بہت کچھ واقفیت حاصل کر لی تھی۔ لیکن وہ ایک جغرافیہ دان نہیں تھا۔ جو دقت اسے جگر تباہی لڑائی کی بابت لوٹ لکھنے سے فرصت کا ملتا تھا۔ اس میں وہ دولت جمع کرتا تھا۔ جس سے اسنے مکرر پہنچ کر ہادی سلسلانیی تفریق کر دئے۔ جو کورنل کے واسطے ایک عجیبہ روزگار اور باعثِ ملامت تھے۔ لونی کی طرح جنگی نواریں اپنی پارٹی کے حالات سے بہرہ بری پڑی ہے۔ وہ اصلی واقعات کی نسبت عبارت کی آرائش کا بہت دلدادہ تھا۔ اسلئے اس کی ضائع شدہ کتابوں میں کچھ ہی لکھا ہو۔ جو کتابیں باقی رہ گئی ہیں وہ ایک جغرافیہ دان کی امیدوں کا خون کرنے والی ہیں۔ اسنے ملک کے اندر دینی حصے کی بابت بھی کچھ تحقیقات کی تھیں۔ جہاں کے باشندے بعض خانہ بدوش اور بعض میقیم تھے۔ جو چھوٹوں میں رہتے تھے۔ ان سے پرے سیاہ فام حبشی آباد تھے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب ہر کیولنر (ہرقل) مگر کیا تو بے لگام ایرانی۔ ارمنی اور اہل میڈیا افریقہ میں کود پڑے اہل ایرانی نے وہاں کی قوم میں شادیاں کر لیں اور ان کی اولاد کا نام ہندی مشہور ہو گیا۔ میڈیوں کا نام بکر باری ہو گیا۔ ان دونوں قوموں نے ملکر تمام ارگری کی قوموں کو زیر کر لیا۔ یہ سب کچھ فینش قوم کی نو آبادی سے بہت قبل وقوع میں آیا۔ یہ ان پرانی افسانوں کا خلاصہ ہے جو سلسلے سے جمع کیا تھا۔ تاہم بے پردا ہی سے اسنے بعض ایسی حکایات بھی جمع کر لی ہوگی جو اصلی واقعات پر مبنی ہوگی۔ مگر ان کے خانہ بدوشوں کے نتیجے جو ابھی مکتبی کی شکل کے ہوتے ہیں۔ پرانی قوم بھالہ سے بہت متعلقہ ہیں۔ سلسلہ لکھتا ہے کہ ایرانی کشتیوں کو اٹا کر ان میں رہا کرتے ہیں۔ اس لئے بعد میں اس طرح کے فیصلے بنانے کا رواج ہو گیا۔ لفظ بھالہ عربی لفظ بھالہ سے ملتا ہوا ہے جس کے معنی گھریا یا گھسے

میں سے وہی منیٹ مار مل کر رہتا ہے کہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ ایک قوم عوامانہ مسلمانوں کے محلہ کے وقت بنیڈیا کے ایک محلے میں آباد تھی یہی سلسلہ کے ارسی ہو گئے۔ میڈلز خالبا وہ برہم قوم ہے جسکا ذکر البکری نے کیا ہے۔ میٹھنہ میڈاٹا کی ایک شاخ ہیں۔ ایک ادب قید اسی نام سے مشہور ہے اور مارٹیا بند میں رہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پرشین لفظ فارسی سے بگڑ کر بن گیا ہو۔ فارسی ایک قوم ہے جو پولیس کے بعد اس نام سے مشہور ہوئی۔ ادب اب بھی بنی فراس کہلاتی اور بومی اور میڈال کے درمیان آباد ہے۔ اس طرح اور کئی مقامات کا پتہ چل سکتا ہے۔

شریو کوافر لہ کے اس حصے سے کچھ واقفیت نہیں تھی۔ اور جونہی وہ بھی متقدمین سے حاصل کی ہوئی تھی۔ وہ خیروں۔ پتیلوں اور پھاڑھوں کا ذکر کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ ظلال و دیامیں مگر چھ بہت ہیں۔ کیونکہ وہ ان خیروں سے بہت اچھی طرح واقف تھا۔ وہ جو باکی کتاب کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اور ایسے مصنف کا حوالہ دیتا ہے جس کی تصنیفات ہم تک نہیں پہنچی ہیں۔ اس وقت تک یہاں سے کلام تبیین نوآبادیان نیست و نابود ہو چکی تھیں۔ کیونکہ الایالیش کے جو ترجمے کی طرف کسی مستقل آبادی کے نشانات نہیں پائے جاتے۔ وہ خوب جانتا تھا کہ کوہ اطلس تمام مارٹیا نیا میں پھیلے ہوئے اس نے چند اقوام کا بھی ذکر کیا ہے جو اس وقت وہاں آباد تھیں۔ یہ وہی تھیں جنکا سلسلہ نے ذکر کیا ہے۔ باقی اس کے مشہوروں کا اب پتہ چل سکتا ہے۔

سب پرانے مصنفوں سے اپنی کوافر لہ کے شمالی ساحل کی جراثیم سے مفترک بہت اچھی واقفیت تھی۔ اس میں صرف یہ نقص ہے کہ وہ اپنی معلومات کو اچھی طرح آراستہ نہیں کر سکتا تھا۔ سلسلے سے پرے کے ملک کا اسکو بھی صاف علم نہیں تھا۔ مگر وہ لکھتا ہے کہ اہل ملک اطلس کو دائرہ میں لکھتے ہیں۔ شاید موجودہ لفظ دارین یا لاداس سے مراد ہو جو بربری متعلیٰ ہوتا ہے وہ شکایت کرتا ہے کہ ملک کے اندرونی حصے کی بابت ارادہ غلط بیانیوں کی جاتی ہیں۔ کیونکہ وہاں لوگ اکثر سائرس کی تلاش میں جاتے ہیں۔ یہ ایک قسم کی کلری ہوتی ہے جس سے کلری رنگ نکلتا ہے۔ اس کی بہت قدر کی جاتی ہے۔ وہ نہایت جو بانی تحریروں سے دیکھ کر جو اس علاقہ کا حکم تھا بیان کرتا ہے کہ وہ دیانے اسیانہ سالہ سے ڈیرہ مود دی میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس میں لشکر نہیں کہ یہ

پولیس کا اناسٹور اور عربوں کا ام ربیعہ تھا۔ یعنی جیسے فوٹ لکھتا ہے وہ آجکل کا
 منسطف ہے۔ اسی طرح وہ اور کئی دریاؤں کا ذکر کرتا ہے۔ جو جہان دانی کے قابل تھے
 وہ لکھتا ہے واداکوس کے دہانے پر سیسیس آئڈر کا باغ تھا۔ اور گنجان اڑوہا
 سے مطلب دریا ہے۔ اسکی حفاظت کرتا تھا۔ پرانے کہنڈلات کے گرو کچور کے باغات
 اور آگور کی باڑیوں کے نشانات پرانی کار تھیں آبدیوں کا ثبوت دیتے ہیں مگر یعنی
 کا سب سے مشہور بیان یہ ہے کہ دریائے سالامہر کے کنارے کے ساتھ ساتھ
 ایک ایسے قطعہ زمین میں سے گذرتا تھا جس میں ہاتھی اکثریت سے پائے جاتے تھے
 اور وحشی لوگ آباد تھے۔ وہ لکھتا ہے کہ یہ جانور گڑھے کہوڈ کر پڑے جاتے تھے۔
 اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جن جنگی ہاتھوں کا سپورٹ نے ذکر کیا ہے وہ اسی علاقے کے
 ہونگے۔ انچائیز میں کئی دفعہ ہاتھی دانت زمین سے نکلے ہیں۔ اور اگر زیادہ تفتیش کی جائے
 تو اور بھی بہت سے نکلیں۔

میمونیس میلا جو کہ جنوبی فرانس کا رہنے والا تھا۔ اسلئے وہ جبرالٹر سے اچھی
 طرح واقف تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ میری جائے ولادت مارٹینیا کا ایک گھاؤں ہے
 وہ خود لکھتا ہے کہ اس گھاؤں میں فٹین آباد تھے جو افریقہ سے لائے گئے تھے۔ اس لئے
 یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ تائب بھی اندلس کے تمام شہروں میں سے اس گھاؤں
 میں مراکش رنگ بہت پایا جاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ جبرالٹر اور کیوٹ دوہر قتل کے ستون
 میں ماورائے آب کو پہلی چان کی تمام غاروں سے بھری تھی اہل کرنا ہے۔ وہ لکھتا ہے
 کہ ان دونوں میں چھوٹے سے چھوٹا فاصلہ دس میل ہے۔ اور یہ قریب قریب سچ ہے
 کیونکہ یہ فاصلہ جغرافیہ کے مطابق سوانو میل ہے اسی طرح اور کئی مقامات کا ذکر کرتا ہے
 مگر ایم ٹسٹ کا خیال ہے کہ شاید موجودہ غاریں جو بہر قتل کے نام سے منسوب کی جاتی
 ہیں وہ نہیں ہیں۔ جو میل کے وقت تھیں کیونکہ یہ صرف چکی کا پتھر ہونے سے بتائی ہیں۔
 غالباً جبل عشا کی غاریں ملوٹوئی جو قدیم قی طہ پر بنی ہوئی ہیں۔

یعنی کے زمانے سے لیکر عالمی کے زمانے تک جبکہ روم و یونان کی فوجیں تواریخ کے
 مصالح جمع کر رہی تھیں۔ اور ان دونوں ملکوں کی نوآبادیاں دنیا کو شائستہ بنا رہی ہیں
 کوئی مورخ ایسا نہیں ہوا جبکہ اس وقت کی شمالی افریقہ کی بابت واقعات کو قطعاً

کرتے کا شوق ہوتا۔ اگرچہ بعض مورخوں نے سلطنت کے اور علاقوں کی بابت بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر رٹینہ اور مہار کی بابت بالکل کچھ نہیں لکھا۔ ہاں اسکندر کے ایک مصنف ڈائیونیس نے ایک نہایت حسین کتاب میں افریقہ کے بہت سے اندرونی علاقوں کا بھی مفصل حال لکھا ہے۔ ڈاکٹر سٹیکر بیان کرتا ہے کہ اس کی طرز تحریر اور تحقیقات بالکل آج کل کے زمانے کے مطابق ہے۔ مراکو میں وہ لکھتا ہے کہ اس جیر کوہ اٹلس کی ایک شاخ کے بڑے حصے سے بنی ہوئی ہے۔ اور یہ لوگ کی جائے وقوع وہ اس جگہ بتاتا ہے جہاں اب دریائے سوس ہے۔ اگرچہ اس کے مقامات کی مختلف فاصلوں کے بیانات بالکل ٹھیک نہیں ہیں۔ تاہم ساحل کے ساتھ کی آبادیوں سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔ اسمیں ٹھیک نہیں کہ ڈاکٹر اس نے دراکو لکھا ہے۔ اگرچہ اس کا منہ اس نے بہت دور جنوب کی طرف بیان کیا ہے۔ چونکہ اس نے بیان کردہ مقامات کی جگہ اچھی طرح قائم نہیں کی اسلئے صرف اٹکل سے معلوم کرنا پڑتا ہے کہ کونسا مقام کس جگہ پر ہوگا۔

جب تک کہ میں رومی فوجوں کی رہنمائی کے واسطے تصنیف کی گئی ہیں۔ انہیں سب اچھی اور زیادہ ضروری ایٹالینین ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس نام کے ایک پرستار کے ظالم بادشاہ کے عہد میں بنائی گئی تھی۔ اس میں مشہور دل کے نام اور ان کے درمیان کے فاصلے بالکل ٹھیک ٹھیک لکھے گئے ہیں۔ یہی ایک پہلی کتاب ہے جنکو مورخ پُرانے مقامات کے اصلی نشانات دریافت کر سکتے ہیں۔ ایم ٹسٹ اور دوسرے لوگوں نے اس کی تصحیح کی ہے اور پُرانے اور نئے مقامات کی تطابق میں محنت کی ہے۔

مثلاً۔ مالوا فلیو من ملوین ہے۔ ایڈ ٹرسس اٹھوسوسی۔ جافرن ہے۔ امدادیٹ پر مشٹریم۔ بربری صاف ظاہر ہے کہ داؤلا سے مراد ہے۔ مراکو کے لوگ ایک چھوٹے دریا کو اس نام سے پکارتے ہیں۔ یہ دریا دہاٹے کے قریب اتنا گہرا ہے کہ جہازیں آسانی سے تھر سکتے ہیں۔

رومیل کی یہ کتاب مراکو کے اندرونی حصے کے واسطے بہت ہی مفید ہے اور سی بریمہڈ نے اس حصے کے جغرافیہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جہاں اس وقت فوجی سپاہی آباد ہوتے تھے۔ اس کتاب میں سب مقامات کا حال باقرب لکھا ہوا ہے کہ پندرہ

سے معلوم ہوتا ہے کہ کالونیا علی نیاسا۔ دریا کے بہو گیا میں تھار کے بر قہار سا
 شہر ایک نوشتہ سے بھی ملتا ہے۔ ٹیویٹا اس جگہ تھا۔ جہاں اب سیدی علی بن احمد
 ایک بیع یعنی بزرگ کی خانقاہ ہے جس کے گرد بہت سے کہنڈر ہیں۔ چونکہ یکسیلو ایسور کی
 کا جانے وقوع دریا سال سے سولہ میل کے فاصلے پر بیان کیا جا چکا ہے۔ اس لئے وہ ممکن
 اور دلائل کے درمیان ہونا چاہیے۔ اور رومی فوج کے اسی مقام کا کوئی تہ نہیں
 جتنا جو داد عین اور فدا کے درمیان میں مراکش قبیلوں کی شکل میں قائم کیا گیا تھا
 تاکہ قوم بلالہ کو رد کا جائے۔ جنہوں نے بیس صدیوں کے حملہ آوروں میں کسی کی اعلیٰ
 قبول نہیں کی۔ ایک سترک ٹلو سوساٹلٹا سے طنجہ کو جاتی تھی۔ پہلے مقام کی بابت شک
 ہے۔ شاید یہ قبیلہ۔ درہوں یا سیدی قاسم ہو۔ تمام مقامات جن کا تہ ٹرٹ روڈ اکثر
 سے پہلے لگایا گیا تھا۔ غلط تھے۔ کیونکہ وہ پانی کے بعض تحریروں پر بنی تھے۔ لیوانہ
 لیوانہ فریقین راستی سے بہت دور تھا۔ اگرچہ اس نے فیض میں پرورش پائی تھی۔ مارٹ
 سچائی سے اس قدر ہکا ہوا ہے کہ وہ لیون کی گالائی کو دریا سے سیو پر تلاش کرتا ہے جو
 نیاسا سے پینتیس میل کے فاصلے پر ہے۔

ایکواڈاسیکا سلفات کی پہاڑی کے قریب ایک گندھک سہلے سے پانی کا چشمہ
 ہے وائیو شہر جبل کورت پر ہو گا۔ جہاں البکر نے بیان کرتا ہے کہ ایک پلنے شہر کے کشتہ
 تھے۔ ٹریبون بصرے کے کہنڈرات کی جگہ تھا۔ جو نویں صدی میں بسایا گیا تھا۔ اور بڑی
 کے زمانے میں تاننا بڑا تھا کہ اس کے دس دروازے تھے۔ اس کے بعد کی صدی میں دسویں
 اسکی بابت لکھا ہے کہ ایک وقت میں یہ بہت مشہور شہر تھا۔ آج کل سوائے تفصیل کے
 اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس میں کسی طرح کلام نہیں ہو سکتا کہ اویسلیم فودم۔ القصر الکبیر اور
 ایدنوس سیدی ایوانی ہے اور کالونیا اولیا یا کمپٹر لیں جو سترک سے کچھ فاصلے
 پر ہے۔ الشرف بنو۔



معرضہ مطالعہ عربیہ

اس میں ملے ہیں جو عربیہ کے مختلف ممالک سے مسلمانوں کے مختلف اقسام کے مختلف پہلوؤں پر مدبرہ لکھنا چاہیے۔ دیر میں باکستہ بحث کی ہے۔ حکم الامم کے مختلف ممالک کے مختلف ممالک کو لکھا ہے۔ نہایت ندرت سے اس کتاب کے جامع اور بیحد موصوفی تعریف کی ہے۔ اردو زبان میں ایسی جامع کتاب جو دوم اور سیم اور پام کے تعلقات کے متعلق حالات سے کامل لکھی ہوئی ہے۔ اب تک کہیں تالیف نہیں ہوئی تھی۔ نامہ بیہوشی کا نو خطہ پرتوین بونا پارٹیکلر تفسیر کا تفسیر سونوں وغیرہ کے علاوہ ملاقات نامہ کی کامیابی کی تصدیق شدہ پیشگوئی درج ہے۔ یہ تقریباً کتاب کو حاصل ہے کہ مسئلہ آئینہ کے تفسیر کے متعلق جو قیاس شدہ اور میں اس کتاب میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ وہ دوست ثابت ہوئے۔ طبع سوم۔ قیمت فی جلد ۵ روپے۔ ایضاً زبان انگریزی۔ ۶

تاریخ خاندان عثمانیہ میں عربیہ

عثمانیہ کے حالات پر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ کیا لکھنا چاہیے۔ دیگر اسلامی سلطنتوں کے نزول و برآمدی کے حالات و واقعات اور اسباب اور یورپ میں پالسی اور مشرقی مسئلہ پر یہ بحث کرنے کے ساتھ ہی ان فردی اور

اور عربیوں کی توجہ کی گئی ہے۔ جو سکھانے کوئی اور مکتبہ اور زندہ قوم نہیں رہ سکتی۔ یقین ہے کہ تاریخ بالخصوص اسلامی تاریخ سے واقفیت پیدا کرنے اور دلی یورپ اور اسلامی طاقتوں کے موجودہ و سابقہ تعلقات کے اسرار کو معلوم کر لینے کے شائقین اس سیر کتاب کا مطالعہ فائدہ سے خالی دیا نہیں گئے۔ آج تک اردو میں کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی تھی جس میں مسلمانوں کی ہر واحد مکتبہ و سلطنت کے حالات کو لکھی ہوئی ہو۔ اس سے اسلام کی پالیسی کی طاقت کو قائم رکھنے کا کام دے رہی ہے۔ ایسی خیر و فلاح کا جدید اصول پر لکھے گئے ہوں۔

اس کتاب کی دو جلدیں ہیں۔ جلد اول میں ابتدائے خاندان سے سلطان محمد چہارم کے عہد تک کے حالات ہیں۔ قیمت دو روپے۔ اور دوسری جلد میں سلطان عبدالحمید ثانی کے عہد کے حالات ہیں۔ قیمت دو روپے۔

اس کتاب کی قیمت ہر دو حصہ ۵ روپے۔ شری کی موجودہ حالات اور اسکی باجگاہ پر اس میں اس سال میں لکھی ہوئی ہے۔ سوس اور اس کی کونسل بلقادیہ۔ بوسنیہ۔ پرتوین۔ سوس اور اس کے تدریس تجارت بحری اور برقی طاقتیں۔ ایک۔

اس کتاب کی قیمت ہر دو حصہ ۵ روپے۔

دی صنعت و حرفت۔ زراعت۔ مردم شماری۔ رقبہ۔ طرز و آئین حکومت اور موجودہ پالیسی کی حالت پر بحث لکھی ہے۔

عربی اور اردو کتب

جن کا مطالعہ مسلمان پر واجب ہے۔

(۱) حائل شریف مطبوعہ س قابل دیدہ قیمت پچیس

(۲) انویدی حائل مع ڈیوینائیہ داند تیاہم

میں اس سے بجز عزو تبرک نہیں ہو سکتا۔

قیمت چار

(۳) مشکوٰۃ شریف مع ترجمہ جاشدہ چا

مکتوب میں قیمت کامل کتاب مئے

(۴) نقشہ جہانزیلے و اکثر مقبوضہ جات مع

دوم سادہ عمدہ دیواری علم اس لائن کی

تجویز و تحریک کی مفصل کیفیت مع دیگر پیشمار

قابل مطالعہ حالات کے کتاب اسلامی دنیا

کا فوٹو میں درج ہے قیمت پچ

(۵) اردو ترجمہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون فلسفہ

تاریخ پر اس کے پایہ کی کوئی کتاب نہیں عروج

اسلام کے زمانہ کے تمام علوم و فنون کا ہی ذکر کیا

ہے اور اسلامی عہد کی پہلی چھ صدیوں کے متاثرہ

واقعات پر اس مقدمہ میں عقائد بحث کی گئی ہے ساری

جملہ واقعات شہادت امام حسین علیہ السلام اور ان

منازقا پر ہی جو جنگ جمل و صفین وغیرہ وغیرہ میں ہوئے

کمال عالمانہ محاکمہ کیا ہے قیمت حصہ اول دوم تالیف

حصہ سوم تھے تینوں کے مجموعی خریدار سے

ایہ رعایت مارج سائلہ تک رہے گی۔

(۶) عبد حکومت سلطان عبدالحمید خان غازی خاندانی

اس کتاب کی تصدیق و تصدیق کی۔ نئی شہادت ہو کہ سیر

مردم لیا عتاد مختصر ہی اسکی توفیق میں ولید اس

تتالاع جہلم قیمت پچیس

بہت لہ عہد حکومت

اعلیٰ حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی خاندانی

خلد انکلاس نادر کتاب دہلی میں مکتبہ

روم کے عہد حکومت کے سچو حالات بڑی عمدہ

اور عمدگی سے درج کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب بوجہ عالم پسند

اور کچھ بچوں کے کئی دفعہ چھپ کر پڑھنے کی ضرورت

چھپ چکی ہے۔ بلکہ رسد کے حالات انگلستان کی ایک بڑی

کی کتاب سے لے گئے ہیں۔ اردستان کی کتابوں میں

بات کا فخر صرف ہی کتاب کر سکتی ہے اس کا سچو ترجمہ

نے اسکا ترکی میں ترجمہ کئے جانے کا ایمان دیا۔ اس کتاب

کو ۱۸۷۷ء میں شائع کیا گیا ہے اس کے زمانہ کے لوگ

اسلامی ملک اور اسلامی دنیا اور دیگر دول

اگر کہیں۔ یہ میں۔ انفریقین بالشیاء کے باہمی تعلقات

کی مفصل و کمال دلچسپ تاریخ سمجھنا چاہیے۔

تاریخہ ترا سوال کے ارجاء کی معلومات بھی

اس میں موجود ہیں۔ حجم چھ سو صفحوں ۶۰

قیمت

چار

سات روپے کو چھاپا ہے۔ لیکن ایک اردو زبان میں ہی جامع مدجہ مرکبہ حصہ تیس کی قیمت فی حصہ چھ روپے

موزن کا یہ ایک آنہ لکھتے ہیں پیر کا جادو لکھا۔

محبوبین کا بیان وطن

موزن کا یہ ایک آنہ لکھتے ہیں پیر کا جادو لکھا۔

عام خبری اغراض و مقاصد علاوہ اسلامی، ملکی، قومی، فوجی،
زراعتی، تعلیمی، طبی، اور اخلاقی و تمدنی معاملات و مضامین پر بحث
کرنی والا ہندستان کا واحد اردو اخبار جس نے چند ہندوؤں کے ملک کو ہر طبقہ و جماعت
کے باسجھ حصہ کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور انہیں تسلیم کر لیا ہے کہ وہ فی الواقع اسم یا
مسی اور ملک وطن کا سچا خاتم۔ یہ اخبار ہر جمعہ کی شام کو حمید یہ پریس لاہور میں طبع
ہو کر دو حمید یہ پریس کے شائع ہوتا ہے۔

شرح قیمت { روپے سے دو روپیہ سالانہ۔ للہ ششماہی۔
دیگر شافین سے للہ سالانہ۔ دو روپیہ آٹھ آنہ ششماہی۔ کم استطاعت کلبار سے لے
سالانہ۔ دو روپیہ ششماہی۔

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہیں ہو سکتا۔

محمد الشاہ (سابق ایڈیٹر اخبار وکیل مالک ایڈیٹر اخبار وطن و حمید یہ پریس لاہور) تھیں۔

